صحیح خطباتِ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ 3)
آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور اپنی
نعمت (اسلام) پورے طور پر تم کو دے چکا اور اسلام کو میں
تمہارے لیے دین مقرر کرنے پر راضی ہو چکا۔
www.KitaboSunnat.com
جمع وتحقیق
الشیخ ابراھیم ابو شادی
ترجمہ
ابو انس محمد سرور گوہر
دار الکتب السلفیۃ
DARUL-KUTUB-AL-SALAFIYYAH

صحیح خطباتِ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ 3)
آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت (اسلام) پورے طور پر تم کو دے چکا اور اسلام کو میں تمہارے لیے دین مقرر کرنے پر راضی ہو چکا۔
جمع وتحقیق
الشیخ ابراهیم ابوشادی
ترجمہ
ابوانس محمد سرور گوہر
دار الکتب السلفیۃ
DARUL-KUTUB-AL-SALAFIYYAH

نام کتاب: **صحیح خطباتِ رسول ﷺ**

جمع وتحقیق : الشیخ ابراہیم ابوشادی

ترجمہ : ابوانس محمد سرور گوہر

نظرثانی : محمد العثمانی بن نصیر الدین

بااہتمام: ھناد شاکر

اشاعت اول: فروری 2013ء

ناشر: دار الکتب السلفیہ
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 004, +92 324 43 36 123
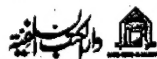
الفرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پوسٹ کوڈ:54000

dk.salafiyyah@gmail.com

فہرست

☆☆☆

مقدمہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
(آل عمران:۱۰۲)

”اے ایمان دارو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور مرو تو صرف اس حالت میں کہ تم مُسلمان ہو“۔

نیز فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾ (النساء:۱)

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگران ہے“۔ اور فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

(الاحزاب: ۷۰،۷۱)

”اے ایمان دارو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کرو، وہ تمہارے اعمال کو سنوار دے

گا، تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے"۔

أمابعد!

یقیناً سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ ہمارے نبی محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ اور دین میں نئے ایجاد کردہ امور سب سے بدترین ہیں، اور ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی پر گمراہ کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

ثم اما بعد:

بے شک میں نے اس کتاب " خطباتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم " میں وارد احادیث کی صحت کا التزام کیا ہے اور میں نے اس میں دور سابق اور دور حاضر کے عُلماء حدیث کے اقوال سے معاونت حاصل کی ہے ان عُلماء میں علامہ ناصر الدین الالبانی اور علامہ شعیب الارنوؤط سر فہرست ہیں۔ میں نے تمام کتب سنہ میں سے تمام صحیح اور حسن احادیث کی مکمل تحقیق کی اور صرف صحیح احادیث پر ہی اکتفا کیا جبکہ میں نے ان سینکڑوں ضعیف احادیث کو ترک کر دیا جنہیں قدیم عُلماء حدیث اور محدثین نے ضعیف قرار دیا اور میں نے صرف انہیں مدون کیا جو ان کے نزدیک صحیح ہیں اور ان کی صحت تجھ پر ظاہر ہوئی۔ پس اس کتاب میں وارد تمام احادیث جو امام الخطباء، سید الفصحاء، کبیر البلغاء محمد ﷺ کے خطبوں پر مشتمل ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ صحیح ہیں یا حسن درجے کی ہیں۔

ان خطبوں کو غور سے پڑھنے والا ان کی تخریج کے وقت اکثر اوقات مجھے بعض کتب سنہ کو صحیح بخاری اور صحیح مُسلم سے پہلے ذکر کرتے ہوئے پائے گا اس لیے کہ یہ کتب جو ہیں انہوں نے صراحت کی ہے کہ آپ کا کلام خطبہ تھا یا موعظت تھی، جبکہ امام بخاری یا امام مُسلم نے اس کا اہتمام نہیں کیا وہ اس چیز کی نشان دہی کے بغیر کہ یہ خطبہ ہے، حدیث بیان کر دیتے ہیں میں نے اسی لیے بیان کرنے میں دیگر کتب سنہ کو ان دونوں پر مقدم کیا ہے اس لیے کہ یہ اس کتاب کی شرط ہے اور رسول اللہ ﷺ کے خطبات پر منصب و مقام کا اہتمام ہے۔

اگر میں نے وہ احادیث ذکر کیں جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں کہ وہ حدیث خطبہ یا موعظت تھی یا اس کے متعلق تجھے پتہ چل گیا تو میں نے انہیں کتب سنہ پر مقدم کیا اور یہ ان کا حق ہے کہ انہیں مقدم کیا جائے اس لیے کہ اللہ کی کتاب کے بعد وہ دونوں صحیح ترین کتابیں

ہیں۔ پھر یہ کہ دونوں میری اس کتاب کے متعلق شرط کو پورا کرتی ہیں۔

میں نے کتب سنہ میں اپنی بحث و تحقیق کے وقت ایسے کسی لفظ کو نہیں چھوڑا جو اس پر دلالت کرتا ہو کہ یہ حدیث نبی ﷺ کا خطبہ ہے جس میں نے اسے ذکر کر دیا پس ان میں سے کچھ الفاظ یہ ہیں:

خطب، يخطب، خطيبا، وعظ، موعظه، عظه، قام فينا، وعظنا، خطبنا، منبره، المنبر، أيها الناس، أيها المسلمون، يا أيها الناس، يامعشر اليهود، يامعشر النساء، يامعشر المهاجرين، يامعشر الانصار، يا معشر التجار، يا معشر قريش، يانساء المومنات، يانساء المسلمات، ياهولاء، ياأمة محمد، ياأيهاالمسلمون، يا اهل القرآن، ياعبادالله، يانعايا العرب، يابنی فهر، يابنی ......۱۔

میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے خطب صحیح کے متعلق اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس سے پہلے الشیخ محمد خلیل الخطیب نے اس موضوع پر کتاب لکھی لیکن اس کے متعلق میرے کچھ ملفوظات ہیں:

۱۔ الشیخ الخطیب نے "الاہداء والشکر" کے عنوان کے تحت کہا:

میں خطیب الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خطبے پیش خدمت کر رہا ہوں۔ میں نے ان کی جمع و تدوین میں ایک لمبا عرصہ صرف کیا ہے۔

۱۔ انہوں نے حاشیے میں ذکر کیا کہ پندرہ سال یعنی: کہ انہوں نے اپنی یہ کتاب میں یہ بتادوں کہ میں نے تخریج میں اتنا توسع اختیار نہیں کیا کہ قاری محترم کے لیے باعث اکتاہٹ ہو۔ میں نے بس مصادر سنہ کے چند مصادر پر ہی اکتفا کیا اگر میں چاہتا تو میں وہ تمام مصادر ذکر کر دیتا لیکن میں نے املال و اکتاہٹ کا ارادہ نہیں کیا حتی کہ کتاب اتنی طویل نہ ہو جائے کہ قاری محترم اسے مکمل طور پر پڑھ ہی نہ سکے ویسے بھی تمام امور میں میانہ روی ہی بہتر ہے۔ "خطب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" پندرہ سال میں جمع و مرتب کی اور طبعہ دار اور الاعتصام کے مطابق اس میں ۵۷۳ خطبے ہیں۔

میں جس بات پر اس مؤلف کا مؤاخذہ کرتا ہوں وہ یہ کہ انہوں نے اس کتاب کی جمع و تالیف پر کس طرح یہ پندرہ سال صرف کیے جبکہ انہں نے اس کی تہذیب و تنقیح کی نہ اس میں وارد احادیث کی علمی تحقیق کی جو ہر حدیث کے درجے کی وضاحت کرتی؟ خاص طور پر کہ وہ کتاب

ضعیف، انتہائی ضعیف یا موضوع روایات سے بھرپور ہے، کیا پندرہ سال کا یہ عرصہ اس کی تہذیب و تنقیح کے لیے کافی نہیں؟ کیا خطباء ا۔ بلغاء حضرات کے لئے صحیح احادیث میں وہ مواد نہیں جو ان سب کے لیے کافی ہو؟ پس ہم ایسی چیز سے کتاب کو کیوں بھریں جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہ ہو؟۔

۲۔ جناب الخطیب نے اپنی کتاب "خطب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (ص ۷۔۸) میں بیان کیا: "میں نے (۵۷۳ خطبوں میں سے) ہر خطبے کے آخر پر اس کے مراجع یا کسی مرجع کا ذکر کر دیا ہے تاکہ جو کوئی ان کی مراجعت کا شوق رکھتا ہو وہ مراجعت کر سکے اور میں نے ہر خطبے کی تخریج کر دی اور اس کا درجہ بیان کر دیا تاکہ عُلماء متاثرین مطمئن ہو سکیں"۔

میں نے کہا: رہا اس کا یوں کہنا: "میں نے ہر خطبے کے آخر پر اس کے مراجع یا کوئی مرجع ذکر کر دیا ہے"۔ پس یہ دعویٰ ا۔ قول حقیقت سے خالی ہے؟ اس لیے کہ اس کتاب میں بہت سے خطبے ہیں جن کا اس نے مرجع ذکر نہیں کیا میں نے انہیں اس کتاب میں شمار کیا تو میں نے انہیں ۷۱ کی تعداد میں پایا اور ان کے نمبر درج ذیل ہیں:

۲۷۳، ۲۷۷، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱،
۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳،
۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶،
۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۳،
۳۸۶، ۴۱۳، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۶۵، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۹۰،
۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۸، ۵۳۶، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۳۔

۳۔ رہا مؤلف کا یوں کہنا: "میں نے ان احادیث کی تخریج کی اور میں نے ان کا درجہ و حیثیت ذکر کر دی تاکہ عُلماء متاثرین مطمئن ہو سکیں"۔

میں نے کہا: اس کتاب کی زیادہ تر احادیث ایسی ہیں جن کے بعد وہ صحت یا ضعف کے حوالے سے حدیث کا درجہ و حیثیت ذکر نہیں کرتا وہ زیادہ تر یہی کہتا ہے: رواہ احمد، رواہ ابن ماجہ، البزار، رواہ ابو داود، رواہ النسائی وابن ماجہ فی صحیحہ، أخرجہ الترمذی، مسند الامام الشافی .... لیکن وہ حدیث کا درجہ و حیثیت ذکر نہیں کرتا۔

۴۔ الشیخ الخطیب ایسی روایات کا سہارا لیتے ہیں جنہیں انہوں نے سُنت کے مصادر

اصلیہ سے نقل نہیں کیا جیسے: امتاع الأسماع، الکامل لابن الأثیر، سیرۃ الخضری، جمیرۃ خطب العرب، الشرف المؤبد، شرح ابن أبی الحدید، زاد المعاد لابن القیم۔

بلکہ انہوں نے خطبہ نمبر ۹۵ میں روایت کو ابن القیمؒ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ابن القیمؒ رواۃ احادیث میں سے نہیں، البیان و التبیین للجاحظ، العقد الفرید لابن عبد ربہ، تفسیر البحر المحیط لأبی حیان، اعجاز القرآن، الأذکار للقرطبی، خزینۃ الأسرار، البدایہ والنہایہ لابن کثیر، جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی ھدیۃ الاخوان فی فضل لیلۃ النصف من شعبان لابراھیم ابراھیم الأمام، تفسیر النسفی، تنبیہ الغافلین للسمر قندی، روح البیان لاسماعیل صدیق، الزواجر لابن حجر الھیتمی، الاربعین فی أصول الدین للغزالی، غالیۃ المواعظ للآلوسی، مغازی الواقدی، الانوار المحمدیہ للنبھانی، الفاضل للوشاء مخطوط من کتب الأدب سید صقر، سراج الملوک للطرطوسی، نزھۃ المجالس للصفوری، نھج البلاغۃ بشرح الشیخ محمد عبدہ، مکاشفۃ القلوب للغزالی، نزھۃ الجلیس، منتخب ربیع الأبرار للزمخشری، الریاض النضرۃ للمحب الطبری، تسلیۃ أمل المصائب لأبی عبداللہ محمد المنبجی النبلی، مفتاح الأفکار للشیخ احمد مفتاح، تفسیر سورۃ الاحزاب لعبد الفتاح خلیفہ، محاضرات الأبرار لمحی الدین بن عربی۔

پس یہ مذکورہ بالا کتب جو ہیں ان میں سے کچھ کتب تفسیر ہیں، کچھ کتب وعظ ورقائق ہیں جو کہ موضوع روایات سے بھرپور ہیں۔ ان میں سے کچھ کتب تاریخ ہیں، کچھ کتب تصوف ہیں اور کچھ عصر حاضر کے مشائخ کی جدید کتابیں ہیں۔

کیا یہ کتب مصادر سنہ اور خطب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ الشیخ الخطیب نے ان پر اعتماد کیا ہے؟!! کیا یہ کتب اس لائق ہیں کہ ان سے اخذ کیا جائے اور ان میں وارد روایات کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا جائے؟!! اور اس طرح کی مذکورہ کتب کب مصادر احادیث رہی ہیں!! فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں کہتا ہوں: خطبوں یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تخریج کے حوالے سے یہ اور اس طرح کی کتابیں قابل اعتماد ہیں نہ کسی گنتی میں اور نہ ہی ان جیسی کتب پر اصول تخریج کے مطابق اعتماد کرنا جائز ہے۔ اللہ ہی سے شکایت کی جاسکتی ہے۔

یہاں بعض احادیث اور خطبوں کے کچھ نمبر شمار دیے جاتے ہیں جن میں الشیخ نے اپنی

تخریج میں مذکورہ کتب پر اعتماد کیا ہے۔

۵، ۸، ۱۰، ۱۱، ۵۴، ۶۶، ۸۹، ۹۵، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۲۷، ۱۵۰، ۱۸۷، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۸، ۲۴۴، ۲۶۳، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۹۵، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۳۶، ۴۴۰، ۴۴۸، ۴۵۳، ۴۵۶، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۸۰، ۵۴۳، ۵۶۷، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، یہ احادیث پچاس سے متجاوز ہیں۔

۵۔ الشیخ الخطیب نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں جبکہ وہ خطبے نہیں ہیں بلکہ وہ عام احادیث ہیں وہ دور و نزدیک سے اس پر دلالت نہیں کرتیں کہ وہ خطبے ہیں پس انہوں نے اس کے ذریعے اپنی کتاب کے حجم اور اس کی احادیث کی تعداد کو بڑھایا ہے اگر وہ صرف خطبوں پر اکتفا کرتے اور ان میں سے بھی صحیح پر تو وہ بہت اچھا ہوتا لیکن انہوں نے ایسے انہیں کیا!!

۶۔ الشیخ الخطیب نے ایسی احادیث کا سہارا لیا جن کے ضعف کے متعلق علماء حدیث نے بیان کیا ہے جیسا کہ امام ہیثمی نے مجمع الزواید میں اور ان کے علاوہ محدثین نے بھی بیان کیا لیکن کاش کہ وہ انہیں بیان کرتے حتی کہ ہم السنہ کو ضعیف اور موضوع روایات سے صاف و خالص کر لیتے خاص طور پر کہ ایسے بہت سے خطیب حضرات سے جو مرویات کی تنقیح نہیں کرتے وہ ان پر اعتماد کرتے ہیں جو علم کے نام پر تغیب عقول، انتشار افکار اور لوگوں کی گمراہی تک پہنچا دیتے ہیں جبکہ علم کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

ان میں سے درج ذیل احادیث ہیں:

۱، ۲، ۴، ۶، ۱۲، ۱۴، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۸، ۵۶، ۶۰، ۶۷، ۷۰، ۷۳، ۸۲، ۸۴، ۹۷، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۵۳، ۱۱۸، ۱۸۹، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۴۹، ۲۵۶، ۲۵۹، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۸، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۶، ۴۸۳، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۷، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۴، ۵۳۹، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۲، ان ضعیف اور موضوع احادیث کی تعداد ۹۷ تک ہے۔

۷۔ الشیخ الخطیب نے حدیث رقم ۳۲۷ پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی ہی عجیب بات ذکر کی انہوں نے کہا: "اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس (کی سند) میں ابو رجاء الحنظلی راوی ہے اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور وہ کذاب ہے اور میں کہتا ہوں: اگرچہ وہ کذاب ہے مگر یہ کہ یہ کلام

عمدگی کی غایت اور نزاکت کی منتہی میں ہے اور جس کی طرف یہ کلام منسوب کیا گیا ہے اس کے کلام سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

میں نے کہا: وہ حدیث موضوع مکذوب ہے پس وہ الشیخ الخطیب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی کس طرح جسارت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے: اور جس کی طرف یہ کلام منسوب کیا گیا ہے اس کے کلام سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔ یہ کوئی عجیب نہیں کیونکہ ہم نے اس الشیخ جیسے بہت سے صوفیوں کے متعلق تجربہ کیا ہے طریق تصوف کا ایک پیروکار تھا بلکہ ہم نے شرعی علم کی طرف منسوب شخص کو دیکھا ان میں سے ایسا ہی ہے جو کذب حدیث کی معرفت رکھتا ہے پھر وہ اس کی تاویل کرتا ہے تاکہ وہ اس کے صوفی عقیدے کے موافق ومطابق ہو جائے جبکہ تاویل تصحیح کی فرع ہے جیسا کہ وہ معلوم ہے۔

۸۔ الشیخ الخطیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے کی طرف دعوت دی ہے۔ جبکہ آپ اپنی قبر میں ہیں بلکہ انہوں نے ہر اس شخص کو وسیلہ بنانے کی طرف دعوت دی ہے جس کا اپنے رب کے ہاں کوئی بلند مرتبہ ہے اور وہ اس کے اس دنیا میں زندہ ہونے کو شرط و ضروری قرار نہیں دیتے اور جو اس عقیدے (توسل) کا انکار کرتا ہے۔ جناب الشیخ اس پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ خواہشات کے پیروکار ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے ہدایت پر نہیں اور اس الشیخ کا یہ موقف تب معلوم ہوا جب انہوں نے سلامہ العزامی کے قول کو تسلیم کیا اور اسے امام العصر سے موصوف قرار دیا جس نے یہ کہا: "اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ تو اس وقت سے ہے جس وقت کہ ابھی یہ عالم وجہاں آپ کے وجود سے متشرف نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ صحت توسل میں مدار اس بات پر ہے کہ جسے وسیلہ بنایا جا رہا ہے اس کا اپنے رب عزوجل کے ہاں بلند مقام ومرتبہ ہو اور اس کا اس دنیا میں زندہ ہونا مشروط نہیں بے شک ایسی شرط قائم کرنا ایسے شخص کا موقف ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی اتباع کرتا ہے"۔ الشیخ الخطیب نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے قول وموقف کی گرفت نہیں کی بلکہ وہ تو اس کا اقرار کرنے والوں میں سے ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ حدیث کون سی ہے جس پر الشیخ نے تبصرہ کیا، اس پر اعتماد و تکیہ کیا اور اسے حجت بنایا؟ !!

الشیخ خطیب نے حدیث رقم ۵۲۶ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان سے ذکر کی انہوں نے بیان

کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدم علیہ السّلام سے وہ لغزش ہو گئی جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا انہوں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا تو عرض کیا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے، پس للہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: تیرا نام بلند ہو جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا تھا وہاں یہ لکھا ہوا دیکھا: لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ، تو میں نے جان لیا کہ ان سے بڑھ کر کسی کی قدر و منزلت نہیں جن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے، پس اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: اے آدم! آپ کی ذریت (اولاد) میں سے وہ آخری نبی ہیں اور ان کی امت آپ کی اولاد میں سے آخری امت ہے۔ آدم! اگر وہ نہ ہوتے تو میں آپ کو بھی تخلیق نہ کرتا"۔ طبرانی کے علاوہ روایت میں ہے: "جب تم نے ان کے ذریعے مجھ سے تقرب حاصل کیا تو میں نے تمہیں بخش دیا"۔ امام حاکم نے فرمایا: صحیح الاسناد۔

میں نے کہا: امام حاکم نے اسے المستدرک (۲/۵/۶) میں روایت کیا اور ان سے، اسے ابن عساکر نے اور اسی طرح بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا اور امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

لیکن امام ذہبیؒ نے ان کی علمی گرفت کی تو انہوں نے کہا: میں نے کہا: بلکہ وہ موضوع ہے اور عبدالرحمن راوی واہ (کمزور) ہے...... عبداللہ ابن مُسلم الفہری نے اسے روایت کیا میں نہیں جانتا، وہ کون ہے، اس نے اسماعیل بن مسلمہ سے اور انہوں نے المیزان میں اس پر بطلان کا حکم لگایا اور فہری کی وجہ سے اسے معلول قرار دیا اور ابن حبان نے عبداللہ بن مُسلم بن رشید کے بارے میں کہا: وہ لیث، مالک اور ابن لہیعہ پر جھوٹی باتیں گھڑتا ہے۔

الآجری نے الشریعہ (۲/۲۴۸-۲۴۹) میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کیا ہے اور اس میں بھی فہری اور عبدالرحمن زید بن اسلم ہے وہ اپنے حفظ کے حوالے سے انتہائی ضعیف ہے اور احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابو حاتم، النسائی اور دار قطنی وغیرہ (رحمہم اللہ) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے فرمایا: وہ اخبار کو الٹ پلٹ کر دیا کرتا تھا جبکہ اسے معلوم نہیں ہوتا تھا حتی کہ اس کی بہت سی روایات مرسل ہے مرفوع اور موقوف سے مسند ہو گئیں پس وہ ترک کرنے کا مصداق ٹھہریں۔

العلامہ الألبانی نے "التوسل" (ص۱۱۸) میں فرمایا: رہا امام حاکم رحمہ اللہ کا اس اور اس جیسی احادیث کو صحیح قرار دینا تو اس پر علم الحدیث کے ائمہ نے ان کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا: امام حاکم ان احادیث کو بھی صحیح قرار دے دیتے تھے جو کہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں کے ہاں موضوع مکذوب ہوتی ہیں اسی لیے حدیث کے متعلق علم رکھنے والے حضرات صرف امام حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بذات خود عبدالرحمن بن زید بن اسلم کو اپنی کتاب الضعفاء میں نقل کیا ہے جیسا کہ العلامہ ابن عبدالھادی نے اسے بیان کیا ہے ...... تحقیق کے وقت الحافظ ابن تیمیہ، ذہبی اور عسقلانی رحمہم اللہ کا اس حدیث کے بطلان پر اتفاق ہے اور اسی پر کئی ایک محققین نے ان کی اتباع کی ہے جیسا کہ الحافظ ابن عبدالھادی ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "القاعدہ الجلیلہ" (ص۸۹) صحیح فرمایا:

اس حدیث کے متعلق امام حاکم کی روایت اس ضمن میں سے ہے جس پر انکار واعتراض کیا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے "المدخل الی معرفة الصحیح من السقیم" میں بذات خود بیان کیا: عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے موضوع احادیث روایات کیں، اہل مہارت میں سے جو بھی ان کے متعلق تامل کرے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ ان میں اس پر محمول ہے۔

امام بیہقی نے عبدالرحمن کے متعلق فرمایا: اس میں اس کا تفرد ہے اور وہ متہم بالوضع ہے امام حاکم نے بذات خود اس پر اس کا الزام لگایا ہے، اس لیے علماء نے اس کی روایت کے حوالے سے اس کے متعلق ان کی تصحیح کا انکار کیا ہے اور انہوں نے خطاو تناقض کی طرف اسے منسوب کیا ہے۔

العلامہ الالبانی رحمہ اللہ نے "التوسل" (ص ۱۲۴) میں فرمایا:

اس حدیث کی دو علتیں ہیں: (۱) عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہے جبکہ وہ انتہائی ضعیف ہے۔ (۲) عبدالرحمن تک جہالت اسناد۔

میرے نزدیک حدیث کی ایک دوسری علت بھی ہے: وہ اسناد میں عبدالرحمن یا اس کے علاوہ کا اضطراب ہے، کبھی تو وہ اسے مرفوع روایت کرتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور کبھی اسے عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کرتا ہے اور اسے نبی علیہ السلام تک مرفوع روایت نہیں کرتا۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے بعد یا فوت شدہ صالح حضرات کو وسیلہ بنانے کے اثبات میں اس باطل روایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟!! پھر یہ کہا جاتا ہے: کہ جو یہ

عقیدہ و موقف نہیں رکھتا وہ اپنی خواہشات کی اتباع کرتا ہے نہیں بلکہ وہ شخص اپنی خواہشات کی اتباع کرتا ہے جو فوت شدہ صالح افراد اور اولیاء کو وسیلہ بناتا ہے۔

مشروع توسل کی تین صورتیں ہیں: اللہ کے اسماء الحسنیٰ میں سے کسی اسم یا اس کی صفات علیا میں سے کسی صفت کو وسیلہ بنایا جائے، یا دعا کرنے والا اپنے کسی صالح عمل کو وسیلہ بنائے یا کسی نیک زندہ شخص کی دعا کو وسیلہ بنائے۔ ان تینوں صورتوں کے متعلق قرآن مجید اور صحیح احادیث میں دلائل موجود ہیں۔ ان کے لیے علامہ الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب "التوسل" اور "احادیث الضعیفہ والموضوعہ واثرھافی الامہ" اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ" کا مطالعہ کریں۔

میں نے اس کتاب کے مختصر مقدمے میں طوالت کے اندیشے کے پیش نظر توسل مشروع کے متعلق دلائل پیش کیے ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے بعد یا فوت شدہ اولیاء اور صالحین کو وسیلہ بنانے کو جائز قرار دینے والوں کے دلائل کا رد و ابطال کیا ہے، توسل کے مسئلہ میں رد و تفصیل کے لیے مذکرہ کتب کا مطالعہ کریں، میں نے اس مقدمے میں الشیخ الخطیب محمد خلیل کی کتاب "خطب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی حقیقت بیان کی ہے۔

میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ الشیخ الخطیب جو خطبے اور احادیث ذکر کرتے ہیں۔ اور انہیں صحیح قرار دیتے ہیں یا کسی عالم کے حوالے سے اس کی صحت بیان کرتے ہیں پس جب میں نے اس کی سند دیکھی تو میں نے اسے ضعیف یا موضوع پایا جیسا کہ یہ حدیث ہے جس پر اس ملحوظہ میں ہم نے تبصرہ کیا تحقیق و تنقید اور انصاف کی نظر سے غور و فکر کرنے والا اس کی کتاب میں اس کے علاوہ بہت سی ضعیف اور موضوع روایات دیکھے گا۔

9۔ الشیخ الخطیب نے اپنی کتاب میں بہت سے خطبے اور احادیث ذکر کی ہیں جو ثابت نہیں ان میں سے کچھ موضوع ہیں، کچھ انتہائی ضعیف اور کچھ ضعیف ہیں حتیٰ کہ وہ اس کتاب پر غالب حیثیت اختیار کر گئیں اور یوں کہنا درست ہو گیا: کہ اس کتاب پر خطب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدر کے طور پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

میں اس پر ابھی کچھ مثالیں بیان کروں گا لیکن یہاں ان کی تحقیق نہیں کروں گا کیونکہ ان احادیث کی تحقیق کے ساتھ تخریج اور ان پر حکم لگانے کے لیے اصلی کتاب کے حجم کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ حجم والی کتاب کی ضرورت ہے لیکن اس مقدمے کی جلد تیاری میں اس

کتاب سے مثالیں بیان کر دینا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔

۱۔ الشیخ الخطیب نے "خطبتہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ یوم الفتح وفیھا بعض الاحکام" کے عنوان کے تحت ذکر کیا: آپ باب کعبہ پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے اتحادیوں کو شکست دے دوچار کیا، سن لو! ہر موروثی خوبی یا خون یامال جس کا دعوی کیا جاتا ہو وہ میرے ان دونوں قدموں تلے ہے سوائے بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے، سن لو! قتل خطا کوڑے اور لاٹھی کے ساتھ قتل عمد کی طرح ہے ان دونوں صورتوں میں دیت مغلظہ ہے ان (سو اونٹوں) میں سے چالیس حاملہ ہوں گی۔ قریش کی جماعت! اللہ نے جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد کے ذریعے بڑا سمجھنے کو ختم کر دیا سارے لوگ آدم علیہ السّلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السّلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (الحجرات: ١٣)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور باہمی تعارف کے لئے تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے"۔

"قریشیو! یا مکہ والو! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں"؟ انہوں نے کہا: خیر و بھلائی والا سلوک، آپ اچھے بھائی اور اچھے بھائی کے بیٹے ہیں، فرمایا: "جاؤ تم آزاد ہو"۔ (خطبہ نمبر ١٦)

میں نے کہا: ابن اسحاق نے اسے السیرہ (۴/ ۳۱-۳۲) میں روایت کیا اور ان کے طریق سے طبری نے اپنی تاریخ (۳/ ۱۲۰) میں روایت کیا، وہ حدیث مرسل ہے، اس کی سند میں ابن وجیہ متروک ہے، بیہقی نے اسے شافعی کے حوالے سے ابو یوسف سے (۹/ ۱۱۸) معضل روایت کیا ہے، اور ابو حاتم نے "العلل" (۸۵۹) میں بیان کیا: وہ ابن اسحاق کا کلام ہے، اور الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے "الضعیفہ" (۳/ ۳۰۸) میں بیان کیا: وہ مجہول ہے پھر یہ کہ وہ صحابی نہیں

کیونکہ ابن اسحاق کی کسی صحابی تک ملاقات نہیں ہوئی بلکہ وہ تابعین اور ان کے ہم عصروں سے روایت کرتا ہے پس وہ روایت مرسل یا معضل ہے۔ "فقه السيرة" (ص ۴۰۴) کی تخریج دیکھیں۔

۲۔ الشیخ الخطیب نے "خطبته صلى الله عليه وسلم فى فضل رمضان کے عنوان کے تحت ذکر کیا" سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا: لوگو! ایک مبارک عظیم مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے، وہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض اور اس کی رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے، اس میں جو شخص نیکی کا کوئی کام کرتا ہے تو اسے اس کے علاوہ دیگر مہینوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، جو اس میں فرض ادا کرتا ہے تو اسے اس کے علاوہ مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب و بدلہ جنّت ہے، وہ غم گساری کا مہینہ ہے، وہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کراتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے، اور اسے اس کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس (روزہ دار) کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی"۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول: ہم سب روزہ دار کو روزہ افطار کرانے کے لیے افطاری کا سامان (گنجائش) نہیں رکھتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی روزہ دار کو کسی کھجور یا پانی کے گھونٹ یا پانی ملے ہوئے دودھ (کچی لسی) سے رازہ افطار کراتا ہے تو اللہ عزوجل اسے بھی یہ ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول حصہ رحمت اور اس کا اوسط مغفرت اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اس میں اپنے غلام / ملازم پر نرمی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتا ہے، اس ماہ میں چار کام کثرت سے کرو: دو کاموں کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو خوش کرو گے اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے، رہی وہ دو خصلتیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو خوش کرتے ہو وہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ تم اس سے مغفرت طلب کرو، اور رہی وہ دو خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے پس تم اللہ تعالیٰ سے جنّت کا سوال کرتے ہو اور اس کے ذریعہ جہنم کی آگ سے پناہ طلب کرتے ہو، اور جس نے کسی روزہ دار کو پلایا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (کوثر) سے گھونٹ پلائے گا پھر اسے پیاس نہیں لگے گی حتی

کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا"۔ (خطبہ نمبر ۱۰۴)

میں نے کہا: یہ حدیث منکر ہے، المحاملی نے اسے (الامالی ۵/۵۰) میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (۱۸۸۷) میں روایت کیا اور انہوں نے کہا: اگر وہ خبر صحیح ہو۔

الواحدی نے اسے "الوسیط" (۱/۶۴۰) میں علی بن زید بن جدعان عن سعید ابن المسیب عن سلمان الفارسی کی سند سے روایت کیا اور اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے اور وہ ضعیف ہے جیسا کہ امام احمد وغیرہ نے ذکر کیا اور ابن خزیمہ نے بیان کیا: میں اس کے سوءِ حفظ کی وجہ سے اس سے استدلال نہیں کرتا، اس لیے جب انہوں نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا تو فرمایا: "اگر وہ خبر صحیح ہو"۔

امام منذری نے "الترغیب" (۲/۶۷) میں ابن خزیمہ کی تضعیف کو تسلیم کیا اور کہا: بیہقی نے اسے اس کے طریق سے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے "العلل" (۱/۲۴۹) میں عن ابیہ کی سند سے ذکر کیا کہ وہ حدیث منکر ہے اور الالبانی رحمہ اللہ نے "الضعیفہ" (۸۷۱) میں بیان کیا یہ روایت منکر ہے۔

۳۔ الشیخ الخطیب نے "تھنئة الملائکة للصائمین" کے عنوان کے تحت بیان کیا:

اوس الانصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں: مسلمانوں کی جماعت! رب کریم کی خدمت میں حاضر ہوں وہ خیر و بھلائی فرماتا ہے پھر اس پر اجر جزیلہ عطا فرماتا ہے، تمہیں قیام لیلہ (تراویح) کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح کا اہتمام کیا، تمہیں دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھا، تم نے اپنے رب کی اطاعت کی پس اپنے انعامات وصول کرو، جب وہ نماز پڑھ لیتے ہیں تو اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: سن لو! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے، پس تم کامیاب ہو کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ پس وہ "یوم الجائزہ" (انعام کا دن) ہے، اور آسمان میں اس کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) رکھا گیا ہے"۔ (خطبہ نمبر ۱۱۰)

میں نے کہا: الطبرانی نے اسے الکبیر میں روایت کیا، اس کی اسناد میں جابر بن یزید الجعفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

۴۔ الشیخ الخطیب نے "وصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم لأبی ہریرہ و آداب المسجد" کے عنوان کے تحت بیان کیا:

واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنی مساجد کو بچوں، دیوانوں، اپنی خرید وفروخت، اپنے جھگڑوں، اپنی آوازیں بلند کرنے، اپنی حدود قائم کرنے اور تلواریں کو تننے سے بچاؤ، ان کے دروازوں پر طہارت حاصل کرنے کے ذرائع و اسباب بناؤ اور جمعوں میں انہیں خوشبودار دھونی دو"۔ (خطبہ نمبر ۳۸۶)

میں نے کہا: ابن ماجہ (۷۵۰) نے اسے روایت کیا، اس کی سند میں حارث بن بنہان ہے، اس کے متعلق امام احمد اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں، امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: متروک الحدیث ہے۔

اس کی سند میں عتبہ بن یقظان ہے، اس کے متعلق امام نسائی نے فرمایا: وہ ثقہ نہیں، اس کی سند میں ابو سعید بھی ہے وہ شامی ہے، ابن حجر نے التقریب میں اس کے متعلق فرمایا: وہ مجہول ہے۔

پس یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے، بچوں کو مسجد سے منع کرنے کے حوالے سے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا جبکہ نبی علیہ السلام کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد میں موجود ہونا بہت مشہور ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں جبکہ وہ دونوں کم سن بچے تھے۔

نیز یہ بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز لمبی پڑھانے کا ارادہ فرمایا کرتے تھے پس جب آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے تو آپ اپنی نماز مختصر کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور نبی علیہ السلام اپنی نماز کو اس لیے مختصر کر دیا کرتے تھے کہ آپ جانتے تھے کہ بچے کے رونے کی وجہ سے بچے کی والدہ پریشان ہو گی۔

۵۔ الشیخ الخطیب نے "ایاکم و خضراء الدمن" کے عنوان کے تحت ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: "لوگو! خضراء الدمن سے بچو"۔ ایسی حسین عورت جس کی صورت تو اچھی ہو لیکن سیرت اچھی نہ ہو۔ (ایسی عورت سے شادی کرنے سے اجتناب کرو)"۔ میں نے کہا: القضاعی نے اسے "مسند الشہاب" (ق ۱/۸۱) میں واقدی کے طریق سے روایت کیا، الغزالی نے اسے "الاحیاء" (۳۸/۲) میں نقل کیا اور الحافظ العراقی نے اس کی تخریج میں بیان کیا: دار قطنی نے اسے "الافراد" اور رامہرمزی نے اسے "الامثال" میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے روایت کیا۔ دار قطنی نے فرمایا: اس میں الواقدی کا تفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

میں نے کہا: بلکہ وہ متروک ہے، امام احمد، امام نسائی اور امام ابن المدینی رحمہ اللہ وغیرہ نے اسے کذاب قرار دیا۔ اور الکوثری نے اس پر وضاع کا حکم لگایا ہے۔ (الضعیفہ: ۱۴)

علامہ الالبانی رحمۃ اللہ نے فرمایا: انتہائی ضعیف ہے:

ابن عدی نے اسے "الکامل" میں اور دیلمی نے روایت کیا اور السخاوی نے کہا: واقدی کا اس میں تفرد ہے، اور "المقاصد الحسنہ" (۲۷۱)، "الفوائد المجموعہ" (ص ۱۴۶) اور "کشف الخفاء" (۸۵۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ الشیخ الخطیب نے "عفوا تعف نساؤکم" کے عنوان کے تحت بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زنا نہ کرو ورنہ اللہ تمہارے بیٹوں (دلوں) سے تمہاری عوتوں کی لذت ختم کر دے گا، تم پاک دامن رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی، فلاں لوگوں نے زنا کیا تو ان کی عورتوں نے زنا کیا"۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ سو جائے حتی کہ وہ اپنے آپ کو اپنے شوہر پر پیش کرے، وہ اپنے کپڑے اتارے، اس کے ساتھ اس کے لحاف میں داخل ہو جائے اپنی جلد اس کی جلد کے ساتھ لگائے پس جب اس نے ایسے کر لیا تو اس نے اپنے آپ کو پیش کر دیا"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کو بالا خانوں میں ٹھہراؤ نہ انہیں کتابت سکھاؤ، انہیں چرخہ کاتنے کا حکم دو اور انہیں سورہ النور کی تعلیم دو" (خطبہ نمبر ۳۹۷)

میں نے کہا: الشیخ نے تین حدیثیں ذکر کیں، پس وہی پہلی حدیث تو وہ موضوع ہے، الطبرانی نے اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے حوالے سے "الاوسط" میں روایت کیا، اور الالبانی رحمۃ اللہ نے فرمایا: یہ روایت موضوع ہے، دیکھیں "ضعیف الجامع" (۳۷۱۴) اور "الضعیفہ" (۲۰۴۳) رہی دوسری حدیث تو اس پر وضع و کذب کی نشانیاں واضح ہیں۔ رہی تیسری حدیث تو اسناد بہت زیادہ مل گئیں اور وہ انتہائی ضعیف ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ نے (۲/۳۹۶) نے عبدالوہاب بن الضحاک کے طریق سے اسے نقل کیا، اور یہ عبدالوہاب متروک الحدیث ہے، کئی اہل علم نے اس پر کذب اور وضع الحدیث کا الزام لگایا ہے، اور امام حاکم رحمۃ اللہ کا بھی عجیب معاملہ ہے کہ انہوں نے حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا:

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ان دونوں (امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ) نے اسے روایت نہیں کیا۔ اس سے ان علماء کے موقف کی تائید ہوتی ہے جنہوں نے امام حاکم کے

متعلق نقل کیا ہو، تصحیح (حدیث کو صحیح قرار دینے) میں وہ انتہائی متساہل ہیں بلکہ تساہل کے آخری درجے میں ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ ان کی علمی گرفت کی ہے: میں نے کہا: بلکہ وہ موضوع ہے اور اس کی آفت عبدالوہاب ہے۔ ابو حاتم نے کہا: کذاب ہے۔ (تفسیر سورہ النور ص ۸ للشیخ مصطفی العدوی)

خلاصہ: یہ ہے کہ وہ کتاب موضوع باطل اور ضعیف روایات سے بھرپور ہے وہ قابل اعتماد نہیں، اگر میں چاہتا تو اس کتاب کی تمام احادیث پر تعلیق نقل کرتا اور ان کی تخریج میں توسع اختیار کرتا لیکن (اصول ہے کہ) مثال سے بات واضح ہو جاتی ہے سابقہ مثالوں سے کتاب کے منہج کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ میں نے ایک خطبہ جو دیکھا تو اس میں بڑی عجیب بات نظر آئی الشیخ الخطیب اسے ان الفاظ کے ساتھ نقل کرتے اور اس کی تخریج بیان کرتے ہیں:

محاضرات الأبرار لسیدی محیی الدین بن عربی۔

یہ خطبہ "علامات الساعۃ الصغری" (نمبر ۵۲۷) کے عنوان کے تحت ہے اور وہ اس کے شروع میں فرماتے ہیں: میری سید (آقاء جناب) محیی الدین بن العربی (میں کہتا ہوں درست اس طرح ہے: ابن عربی، نکرہ کے ساتھ) نے حجۃ الوداع میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے محاضرات الأبرار میں روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم .... الحدیث۔

انہوں (الخطیب) نے ابن عربی کو راوی حدیث قار دے دیا جبکہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اندلس میں نشو و نما پائی اور ۶۳۸ھ میں وفات پائی، اس پر کفر، زندیق اور الحاد و کذب کا الزام لگا۔ وہ وحدۃ الوجود کفریہ عقیدے کا پیروکار ہے اور وہ کہتا ہے کہ کافر قوم ہود صراط مستقیم پر تھے، فرعون مومن تھا اور اس کا ایمان کامل تھا، نوح علیہ السلام کی قوم مومن تھی، پس اللہ نے انہیں جزا دی کہ اس نے انہیں بحار وحدت میں غرق کیا اور انہیں حب الٰہی کی آگ میں داخل کیا تاکہ وہ اس میں نعمتیں حاصل کر سکیں، ہارون علیہ السلام نے غلطی کی کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا کرنے سے منع کیا بچھڑا بھی تو معبود حق یا حق کی صورتوں میں سے ایک صورت تھا، اور یہ کہ نوح علیہ السلام کی قوم ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (بتوں) کی پوجا ترک نہ کرنے میں حق بجانب تھے کیونکہ وہ بھی تو الہ واحد کے مظاہر ہیں، اور یہ کہ جہنم کی آگ عذوبہ (مٹھاس) ہے عذاب نہیں، ہر انسان پر رحم کر دیا گیا اور اس سے اللہ راضی ہے، اور یہ کہ اللہ چیز کو

اس کے وجود سے پہلے جانتا.......... یہ اس کے بہت سے کفریہ عقائد میں سے تھوڑے سے ہیں جو اس کے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے اسے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حاصل کیا ہے، اور تم اسے اس کی کتاب کے شروع ہی میں دیکھو گے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم فرمایا ہے کہ وہ اسے لوگوں تک پہنچائے، اور اس کے متعلق الشیخ عبدالرحمن عبدالخالق کی کتاب " الفکر الصوفي في ضوء الكتاب والسنہ " (ص ۱۱۵۔۱۴۲) کا مطالعہ کریں۔

میرے دینی بھائی! یہ وہ اہم ملحوظات ہیں جنہیں میں نے الشیخ محمد خلیل الخطب کی کتاب "خطب المصطفیٰ ﷺ" میں دیکھا۔ کاش کہ میں اس کے لیے ایک الگ مکمل کتاب تیار کرتا، جس میں اس مقدمے میں بیان کردہ اجمال کی شرح بیان کرتا، اور اس میں اس کتاب کی تمام احادیث نقل کرتا، اور صحت وضعف کے حوالے سے ہر حدیث کا درجہ ومقام بیان کرتا۔

اب پوشیدگی ختم ہوئی اور آپ کے لیے صحیح ظاہر ہو گئی پس میں اپنی یہ کتاب "صحیح خطب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس میں نبی ﷺ سے صحیح ثابت تمام خطبے جمع ہیں پس ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ پس اس میں کچھ درست بات ہے تو وہ تجھ پر اللہ کے فضل میں سے ہے، اور اگر اس میں کوئی بھول چوک ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، کسی بھی انسان کا عمل تقصیر سے محفوظ نہیں ہوتا لیکن میں نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ ضعیف یا موضوع روایات سے پاک یہ خطبے پیش خدمت کروں، پس الصحیح میں کفایت وبے نیازی کا سامان موجود ہے۔ اے اللہ! اس عمل کو میری طرف سے قبول فرما، اسے اور میری تمام تالیفات، میرے تمام خطبوں اور دروس کو قیامت کے دن میری نیکیوں کے میزان میں شامل فرمانا، اور ان سب کو خالص اپنے لیے بنادے جن میں کوئی نمود ونمائش ہو، نہ کوئی شہرت وریاء بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

کتبہ

ابراہیم أبو شادی

خطبہ و خطیب کے آداب

خطبہ و خطیب کے کچھ آداب ہیں جن کو خطیب ملحوظ خاطر رکھے اور وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ یہ کہ وہ کھڑا ہو کر خطبہ دے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھے:

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ علماء صحابہ آج کرتے ہیں۔ (۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر بیٹھ جاتے تھے، پھر کھڑے ہو جاتے تھے، اور پھر خطبہ ارشاد فرماتے، پس جو تمہیں بتائے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو وہ جھوٹ بولتا ہے، اللہ کی قسم! میں نے دو ہزار سے زائد نمازیں آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہیں۔ (۲)

جمہور علماء کا موقف ہے کہ خطبہ کے لیے کھڑے ہونا واجب ہے جبکہ ابو حنیفہؒ کا موقف ہے کہ قیام / کھڑے ہونا سنت ہے واجب نہیں، سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تھے کیونکہ ان کا پیٹ بڑا ہو گیا تھا اور وہ بھاری بھر کم ہو گئے تھے، (اس لیے انہوں نے قیام ترک کیا تھا)

۲۔ جب وہ (خطیب) منبر پر چڑھے تو مقتدیوں (حاضرین) کو سلام کرے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب منبر پر چڑھتے تھے تو

---

(۱) صحیح بخاری: ۹۲۰، صحیح مسلم: ۸۶۱

(۲) النسائی، اور وہ حدیث صحیح ہے۔

سلام کرتے تھے۔[1]

۳۔ پھر خطیب بیٹھ جائے گا اور مؤذن اذان دے گا:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے دور میں جمعہ کے دن جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا تب اذان دی جاتی تھی، پس جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور لوگ زیادہ ہو گئے تو انہوں نے زوراء کے[2] مقام پر تیسری اذان کا اضافہ کیا (اس سے دوسری اذان ہی مراد ہے کیونکہ اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے، پس اذان اول، اقامت اور دوسری (تیسری) اذان)۔ اور نبی ﷺ کا مؤذن ایک ہی تھا۔[3]

العزازی نے تمام المنۃ (ص ۲۱۰) میں فرمایا: اس بنا پر ہمارے دور میں صرف ایک اذان ہی درست ہے کیونکہ نماز کا وقت شروع ہونے کی معرفت کا ذریعہ میسر ہے، پس عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان کی مشروعیت کی علت ختم ہوئی (کہ زوراء کے مقام پر اذان دے کر لوگوں کو مطلع کیا جائے)، واللہ اعلم!

۴۔ خطبہ کے دوران خطیب لوگوں کی طرف اور وہ اس کی طرف رخ کریں گے:

عدی بن ثابت نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی طرف رخ کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۱۱۳۶) اس کی سند اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ اور صحیح بخاری (۱/۱۶۴)، صحیح مسلم (۲/۷۲۸) میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: یہ سنن متروکہ میں سے ہے۔ (یعنی ان پر عمل کوتاہی کی وجہ سے ترک کر چکے ہیں)۔

---

(۱) ابن ماجہ: ۱۱۰۹، اپنے شواہد کے ساتھ سند حسن ہے۔
(۲) ہماری کتاب "الآداب الفقہیۃ من الکتاب وصحیح السنۃ" (ص ۶۸۔۸۰) دیکھیے۔
(۳) صحیح بخاری: ۹۱۲۔۹۱۵، ابو داود: ۱۰۸۸

۵۔ خطبے کا مختصر ہونا اور نماز کا لمبا ہونا مستحب ہے:

ابووائل نے بیان کیا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو انہوں نے مختصر اور بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جب نیچے اترے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! آپ نے بہت عمدہ اور مختصر تقریر کی ہے کاش کہ آپ سانس لیتے (اور زیادہ بیان کرتے)، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبے کا مختصر ہونا اس کے فقہ کی علامت ہے، پس نماز لمبی پڑھو اور خطبہ چھوٹا کرو، بے شک بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں''۔[1]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ کا خطبہ متوسط ہوتا تھا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا) عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز لمبی پڑھایا کرتے تھے اور خطبہ مختصر دیا کرتے تھے۔[2]

میں نے کہا: خطبہ کے مختصر ہونے میں دو فائدے ہیں: عدم اکتاہٹ اور یہ کہ سننے والا اسے اچھی طرح یاد و حفظ کر سکتا ہے۔ لیکن بسا اوقات، حالات کے تقاضے کے مطابق خطیب اپنی فہم و فراست کے مطابق خطبہ لمبا بھی کر سکتا ہے۔ یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ خطبہ جمعہ میں سورہ ق اور سورہ الملک پڑھا کرتے تھے، اسے ترتیل کے ساتھ پڑھنے اور ہر آیت پر وقف کرنے سے خطبہ لمبا ہو جاتا ہے، پس لوگوں کے حال اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا مقصود ہے۔[3]

۶۔ خطبے میں آواز بلند کرنا اور اس کا افکار کے ساتھ پر جوش ہونا تا کہ وہ سامعین پر اثر انداز ہو:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ آواز بلند ہو جاتی تھی اور آپ کا غصہ سخت ہو جاتا تھا حتی کہ ایسے ہو جاتا گویا کہ آپ کسی لشکر سے آگاہ فرماتے ہوئے فرما رہے ہیں: وہ صبح کے

(۱) صحیح مسلم: ۸۶۹
(۲) امام النسائی رحمۃ اللہ نے اسے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔
(۳) صحیح فقہ السنۃ: ۱/۵۸۵

وقت تم پر حملہ کر دے گا اور وہ شام کے وقت تم پر حملہ کر دے گا۔[1]

۷۔ دعاء کے وقت خطیب اپنا ہاتھ بلند نہیں کرے گا بلکہ صرف اپنی انگلی سے اشارہ کرے گا:

حصین بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو برا بنائے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے دست مبارک سے بس اس طرح کیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔[2]

"الاختیارات العلمیۃ" (۴۸) میں فرمایا: خطبہ میں دعاء کے وقت امام کا اپنے ہاتھ بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اس لیے کہ نبی ﷺ جب دعا کیا کرتے تھے تو آپ صرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے۔

عبد اللہ بن مرہ نے مسروق سے روایت کیا، انہوں نے کہا، امام نے جمعہ کے دن منبر پر اپنے ہاتھ بلند کیے تو لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بلند کیے، مسروق نے کہا: اللہ ان کے ہاتھوں کو قطع کرے۔[3] ابو شامہ نے "الباعث" (ص ۱۱۱) میں بیان کیا: اور ان کا دعاء کے وقت ہاتھوں کو بلند کرنا / اٹھانا قدیم بدعت ہے۔

اس میں دلیل ہے کہ خطبے میں دعا کرنا مشروع ہے۔ رہی سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ نبی ﷺ ہر جمعہ میں مومنوں کے لیے استغفار کیا کرتے تھے۔ البزار نے اسے روایت کیا، وہ حدیث انتہائی ضعیف ہے۔[4] رہی خطبہ کے دوران دعاء کے علاوہ افہام یا ضرورت کے تحت ہاتھ بلند کرنے کے جواز پر دلیل جو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

(۱) صحیح مسلم: ۸۶۹، ابن ماجہ: ۴۵، النسائی: ۳/۱۸۸
(۲) (صحیح مسلم: ۸۷۴، ابوداود ۱۱۰۴، ترمذی: ۵۱۵، مسند احمد: ۳/۱۳۶)۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ:
(۳) ابن ابی شیبہ: ۶/۷۵۴، اس کی اسناد صحیح ہے۔
(۴) مجمع الزوائد: ۲/۱۹۰

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ﴿ (الزمر: ٦٧)

"اور انہوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا چاہیے تھی نہیں کی، اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے"۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کے ساتھ اس طرح کر رہے تھے آپ انہیں آگے پیچھے حرکت دے رہے تھے: رب تبارک وتعالیٰ اپنی شان وبزرگی بیان فرمائے گا: میں الجبار ہوں میں المتکبر ہوں۔ (۱)

۸۔ خطبہ حاجہ کے ساتھ خطبے کی ابتدا کرنا مستحب ہے:

"ان الحمد للہ .... عبدہ ورسولہ"

"ہر قسم کی حمد اللہ کے لیے زیبا وسزاوار ہے ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت کا سوال کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفوس کے شرور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ جسے ہدایت سے بہرہ مند فرمادے تو پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کردے تو پھر کوئی اسے ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو صرف اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو"۔ (آل عمران: ۱۰۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾ (النساء: ۱)

"اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں اور اس

(۱) صحیح مسلم: ۲۷۸۸، ابن ماجہ: ۱۹۸

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابت داری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو، یقین جانو کہ اللہ تم پر نگران ہے"۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ (الاحزاب:۷۰۔۷۱)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بات کہو تو سیدھی اور پختہ، وہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے"(۱)

أما بعد: "فان أصدق الحديث .... فی النار"

"بے شک سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب ہے، سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، دین میں ایجاد کردہ نئے کام سب سے برے ہیں، اور دین میں جاری کردہ ہر نیا کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی / گمراہ کا انجام جہنم کی آگ ہے۔"(۲)

۹۔ عربی زبان میں خطبہ دینا مستحب ہے، اور اگر امام ایسے لوگوں کو خطبہ دے جو کہ عرب نہ ہوں (وہ عربی زبان نہ سمجھتے ہوں) تو پھر وہ ان کی زبان میں خطبہ دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراہیم: ۴)

"ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تا کہ ان کو احکام کھول کھول کر بیان کردے"۔

خطیب ان کا دین ان کے لیے ان کی زبان ہی میں بیان کرے گا لیکن کسی آیت سے استشہاد کرتے وقت وہ اسے عربی زبان میں پڑھے جیسا کہ سبحانہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے، الشیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ نے یہی فتویٰ دیا ہے اور اسے ترجیح دی ہے۔

(۱) ترمذی، ابن ماجہ: ۱۸۹۲/، ابوداود: ۲۱۱۸، النسائی: ۶/۸۹

(۲) صحیح مسلم: ۸۶۷، النسائی: ۳/۱۸۸، ابن ماجہ: ۴۵، مسند احمد: ۳/۳۱۹

۱۰۔ خطبہ میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنا اور نبی ﷺ پر صلاۃ پڑھنا مستحب ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے تھے۔[1] ابن القیم رحمۃ اللہ نے "جلاء الأفہام" (ص ۲۰۶۔۲۰۸) میں فرمایا: خطبوں میں نبی ﷺ پر صلاۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں امر مشہور و معروف تھا۔ لیکن یہ واجب نہیں۔ میں کہتا ہوں: عمومی دلائل کے مطابق نبی ﷺ پر ہر وقت صلاۃ پڑھنا مستحب ہے، بلکہ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر خصوصی طور پر صلاۃ پڑھنے کا استحباب ثابت ہے۔

۱۱۔ قرآن کریم کی بعض آیات اور نبی ﷺ کی بعض صحیح احادیث سے استدلال کرنا مستحب ہے:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، آپ دو خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے، آپ آیات پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۸۶۲) ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے سورہ ق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن سن کر یاد کی، آپ ہر جمعے جب لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تو اسے پڑھا کرتے تھے۔[2]

اور حقیقت یہ ہے کہ خطبہ سے مقصود تو احکام اسلام اور تذکیر باللہ کے ذریعے وعظ کرنا ہے اور سامع کا اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی صحیح سنت سے رابطہ ضروری ہے۔

۱۲۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق خطبہ میں شہادتین کا ہونا ضروری ہے:

"وہ خطبہ جس میں گواہی (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دینا کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) نہ ہو تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے"[3]

---

(۱) صحیح مسلم: ۸۶۷، النسائی: ۱/ ۲۳۲

(۲) صحیح مسلم: ۸۷۲

(۳) ابوداؤد: ۴۸۴۱، الترمذی: ۱۱۰۶، مسند احمد: ۳۰۲/۲ سند حسن ہے۔

۱۳۔ امام النووی رحمۃ اللہ نے فرمایا: خطبے کا فصیح و بلیغ اور مرتب ہونا مستحب ہے، نیز یہ کہ وہ وضاحت کرنے والا ہو، صرف الفاظی نہ ہو کہ وہ سمجھ میں نہ آئے، ایسے الفاظ پر مشتمل نہ ہو جو کہ غیر مستقل ہوں اس لیے کہ وہ مکمل طور پر نفوس (دلوں) میں نہیں اتریں گے۔ وہ غیر مانوس الفاظ پر مشتمل نہ ہو اس لیے کہ اس سے اس کا مقصود حاصل نہیں ہو گا بلکہ وہ آسان فہم الفاظ اختیار کرے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ نے "زادالمعاد" میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کا مدار اللہ کی نعمتوں کے اقرار و اعتراف کے ساتھ اس کی حمد و ثنا، اس کے کمال اور اس کے محامد کے اوصاف، جنت و جہنم اور آخرت کے ذکر، اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے حکم، اس کے غصے کے مواد اور اس کی رضا کے مواقع کے بیان پر ہو، پس اس پر خطبے کا مدار ہے......... آپ مخاطبین کی ضرورت اور ان کی مصلحت کے تقاضوں کے مطابق اور ان کی مناسبت سے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

جمال الدین القاسمی نے "اصلاح المساجد" میں بیان کیا: کسی فاضل شخص نے کہا: سب سے بلیغ و مؤثر خطبہ وہ ہوتا ہے جو زمان و مکان اور حال کے موافق ہو۔ مثلاً رمضان کے روزے کے زمانے میں خطیب لوگوں کو اس کے حکم و احکام اور اس سے مقصود کی وضاحت کرے گا......... جبکہ عید الفطر کے دن صدقہ کے احکام بیان کرے گا......... جہاں تفرق و انتشار ہو وہاں وہ ان کے باہمی اتحاد کے متعلق بیان کرے گا یا وہ طلب علم کے حوالے سے سستی کریں تو وہ انہیں اس پر آمادہ کرے گا یا وہ اپنی اولاد کی تربیت میں سستی کا شکار ہوں تو وہ انہیں اس پر ترغیب دلائے گا۔ اس کے علاوہ وہ ہر جگہ مخاطبین کے احوال و واقعات اور ان کے رجحانات کی موافقت و مناسبت سے خطاب کرے گا وہ احوال عالم کا خیال رکھے گا، وہ ہفتے کے دوران ہونے والے ان کے مختلف واقعات پر نظر رکھے گا۔ وہ ان کی اصلاح کرے گا، انہیں ان سے منع کرے گا اور انہیں ان پر آگے کرے گا، جب وہ منبر خطابت پر چڑھے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ درست راہ پالیں۔

پھر امام قاسمی رحمۃ اللہ نے خطیب کی شرط ذکر کیں اور وہ یہ کہ وہ عربی لغت کا ماہر ہو وہ معزز و محترم ہو فصیح البیان ہو بارعب شخصیت کا مالک ہو لوگ دلی طور پر اس کی عزت کرتے ہوں، وہ صالح، متقی، مہذب و پرہیزگار اور قانع و زاہد ہو اور معصیت و گناہ میں مشہور نہ ہو۔

الشیخ الالبانی رحمۃ اللہ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: وہ سُنّت کا علم اور ان میں

سے صحیح و غیر صحیح کی معرفت رکھتا ہو حتی کہ وہ لوگوں کے درمیان ضعیف اور موضوع روایات پھیلانے کا سبب نہ ہو اس طرح (ضعیف روایات پھیلانے سے) وہ گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا، کتنی ہی ضعیف روایات ہیں جنہیں بعض بدعی مواقع کی مناسبت سے مشہور کرتے ہیں۔ تیری بزرگی کا کیا کہنا الشیخ الالبانی ہم اللہ پر آپ کا تزکیہ پیش نہیں کرتے آپ واقع ہی بیسویں صدی کے مجدد، سُنت کو زندہ کرنے والے اور بدعت کی بیخ کنی کرنے والے ہیں ہم آپ کے علم سے بہت زیادہ فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

۱۴۔ خطیب اپنے خطبے کو قطع کر سکتا ہے کہ وہ لوگوں کی خیر کی طرف راہنمائی کرے یا انہیں کسی امر پر متنبہ کرے یا کسی امر کے واقع ہونے پر خطبہ قطع کر دے یا نمازیوں یا سامعین میں واقع ہونے والی خطا کی اصلاح کر دے:

جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن (منبر پر) سیدھے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "بیٹھ جاؤ" پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے سنا تو وہ مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا: "عبداللہ بن مسعود! آگے آؤ" (ابوداود، اسناد صحیح ہے) بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو حسن و حسین رضی اللہ عنہم سرخ قمیضیں زیب تن کیے ہوئے تشریف لائے، وہ کبھی گرتے اور کبھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ پس آپ منبر سے نیچے اترے، ان دونوں کو اٹھا کر منبر پر تشریف لے آئے پھر فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا:

"إِنَّمَا أَموَالُكُمْ وَأَولَادُكُمْ فِتْنَةٌ"

"تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے"۔ میں نے ان دونوں کو دیکھا اور میں صبر نہ کر سکا۔ پھر آپ نے خطبہ شروع کیا۔[1]

جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا: سلیک الغطفانی رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے ان سے فرمایا: "کیا تم نے کچھ نماز پڑھی ہے؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: "اختصار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھو"۔[2] اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے: فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ (بیٹھنے سے پہلے)

(۱) ابوداود، ابن ماجہ، النسائی، اسناد صحیح ہے۔
(۲) صحیح مسلم: ۲/ ۵۹۷، ابوداود: ۱۱۱۶

اختصار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے“۔

ابوالزاہریہ نے بیان کیا: ہم جمعہ کے دن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، تو عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جبکہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ تم نے ایذا پہنچائی۔“(۱)

۱۵۔ منبر بننے سے پہلے نبی ﷺ خطبہ کے دوران کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگایا کرتے تھے:

الحکم بن حزن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں سات میں سے ساتویں یا نو میں سے نویں کی حیثیت سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے چند ایام آپ کے ہاں قیام کیا، اس قیام کے دوران جمعہ بھی آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمان یا لاٹھی پر تکیہ / ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے، آپ نے مبارک پاکیزہ خفیف کلمات کے ذریعے اللہ کی حمد وثنا بیان کی(۲) ....جب آپ نے منبر بنا لیا تو پھر کسی چیز کا سہارا نہ لیا۔

۱۶۔ بہتر یہی ہے کہ نماز اور خطبہ کی ذمہ داری ایک ہی شخص پر ہو:

اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ خطبہ ایک آدمی دے جبکہ لوگوں کو نماز دوسرا آدمی پڑھائے البتہ یہ کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین کے فعل ثابت کے خلاف ہے۔

۱۷۔ خطبہ عید کے حوالے سے مسنون یہ ہے کہ وہ عید گاہ میں منبر کے بغیر ہو اور وہ نماز عید کے بعد ہو:

طارق بن شہاب نے بیان کیا: عید کے دن مروان نے عید گاہ میں منبر پہنچایا اور اس نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا، تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: مروان! تم نے سُنت کی مخالفت کی: تم نے عید کے دن منبر عید گاہ پہنچایا جبکہ وہ اس دن نہیں پہنچایا جاتا تھا، اور تم نے نماز

(۱) ابوداود، النسائی، سند صحیح ہے، دیکھیں: زاد المعاد: ۱/ ۴۲۷

(۲) ابوداود: ۱۰۹۶، مسند احمد: ۴/ ۲۱۲۔ وہ حدیث حسن ہے۔ (تلخیص الحبیر: ۲/ ۶۹)

سے پہلے خطبہ شروع کیا۔[1]

۱۸۔ خطبہ عید نماز کے بعد ایک ہی خطبہ ہے:

نبی ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں جو عید کے دن خطبہ کے تکرار کی وضاحت کرتی ہو، امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا: خطبہ (خطبہ عید) کے تکرار کے بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں۔ السید سابق رحمۃ اللہ نے فرمایا: اس بارے میں جو بھی وارد ہے، کہ عید کے دو خطبے ہیں امام بیٹھ کر ان دونوں کے درمیان فرق کرے گا، وہ ضعیف ہے۔

رہی وہ حدیث جو اس بارے میں وارد ہے کہ آپ ﷺ خطبہ عید تکبیروں کے ساتھ شروع کیا کرتے تھے تو وہ ضعیف منقطع ہے ابن ابی شیبہ نے اسے روایت کیا بلکہ نبی ﷺ اپنا ہر خطبہ حمد کے ساتھ شروع کیا کرتے تھے۔

رہی ابن ماجہ (۱۲۸۷) کی وہ روایت جس میں ہے کہ نبی ﷺ خطبہ کے دوران تکبیر پڑھا کرتے تھے تو وہ روایت بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں عبدالرحمن بن سعد ہے وہ انتہائی ضعیف ہے، اور اس کی سند میں دو مجہول راوی بھی ہیں، ہماری کتاب: "الأحادیث الضعیفة والموضوعة وأثرها في الأمة" (ص ۱۴۲۔۱۴۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۹۔ خطبہ عید کو سننا یا اسے نہ سننا مباح ہے:

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا: "ہم خطبہ ارشاد فرمائیں گے جو خطبہ کے لیے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے، اور جو جانا چاہے تو وہ چلا جائے"[2] الشیخ الالبانی رحمۃ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ رہا جمعہ کے دو خطبوں کا سننا تو جمہور کا موقف یہ ہے کہ وہ دو خطبے اور ان کا سننا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

> يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ

"ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آؤ"۔ (الجمعة: ۹)

(۱) صحیح مسلم: ۸۸۲، ابوداود: ۱۱۴۰، ترمذی: ۲۱۷۲، نسائی: ۸/ ۱۱۱، ابن ماجہ: ۱۲۷۵

(۲) ابوداود: ۱۱۵۵، نسائی: ۳/ ۱۸۲، اور ابن ماجہ: ۱۲۹۰

اور آپ ﷺ کے ان دونوں خطبوں کی پابندی کرنا بھی ان کے وجوب کو ثابت کرتا ہے۔

کیا ان دونوں خطبوں کا سننا نماز جمعہ کی صحت و درستی کے لیے شرط ہے؟ ہم کہتے ہیں: نہیں، صحت نماز کے لیے شرط نہیں، صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی"۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے جمعہ کی دوسری رکعت پالی تو اس نے نماز جمعہ پالی، اب اس پر لازم ہے کہ وہ دوسری رکعت پڑھے تاکہ وہ اپنی نماز مکمل کرلے، اور اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ اس نے خطبہ جمعہ نہیں سنا پس اس نے اس پر دلالت کیا کہ وہ صحت و درستی نماز کے لیے شرط نہیں البتہ وہ واجب ہے جو کسی عذر کے بغیر اسے نہیں سنتا وہ گناہ گار ہوگا۔

۲۰۔ نماز کسوف کے بعد خطبہ دینا مستحب ہے، خطیب اس میں لوگوں کو صدقہ و استغفار کرنے پر ترغیب دلائے گا:

اللہ عزوجل کے ذکر اور عالم میں اللہ کی نشانیوں کے ذریعے وعظ و نصیحت کرنا اور عذاب قبر سے ڈرانا پس یہ سب نبی ﷺ سے ثابت ہے، علماء میں سے امام شافعی و اسحاق رحمۃ اللہ اور اصحاب الحدیث نے اسے مستحب قرار دیا ہے اور وہ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے۔(1)

نماز کسوف مسجد میں پڑھنا مستحب ہے، صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی حوالے سے نبی ﷺ سے ثابت ہے اور اس کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اعلان کیا جائے گا۔ "نماز جمع کرنے والی ہے"۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو ان الفاظ کے ساتھ اعلان کیا گیا: "نماز جمع کرنے والی ہے"۔ (متفق علیہ) اس کے لیے اذان دی جائے گی نہ اقامت کہی جائے گی۔

رہا خطبہ استسقاء تو وہ نماز کے بعد یا اس سے پہلے منبر پر ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز استسقاء کے لیے) پرانے لباس میں تواضع و تضرع کی حالت میں روانہ ہوئے حتی کہ عیدگاہ تشریف لائے تو منبر پر چڑھ گئے۔ آپ نے تمہارے اس خطبے کی طرح خطبہ نہ دیا۔ لیکن آپ دعاء، تضرع اور تکبیر میں مصروف

(1) صحیح بخاری: ۱/ ۱۸۴، صحیح مسلم: ۲/ ۶۱۸

رہے۔ پھر دو رکعتیں پڑھائیں جس طرح نماز عید پڑھی جاتی ہے۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، سند حسن) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف تشریف لائے آپ نے بارش کے لیے دعا فرمائی۔ جس وقت قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر کو پلٹا۔ خطبے سے پہلے نماز پڑھی۔ پھر قبلہ رخ ہو کر دعا فرمائی۔ (۱)

نماز استقاء عید گاہ میں ہو گی جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے منبر کا حکم فرمایا تو وہ آپ کے لیے عید گاہ میں رکھ دیا گیا اور لوگوں کے لیے ایک دن مقرر فرمایا کہ وہ اس روز وہاں پہنچیں۔ (۲)

اس کے لیے اذان ہے نہ اقامت اور نہ ہی ان الفاظ کے ساتھ اعلان کہ نماز جمع کرنے والی ہے، پس وہ نماز عید کی طرح ہے، نماز استسقاء میں خصوصی طور پر دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف استسقاء میں دعاء کرتے وقت (مبالغہ کے ساتھ) اپنے ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، اور آپ اس قدر ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ (۳)

۲۱۔ خطیب کے لیے جائز ہے کہ جب وہ آیت سجدہ تلاوت کرے تو وہ سجدہ کرنے کے لیے منبر سے نیچے اترے اور سجدہ کرنے کے بعد پھر منبر پر چڑھ جائے اور اگر وہ منبر سے اتر کر سجدہ نہ بھی کرے تو اسے اختیار ہے:

یہ عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ وہ منبر سے نیچے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا جبکہ ایک مرتبہ وہ منبر سے نیچے نہ اترے۔ (۴)

(۱) احمد اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔
(۲) ابوداود، ابن حبان، سند حسن ہے۔
(۳) صحیح بخاری: ۱۰۳۰، صحیح مسلم
(۴) صحیح بخاری: ۱/۱۹۰

۲۲۔ خطباء کی بعض خطائیں:

۱۔ جب وہ منبر پر چڑھتے ہیں تو ان کا لوگوں کی طرف رخ کرنے اور انہیں سلام کرنے سے پہلے قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا، اور اسی طرح ان کا منبر کے سب سے نچلے حصے کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا، امام ابن تیمیہ ؒ نے فرمایا: امام کے منبر پر چڑھنے کے بعد دعاء کرنے کی کوئی اصل نہیں۔

۲۔ خطیب حضرات کا جمعہ کے دن پہلے خطبے کے آخر پر ایک حدیث پڑھنے کی ہمیشہ پابندی کرنا جیسا کہ یہ حدیث ہے: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو" یا ان کا اس طرح کہنا: اللہ سے دعا کرو جبکہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو اور اس کی مانند کوئی بات کرنا۔

۳۔ دوسرے خطبے میں وعظ وارشاد اور تذکیر وترغیب نہ کرنا اور اسے نبی ﷺ پر صلاۃ اور دعاء کے لیے مخصوص کرنا۔

۴۔ خطبے کو ہمیشہ اللہ تعالی کے اس فرمان "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" پر ختم کرنا۔ یا ان کا یوں کہنا: "اذکروا اللہ یذکرکم" جبکہ قرون اولی میں خطبے ان الفاظ پر ختم کیے جاتے تھے: "اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم"

۵۔ ان کے سامنے اذان دینے والے جن بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں ان پر ان کا عدم انکار جیسا کہ وہ اس حدیث بیان کرنے پر پابندی کرتے ہیں: "جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھ والے سے کہا: خاموش ہو جاؤ جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا"۔[1] اور ان کا یہ آیت تلاوت کرنا: "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی"۔ اور کوئی مؤذن اس جملے کا اضافہ کرتا ہے: جس نے لغو کام کیا تو اس کا کوئی جمعہ نہیں۔ یہ زیادت ضعیف ہے۔

۶۔ منبر پر چڑھنے میں ان کا سستی کرنا۔

۷۔ دعاء کے وقت خطیب کا ہاتھ بلند کرنا۔

۸۔ خطیب جب منبر پر دعا کرتا ہے اس وقت نمازی اس کی دعا پر آمین کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں ان کا ایسا کرنا خطا ہے اور ابن عابدین نے ذکر کیا کہ جب وہ ایسا کرتے ہیں تو صحیح موقف کے مطابق وہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور جس وقت امام پہلے خطبے کے آخر پر یوں کہہ کر

---

(۱) متفق علیہ

بیٹھتا ہے۔ "اللہ سے دعا کرو جبکہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو"۔ اس وقت دو خطبوں کے درمیان ان نمازیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

۹۔ خطیب کا کسی ایک موضوع پر خطبہ نہ دینا بلکہ مختلف موضوع شروع کر لینا جس سے سامع مستفید نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ بلا تحقیق ضعیف اور موضوع روایت سے استدلال کرنا، اور یہ سب سے بڑی مصیبت ہے جس میں آج کے بہت سارے خطیب مبتلا ہیں۔

۱۱۔ ان کا دو خطبوں کے درمیان جلسہ استراحت میں تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا جبکہ یہ آپ ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے، جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ (پہلے خطبے کے بعد) بیٹھ جاتے اور کوئی کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ پڑھتے، پس جو تمہیں یہ بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو اس نے کذب بیانی کی۔ (۱)

۱۲۔ امت کے احوال اور اس کی مشکلات کے ساتھ عدم بقاء باہم، خطیب ایک وادی میں ہے جبکہ لوگوں کی مشکلات اور ان کے احوال ایک دوسری وادی میں ہیں (یعنی جناب خطیب صاحب کی اپنی الگ دنیا ہے)

۱۳۔ ان کا پہلے خطبے کے آخر میں حدیث کے بعد یہ الفاظ بیان کرنے پر التزام:

"او کما قال" (یا جس طرح آپ نے فرمایا) ایسے کرنا خطا ہے، یہ تو تب کہا جاتا ہے جب حدیث کے الفاظ (بیان کرنے) میں کوئی شک ہو۔

۱۴۔ مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد (دو رکعتیں) پڑھنے والے کو امام کا ایک باطل روایت سے استدلال کرتے ہوئے یوں کہنا: بیٹھ جاؤ وہ روایت اس طرح ہے: "جب خطیب منبر پر چڑھ جائے تو پھر کوئی نماز پڑھنا جائز ہے نہ کوئی کلام کرنا"۔ جبکہ اس نے صحیح مسلم میں وارد اس صحیح حدیث کو نہیں لیا کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے جبکہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور وہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھو، جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن مسجد میں آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اختصار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے"۔

(۱) نسائی، اور وہ حدیث صحیح ہے۔

۱۵۔ خطیب کا لوگوں سے یوں کہنا: اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرو اور اس کا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس پر دوام اختیار کرنا، اور خطیب کا لوگوں سے سوال کرنا تاکہ وہ ایک آواز ہو کر اسے جواب دیں جیسا کہ اس کا یوں کہنا: الواحد کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: اللہ، اسی طرح وہ اللہ کے اسماء حسنی کے متعلق پوچھتا ہے (الغفار کون ہے؟) اس سے مسجد میں بہت زیادہ شور پیدا ہو جاتا ہے اور یہ اس ضمن سے ہو جو خطبے کی ہیئت اور اس کے مقصود کے منافی ہے۔ پس نمازیوں سے خاموشی اختیار کرنا شرعاً مطلوب بلکہ واجب ہے، اور اس طرح نمازیوں کا آواز بلند کرنا حرام ہے"۔

۲۳۔ خطیب کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے نمازیوں کے لیے مسجد میں کلام کرنا جائز ہے پس اگر وہ خطبہ شروع کر دے تو پھر کلام کرنا حرام ہے: یہ ثابت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ جمعہ کے دن بات چیت کرتے تھے جبکہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے، پس جب مؤذن خاموش ہو جاتا اور عمر رضی اللہ عنہ خطبے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے تو وہ خاموش ہو جاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان سے بھی ثابت ہے۔ "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور مقدور بھر طہارت کا اہتمام کرتا ہے، تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگاتا ہے، پھر مسجد کی طرف جاتا ہے، وہ دو افراد کے درمیان میں تفریق پیدا نہیں کرتا (کہ وہ بیٹھے ہوئے ہوں اور وہ ان کے درمیان گھس کر بیٹھ جائے)، پھر وہ (خطبہ شروع ہونے سے پہلے پہلے) نماز پڑھتا ہے جتنی اس کے مقدر میں ہے، پھر امام کے خطبے کے لیے خاموشی اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیتا ہے"۔[1] اور ہمارے ہاں تو بعض خطیب مطالبے کرتے ہیں کہو: سبحان اللہ، اور بعض مساجد میں تو باقاعدہ نعرے بازی ہوتی ہے۔والی اللہ المشتکی، از مترجم۔

رہا انتہا خطبہ اور نماز کے درمیان کلام کرنا تو اس میں علما کا اختلاف ہے:

پس ان میں سے کسی نے انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اسے مباح قرار دیا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر سے نیچے اترتے تو آدمی اپنی ضرورت کے بارے میں آپ سے کلام کرتا تو آپ اس سے کلام فرماتے تھے"۔ (اسے امام احمد اور اصحاب

(۱) صحیح بخاری ۸۸۳، ۸۹۰، مسند احمد: ۵/ ۴۳۸، ۴۴۰

السنن (رحمۃ اللہ) نے روایت کیا ہے، اور وہ حدیث صحیح ہے) اور ان میں سے کسی نے سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے اسے ناپسند کیا ہے: "پس وہ نماز سے فارغ ہونے تک خاموش رہے گا"۔ (1)

اور نبیشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، اس کے الفاظ یہ ہیں: "پس وہ غور سے سنے اور خاموش رہے حتی کہ امام اپنے جمعہ و کلام سے فارغ ہو جائے"۔ (2)

راجح یہ ہے کہ جب کسی ضرورت کے لیے کلام ہو تو پھر وہ جائز ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، اور اگر کسی کام و ضرورت کے بغیر ہو تو پھر مکروہ ہے۔

OOO

(1) النسائی، اسناد جید ہے۔
(2) امام احمد نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔

ا۔ عقیدہ اور علاماتِ قیامت

مسیح دجال

ا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم حجۃ الوداع کے متعلق بات کرتے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الوداع ہے، پس جب وہ حجۃ الوداع میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح دجال کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق خوب تفصیل سے بیان فرمایا، پھر فرمایا:

"ما بعث اللہ من نبی الا .... لیس باعور"[1]

"اللہ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا انہوں نے اس (دجال) سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا، نوح علیہ السلام نے اس سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا، اور ان کے بعد انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امت کو اس سے آگاہ کیا اگر اس کا کائی معاملہ تم پر مخفی رہ جائے تو یہ تم پر مخفی نہ رہے کہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں (جبکہ وہ کانا ہے) (شعیب الارنوؤط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے)۔

۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"فلیس ...... یخفی علیکم أن ربکم .... رقاب بعض"[2]

"تم پر مخفی نہ رہے کہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں۔ تین بار فرمایا: وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا گویا کہ اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے، سن لو! اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے اموال حرام قرار دیے ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی تمہارے اس شہر میں......... اس مہینے میں حرمت ہے، سن لو! کیا میں نے احکام دین پہنچا دیے"؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے فرمایا: "اے اللہ! گواہ رہنا۔ تین بار فرمایا۔ افسوس ہو، دیکھو میرے بعد تم ایک دوسرے کو قتل کرکے

(۱) مسند احمد ۵ ۶۱۸

(۲) صحیح بخاری: ۱۲۳ے

کفر کی طرف نہ لوٹ جاتا"۔[1]

۳۔ ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا گویا کہ آپ کے خطبے کا زیادہ تر حصہ ذکر دجال پر مشتمل تھا، آپ ہمیں اس کے متعلق بتاتے رہے حتی کہ اپنے خطبے سے فارغ ہوئے۔ آپ نے اس روز ہمیں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا انہوں نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو، وہ لامحالہ تم میں ظاہر ہو گا، اگر وہ اس حال میں ظاہر ہوا جبکہ میں تم میں موجود ہوا تو پھر میں ہر مسلمان کی طرف سے بحث و مباحثہ کروں گا اور اگر وہ میرے بعد تمہارے درمیان ظاہر ہو تو ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے بحث و مباحثہ کرنے والا ہے، ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ اور جانشین ہے، وہ عراق و شام کے درمیان کشادہ جگہ سے نکلے گا وہ دائیں اور بائیں (اطراف کے ممالک میں) فساد پھیلائے گا، اللہ کے بندو! ثابت و قائم رہنا، وہ شروع میں یوں کہے گا: میں نبی ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ اس سے بھی بڑی بات کرے گا حتی کہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں، بے شک تم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا حتی کہ تم وفات پا جاؤ اور یہ کہ اس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کافر لکھا ہوا ہے ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔ اور اسے چاہیے کہ وہ سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ ایک انسان پر غالب آجائے گا اور اسے قتل کر دے گا پھر اسے زندہ کر دے گا۔ وہ دوبارہ ایسے نہیں کر سکے گا اور وہ اس کے علاوہ کسی اور پر غالب نہیں آئے گا۔ اور اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت و جہنم ہو گی۔ پس اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت اور اور اس کی جنت جہنم ہو گی۔ پس جسے اس کی آگ کے ذریعے آزمایا جائے تو وہ اپنی آنکھیں بند کر لے اور اللہ سے مدد طلب کرے۔ اور اس کے فتنے کی ایک صورت یہ ہو گی کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے تو وہ ان کے لیے دعا کرے گا تو اسی روز آسمان ان پر بارش برسائے گا۔ اسی روز زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی۔ اسی روز ان کے مویشی شام کے وقت پہلے سے زیادہ موٹے تازے ہو کر گھروں کو واپس آئیں گے۔ ان کی کوکھیں نکلی ہوں گی (خوب شکم سیر ہوں گے)، تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ اور پھر وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس کا انکار کریں گے اور اسکی تکذیب کریں گے، وہ ان

(۱) ابو یعلیٰ نے اسے اپنی مسند (۵۵۸۶) میں روایت کیا، حسین سلیم اسد نے کہا: اسنادہ صحیح ہے۔

کے لیے بد دعا کرے گا تو ان کا کوئی جانور باقی نہیں بچے گا جو صبح چرنے کے لیے جائے، اس کے ایام چالیس ہوں گے۔ پس ایک دن سال کی طرح، ایک دن مہینے کی طرح اور ایک دن جمعے (یعنی سات دن کے ہفتے) کی طرح۔ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہم ان چھوٹے دنوں میں نماز کس طرح پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”تم ان میں اندازہ کرو گے، پھر تم نماز پڑھو گے جس طرح تم لمبے دنوں میں اندازہ کرتے ہو“۔

۴۔ جنادہ بن ابی امیہ الازدی نے بیان کیا: میں اور انصار کا ایک آدمی نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کے پاس گئے تو ہم نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کے متعلق جو بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ ہمیں بیان کریں اور آپ ہمیں ان کے علاوہ کسی اور سے بیان نہ کریں خواہ وہ سچا ہو انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

”میں نے تمہیں دجال سے آگاہ کر دیا ہے کیونکہ مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے آگاہ کیا ہے، اے امت! وہ تم میں سے ہوگا، اس کے بال گھنگریالے، رنگ گندمی اور اس کی بائیں آنکھ نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ جنّت اور جہنم ہوگی۔ پس اس کی جہنم (حقیقت میں) جنّت اور اس کی جنّت جہنم ہوگی۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا پانی کی نہر ہوگی۔ وہ بارش برسائے گا اور درخت اگائے گا۔ وہ ایک نفس پر مسلط ہوگا تو اسے قتل کر دے گا۔ اور وہ اس کے علاوہ کسی اور پر مسلط نہیں ہوگا۔ وہ زمین پر چالیس روز رہے گا وہ ان میں ہر چشمۂ آب پر پہنچے گا، وہ چار مساجد: مسجد حرام، مسجد مدینہ، مسجد طور اور مسجد اقصیٰ کے قریب نہیں پہنچ پائے گا۔ وہ تم پر مشتبہ نہ ہو جائے یاد رکھنا کہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں“۔ (۱)

۵۔ محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

”یوم الخلاص، یوم الخلاص کیا ہے“؟ تین بار فرمایا تو عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! یوم الخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دجال آئے گا تو وہ کسی چیز پر چڑھ کر مدینے کی طرف جھانک کر دیکھے گا تو اپنے ساتھیوں سے کہے گا، کیا تم اس سفید محل کی طرف نہیں دیکھتے یہ مسجد احمد ہے، پھر وہ مدینہ آئے گا تو وہ اس کی ہر گھاٹی پر ایک فرشتے کو مسلح

(۱) مسند احمد: ۵/ ۴۳۴ شعیب الارنوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہیں۔

دیکھے گا تو وہ (مدینے کے قریب) جرف کی شور والی زمین پر آئے گا اور اپنا خیمہ نصب کرے گا پھر مدینہ تین بار حرکت کرے گا تو پھر سارے منافق مرد وزن اور تمام فاسق مرد وزن اس کی طرف چلے آئیں گے پس مدینہ (منافقوں سے) خالص ہو جائے گا اور یہ یوم خلاص ہے"۔

صحیح بخاری (۷۱۲۴) میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے "یجئ الدجال ....منافق"

"دجال آئے گا حتی کہ مدینہ کے ایک کنارے پر پڑاؤ ڈالے گا، پھر مدینہ تین بار حرکت کرے گا / کانپے گا تو پھر ہر کافر و منافق اس کی طرف چلا جائے گا"۔ (۱)

۲۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کو اعلان کرتے ہوئے سنا کہ نماز جمع کرنے والی ہے پس میں آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ منبر پر بیٹھ گئے اور آپ مسکرانے لگے، آپ نے فرمایا: "ہر شخص اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے"۔ پھر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لیے جمع کیا ہے"؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"انی جمعتکم لا رھبۃ ولا رغبۃ .... قبل المشرق"

میں نے تمہیں کسی ترغیب و ترہیب کے لیے جمع نہیں کیا، لیکن میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم الداری رضی اللہ عنہ نصرانی شخص تھے، پس وہ آئے، انہوں نے بیعت کی، اسلام قبول کیا اور مجھے ایک بات بیان کی وہ اس کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال کے متعلق بتایا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ لخم و جذام کے تیس افراد کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے، پس موجیں مہینہ بھر ان کے ساتھ سمندر میں اٹھکیلیاں کرتی رہیں، پھر وہ غروب آفتاب کے وقت ایک جزیرے کے پاس پہنچے، تو وہ چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرے میں داخل ہوئے تو وہاں انہیں گھنے بالوں والا ایک دابہ (جانور) ملا انہوں نے کہا: تیرا برا ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، اس راہب خانے میں اس آدمی کے پاس چلو، کیونکہ اسے تمہاری

(۱) امام احمد نے بھی صحیح بخاری ہی کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور شعیب الارنوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے (مسند احمد: ۱۳۵۲۰)

خبر کا بہت اشتیاق ہے، انہوں نے بیان کیا: جب اس (دابہ) نے ہمیں اس آدمی کے متعلق بتایا تو ہم اس (دابہ) سے خوف زدہ ہو گئے کہ وہ شیطان نہ ہوں، پس ہم جلدی سے تیز تیز چلے حتی کہ ہم اس راہب خانے میں داخل ہو گئے تو میں نے وہاں ایک عظیم الجثہ شخص دیکھا اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، پس انہوں نے حدیث ذکر کی، اس نے ان سے (اردن کے قریب شام کی ایک بستی) نخل بیسان اور (شام کی بستی) عین زغر اور نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھا، اس نے کہا: میں المسیح ہوں اور قریب ہے کہ مجھے خروج کی اجازت مل جائے، نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ بحر شام میں یا بحر یمن میں ہے [illegible] مشرق کی جانب سے ہے (دو بار فرمایا) اور آپ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا: انہوں (فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کیا ہے۔ اور پھر حدیث بیان کی۔[1]

۷۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز تشریف لائے تو منبر پر چڑھ گئے، لوگوں میں اعلان کر دیا گیا: نماز جمع کرنے والی ہے، پس لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "لوگو! میں نے تمہیں کسی ترغیب و ترہیب کے لیے نہیں بلایا، لیکن تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ فلسطین کے کچھ لوگوں نے بحری سفر کیا تو ہوا نے انہیں کسی جزیرے کی طرف پہنچا دیا، وہاں انہوں نے بہت زیادہ بالوں والا ایک دابہ (جانور) دیکھا اس کے زیادہ بالوں کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ مذکر ہے یا مونث انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دو، اس نے کہا: میں تمہیں کوئی خبر دیتی ہوں تو تم سے کسی خبر کے متعلق پوچھتی ہوں لیکن اس راہب خانے میں ایک فقیر شخص ہے وہ تمہیں بتا سکتا ہے اور تم سے کوئی خبر پوچھ سکتا ہے، پس وہ اس راہب خانے میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں ایک کانے شخص کو لوہے (کی زنجیروں) کے ساتھ جکڑا ہوا دیکھا، اس نے کہا: تم کون ہو؟ ہم نے کہا: ہم عرب ہیں، اس نے کہا: کیا تم میں کوئی نبی مبعوث ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: کیا عربوں نے ان کی اتباع کی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اس نے کہا: ابھی تک تو وہ ان پر غالب نہیں آئے، اس نے کہا: وہ عنقریب ان پر غالب آ جائیں گے۔ پھر اس نے کہا: عین زغر کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ پانی سے

(۱) ابوداؤد (۴۳۲۶)، الشیخ الالبانی نے فرمایا: حدیث صحیح ہے۔

بھرپور ہے اس نے کہا: نخل بیسان کا کیا حال ہے؟ کیا وہ پھل دیتا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ اپنے اوائل میں پھل دیتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا: پس اس نے ایک جست لگائی حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ چھوٹ جائے گا، ہم نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں، اور اس مکہ و مدینہ کے علاوہ ساری زمین پر پھر جاؤں گا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": "مسلمانو! خوش ہو جاؤ یہ طیبہ (مدینہ) ہے وہ اس میں داخل نہیں ہو سکے گا"۔

۸۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت کے حوالے سے ہے۔ "اس نے کہا: مجھے نخل بیسان کے متعلق بتاؤ، ہم نے کہا: تم اس کی کس حالت کے متعلق پوچھتے ہو؟ اس نے کہا: میں تم سے اس کی کھجوروں کے درختوں کے متعلق پوچھتا ہوں کیا وہ پھل دیتی ہیں؟ ہم نے اسے بتایا: ہاں، اس نے کہا: قریب ہے کہ وہ پھل نہ دیں، اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ، ہم نے کہا: تم اس کی کس حالت کے متعلق پوچھتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں تو بہت زیادہ پانی ہے۔ اس نے کہا: قریب ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے۔ اس نے کہا: مجھے عین زغر کے متعلق بتاؤ انہوں نے کہا: تم اس کی کس حالت کے متعلق پوچھتے ہو؟ اس نے کہا کیا اس چشمے میں پانی ہے؟ کیا وہاں کے باشندے اس چشمے کے پانی سے زراعت کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں اس میں بہت زیادہ پانی ہے اور وہاں کے باشندے اس کے پانی سے زراعت کرتے ہیں اس نے کہا: مجھے امیین (ان پڑھوں) کے نبی کے متعلق بتاؤ انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ وہ مکہ سے نکل کر مدینہ تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا: کیا عربوں نے ان سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ آس پاس کے عربوں پر غالب آگئے ہیں اور انہوں نے آپ کی اطاعت اختیار کر لی ہے، اس نے کہا: ایسے ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، اس نے کہا: سن لو یہ ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ آپ کی اطاعت اختیار کر لیں اور میں اپنے متعلق تمہیں بتاتا ہوں کہ میں المسیح ہوں اور قریب ہے کہ مجھے خروج کی اجازت مل جائے۔ پس میں نکلوں گا تو میں مکہ اور مدینہ کے علاوہ چالیس راتوں میں تمام زمین پر پھر جاؤں گا وہ دونوں (مکہ و مدینہ) ہر حال میں مجھ پر حرام ہیں، میں جب بھی ان دونوں علاقوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونت کر میرے سامنے آ کر مجھے اس سے روک دے گا اور اس کی گھاٹیوں پر فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔

انہوں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاٹھی / چھڑی کے

ساتھ منبر پر چوکہ دے کر فرمایا: ''یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یعنی : مدینہ، سنو! کیا میں نے تمہیں اس کے متعلق بتا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا : جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''مجھے تمیم (رضی اللہ عنہ) کی بات اچھی لگی کہ وہ اس کے موافق ہے جو میں تمہیں اس (دجال) اور مدینہ ومکہ کے متعلق بتایا کرتا تھا، سن لو! بے شک وہ بحر شام میں ہے یا بحر یمن میں نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے''۔ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق ہی کی طرف ہے اور آپ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ انہوں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سن سن کر یاد کیا ہے۔ (۱)

۴۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے جب سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے تب سے روئے زمین پر دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوا۔ اللہ عزوجل نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا انہوں نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے، میں آخری نبی ہوں، جبکہ تم آخری امت ہو، وہ لامحالہ تم میں ظاہر ہو گا، پس اگر وہ اس حال میں ظاہر ہوا کہ میں تم میں موجود ہوا۔ تو میں ہر مسلمان کی طرف سے حجت پیش کروں گا۔ اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو پھر ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے حجت پیش کرنے والا ہے، اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے۔ اور وہ شام و عراق کے درمیان کشادہ زمین پر نکلے گا۔ وہ دائیں بائیں فساد پیدا کرے گا، اللہ کے بندو! اے لوگو! پس ثابت رہنا، میں تمہیں اس کی ایک ایسی صفت بتاتا ہوں، جسے مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتایا .... وہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں جبکہ تم مرنے کے بعد ہی اپنے رب کو دیکھو گے، بے شک وہ کانا ہے، جبکہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے، جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔

اس کا فتنہ یہ بھی ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہو گی، پس اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت اور اس کی جنت جہنم ہو گی۔ پس جو اس کی جہنم کی آگ کے ذریعے آزمایا جائے تو وہ اللہ سے مدد طلب کرے اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ اعرابی سے کہے گا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہارے لیے تمہارے

(۱) صحیح مسلم: ۲۹۴۲

والدین کو دوبارہ زندہ کر دکھاؤں تو پھر تم گواہی دو گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ تو وہ کہے گا: ہاں، پس دو شیطان اس کے والدین کی صورت اختیار کر لیں گے، تو وہ کہیں گے: بیٹا! اس کی پیروی کر لو، کیونکہ وہ تمہارا رب ہے، اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک نفس / جان پر غالب آجائے گا اور وہ اسے قتل کر دے گا، وہ اسے آرے کے ساتھ دو ٹکڑے کر دے گا، پھر کہے گا: میرے اس بندے کی طرف دیکھو، میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھا دیتا ہوں، پھر وہ کہے گا کہ میرے علاوہ اس کا کوئی رب ہے، پس اللہ اسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا، اور وہ خبیث اسے کہے گا: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے، جبکہ تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجال ہے، اللہ کی قسم! تیرے متعلق آج مجھے پہلے سے زیادہ بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔

اس کا یہ فتنہ بھی ہو گا کہ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ بارش برسا (تو وہ بارش برسائے گا)۔ زمین کو حکم دے گا کہ نباتات اگا، تو وہ نباتات اگائے گی۔ اس کے فتنے میں سے ہے کہ وہ کسی قبیلے کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس کو جھٹلا دیں گے۔ پھر ان کے تمام مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا، وہ اس کی تصدیق کریں گے، تو وہ آسمان کو حکم دے گا کہ بارش برسا تو وہ بارش برسائے گا۔ زمین کو حکم دے گا کہ نباتات اگا تو وہ نباتات اگائے گی، حتی کہ ان کے مویشی جب اس روز شام کو گھروں کو واپس آئیں گے تو وہ پہلے سے زیادہ موٹے، زیادہ بڑے، ان کی کوکھیں باہر نکلی ہوئیں (یعنی خوب شکم سیر ہوں گے) اور ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوں گے۔

وہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ ساری روئے زمین پر گھوم پھر جائے گا، وہ ان دونوں کی جس بھی گھاٹی پر آئے گا تو فرشتے تلواریں سونتے ہوئے اسے ملیں گے، حتی کہ وہ شور والی زمین کے اختتامی حدود کے پاس ضریب احمر کے پاس قیام کرے گا، مدینہ اپنے باسیوں کے ساتھ تین بار کانپے گا۔ وہاں سے تمام منافق مرد وزن نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے۔ وہ (مدینہ) ہر خبیث کو وہاں سے نکال دے گا، جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے، اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا، عرض کیا گیا: اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا: وہ اس دن قلیل ہوں گے۔

ان کا امام ایک نیک آدمی ہو گا، اس اثنا میں کہ ان کا امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا، کہ اچانک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام صبح کے وقت ان کے پاس نزول فرمائیں گے۔ پس وہ امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تاکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو امام بنائے، تو عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اس کے کندھوں

کے درمیان رکھیں گے، پھر اسے فرمائیں گے: آگے بڑھو نماز پڑھاؤ! کیونکہ اس کی تمہارے لیے اقامت کہی گئی ہے، پس ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا، پس جب وہ (بیت المقدس کی طرف) مڑیں گے (وہاں مُسلمان محصور ہوں گے) عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: دروازہ کھولو، وہ دروازہ کھولیں گے جبکہ اس کے پیچھے دجال ہوگا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے، وہ سب مسلح ہوں گے تلوار حمائل کیے ہوں گے، پس جب دجال ان (عیسیٰ علیہ السلام) کو دیکھے گا تو وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے، وہ ڈرتا ہوا بھاگ جائے گا، پس وہ اسے شرقی باب لد پر پکڑ کر اسے قتل کر دیں گے، اللہ یہودیوں کو شکست سے دوچار کر دے گا، اللہ عزوجل نے جو چیز بھی پیدا فرمائی ہے یہودی اس کے ذریعے بچاؤ اختیار کرے گا تو اللہ عزوجل اس چیز کو قوت گویائی عطا فرمادے گا غرقدہ (کانٹے دار جھاڑی) کے علاوہ ہر حجر و شجر اور دیوار و جانور سب بول کر کہیں گے: اے اللہ کے مُسلمان بندے! یہ یہودی (میرے پیچھے چھپا ہوا) ہے آؤ اسے قتل کرو، غرقدہ ان کا درخت ہے وہ نہیں بولے گا۔

پس عیسیٰ ابن مریم (علیہما السّلام) میری امت میں عادل حاکم اور منصف حکمران ہوں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے، صدقہ ترک کر دیں گے، بکری اور اونٹ کے لیے کوئی کوشش نہیں کی جائے گی، باہمی رنجش اور دشمنی ختم ہو جائے گی، ہر زہریلی چیز کا زہر ختم ہو جائے گا حتی کہ بچہ سانپ کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کرے گا، تو وہ اس کے لیے مضر نہیں ہوگا، بچی شیر کو بھگا دے گی تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بھیڑیا بکریوں میں اس طرح ہوگا گویا کہ وہ ان کا (محافظ) کتا ہو، زمین امن و سلامتی سے اس طرح بھر جائے گی جس طرح برتن پانی سے بھر جاتا ہے، صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے گی، لڑائی ختم ہو جائے گی۔ قریش اپنی بادشاہت چھین لیں گے، زمین چاندی کے طِشت کی طرح ہوگی، وہ آدم علیہ السلام کے عہد کے مطابق اپنے نباتات اگائے گی حتی کہ کچھ لوگ انگور کے خوشے پر اکٹھے ہوں گے تو وہ انہیں شکم سیر کر دے گا، بیل کی قیمت اتنا اور اتنا مال ہوگی جبکہ گھوڑا چند درہموں کے بعوض مل جائے گا۔

دجال کے خروج سے تین سال پہلے قحط سال ہوگی، لوگ بہت زیادہ بھوک کا شکار ہوں گے، اللہ تعالیٰ پہلے سال آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ اپنی تہائی بارش روک لے، زمین کو حکم فرمائے گا کہ وہ اپنے تہائی نباتات روک لے، پھر وہ دوسرے سال آسمان کو حکم فرمائے گا تو وہ اپنی دو تہائی بارش

روک لے گا، زمین کو حکم دے گا کہ تو وہ اپنے دو تہائی نباتات روک لے گی، پھر وہ تیسرے سال آسمان کو حکم فرمائے گا تو وہ اپنی ساری بارش روک لے گا اور ایک قطرہ بھی بارش نہیں ہو گی، اور وہ زمین کو حکم فرمائے گا تو وہ اپنے تمام نباتات روک لے گی وہ سبزہ تک نہیں اگائے گی، تمام مویشی ہلاک ہو جائیں گے مگر جو اللہ چاہے، عرض کیا گیا: اس دور میں کون سی چیز لوگوں کو زندہ رکھے گی؟ فرمایا: "لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ، یہ (تہلیل و تکبیر اور تحمید) انہیں کھانے سے کفایت کرے گی"۔ (۱)

۱۰۔ مسیح دجال، نزول عیسیٰ علیہ السّلام اور ان کا اس (دجال) کو قتل کرنے اور خروج مہدی کے متعلق خطبہ: (۲)

الرموز:

آ: الآجری فی "الشریعہ"

ت: ترمذی

حل: ابو نعیم فی "الحلیۃ"

حن: حنبل بن اسحاق فی "الفتن"

خب: ابو نعیم فی "أخبار اصبہان"

د: ابو داؤد

طب: الطبرانی فی "المعجم الکبیر"

طی: الطیالسی فی "المسند"

عب: عبد الرزاق فی "المصنف"

عس: ابن عبد اللہ فی "السنۃ"

ق: ھما

کر: ابن عساکر فی "التاریخ"

حب: ابن حبان فی "الصحیح"

حم: احمد فی ((مسند))

خ: البخاری

خز: ابن خزیمہ فی "التوحید"

سع: ابن سعد فی "الطبقات"

طص: الطبرانی فی "الصغیر"

عا: ابن ابی عاصم فی "السنۃ"

عد: ابن عدی فی "الکامل"

عق: العقیلی فی "الضعفاء"

ک: الحاکم فی ((مستدرک))

م: مسلم

(۱) روایت صحیح ہے، ابن ماجہ نے سے روایت کیا، صحیح الجامع: ۷۸۷۵، الصحیحہ: ۲۴۵۷

(۲) یہ خطبہ چار عنوانات پر مشتمل ہے۔ مسیح دجال، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، ان کا دجال کو قتل کرنا۔ا۔ مہدی کا خروج، اس خطبے کے متعلق مختلف محدثین کرام نے احادیث نقل کی ہیں، ان کی کتابوں کے اسماء کے لیے رموز مقرر کیے گئے ہیں آئندہ کتاب کے حوالے کے لیے ان رموز کو ذکر کیا جائے گا۔ از مترجم

ما: مؤطا امام مالک
مت: ابن مندہ فی "التوحید"
مج: ابن ماجہ
من: ابن مندہ فی "الایمان"
می: الدارمی
ن: النسائی
نی: ابو عمرو الدانی فی "الفتن"
ھا: البیہقی فی الاسماء

۱۔ لوگو! اللہ نے جب سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا۔ تب سے لے کر [قیامت تک[1]] روئے زمین پر دجال سے بڑا کوئی فتنہ ہوا نہ ہوگا،[ہر گز کوئی نجات نہیں پائے گا اس سے جو اس سے پہلے ہے مگر وہ اس سے نجات پا گیا[2]][وہ کسی مُسلمان کے لیے مضر نہیں ہوگا[3]]

۲۔ اللہ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا انہوں نے اپنی امت کو اس [کانے[4]] دجال سے ڈرایا۔ [میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں[5]]

۳۔ میں سب سے آخری نبی ہوں،[6] اور تم آخری امت ہو۔[7]

۴۔ وہ لامحالہ تم میں ظاہر ہوگا۔ [بے شک وہ حق ہے، اور یہ کہ وہ قریب ہے، ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے[8]]، [وہ صرف ایک غصے ہی کی وجہ سے نکلے گا[9]][اور وہ نہیں نکلے گا حتیٰ کہ میراث تقسیم نہیں ہوگی، اور غنیمت سے خوشی نہیں ہوگی[10]](یعنی کوئی وارث ہی نہیں رہے گا اور لڑائی سے کوئی زندہ نہیں بچے گا)۔

۵۔ اگر وہ اس حال میں نکلا کہ میں تم میں موجود ہوا، تو میں ہر مُسلمان کی طرف سے بحث

---

(۱) م، ک، حم، نی۔ ہشام بن عامر۔ حم، عس۔ جابر، طب، طس۔ عبداللہ بن مغفل
(۲) حم، حب۔ حذیفہ
(۳) حب۔ حذیفہ
(۴) خ۔ انس
(۵) ق۔ انس
(۶) م۔ ابوہریرہ
(۷) فج۔ ابن عباس۔ البزار۔ ابوہریرہ
(۸) م (۸/۱۹۴) حب (۶۷۵۵)، حم ۶/۲۸۴)، نی (۲/۱۲۱)
(۹) طب (۲۰،۹۵۴/ ۴۰۱۔ المغیرہ۔ م۔ ابن مسعود
(۱۰) خز۔ طب

کرنے والا ہوں گا، اور اگر وہ میرے بعد نکلے گا، تو پھر ہر شخص اپنی طرف سے بحث کرنے والا ہے، اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے۔ (اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: اگر وہ میری وفات کے بعد ظاہر ہوا تو پھر اللہ صالحین کے ذریعے تمہیں اس سے کفایت کرے گا[1])۔

٦۔ وہ مشرق کی طرف کے علاقے سے ظاہر ہوگا [اسے (خراسان) کہا جائے گا][2] [اصبہان کے یہود میں][3]، [گویا کہ ان کے چہرے تہہ بہ تہہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے][4]۔ شام اور عراق کے درمیان کشادہ جگہ ہیں، پس وہ دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔[5] اللہ کے بندو! ثابت رہنا [تین بار فرمایا][6]

٧۔ میں اس کی تمہیں ایسی صفت بیان کرتا ہوں جس کے متعلق مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتایا۔ (عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: میں نے تمہیں دجال کے متعلق بیان کر دیا حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم یاد نہ کر سکو)۔[7]

٨۔ وہ اپنی بات کا اسی طرح آغاز کرے گا: میں نبی ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

٩۔ پھر وہ بات کو دہراتے ہوئے کہے گا: میں تمہارا رب ہوں، جبکہ تم فوت ہونے سے پہلے اپنے رب کا دیدار نہیں کر سکتے۔

---

(١) الاحادیث الصحیحۃ (١٥٩١) میں نے کہا: یہ وہ صحیح مسلم میں ثابت ہے، رہا الحافظ ابن حجرؒ کا "الفتح" (١٣/٧٧) میں قول: "ایک روایت میں ہے: کہ وہ اصبہان سے ظاہر ہوگا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا: پس یہ قول محل نظر ہے؛ کیونکہ وہ صحیح مسلم میں نہیں کہ وہ وہاں (اصبہان) سے ظاہر ہوگا، انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے اس میں تو یہ ہے کہ: "اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے......" میں نے کہا: یہ نص نہیں کہ وہ وہاں سے نکلے گا؛ بلکہ وہ اس سے احتمال ہے؛ کیونکہ وہ اس کے یہود میں سے اتباع (پیروکاروں) کے متعلق بیان کرتے ہیں نہ کہ اس (دجال) کی ذات کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ حم، ت، فج، ک۔ ابو بکر

(٢) حم، عس، حب، من، فی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا، حم، م۔ انس رضی اللہ عنہ

(٣) حم، ت، فج، ک۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ

(٤) نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ، ک۔ تفیر۔

(٥) ک۔ نفیر

(٦) د، آ، حل، مت۔

(٧) طب، طس۔ ابن مغفل

۱۰۔ وہ کانا ہے، اس کی بائیں آنکھ نہیں ہے۔ (۱)، (۲) [ا۔ اس پر موٹا ناخنہ ہے (۳)] [سبز رنگ کا گریا، وہ چمک دار ستارہ ہو (۴)] [اس کی دائیں آنکھ ابھری ہوئی ہے (۵)] [وہ (اس کی آنکھ) پھولی ہوگی نہ پتھر کی طرح سخت (۶)]، [اس (دجال) کے جسم پر بہت بال ہوں گے (۷)]، [سن لو! اس کی کوئی چیز تم پر مخفی نہیں رہی، پس وہ تم پر مخفی نہ رہے (۸)] کہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں، [آگاہ رہو! اس کی کوئی چیز تم پر مخفی نہیں رہی، پس تم پر مخفی نہ رہے کہ تمہارا رب عزوجل کانا نہیں (۹)]، [تین بار فرمایا]، آپ نے اپنے ہاتھ کے سامنے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ (۱۰) [یہ کہ تم مرنے کے بعد ہی اپنے رب کا دیدار کرو گے (۱۱)]۔

۱۱۔ [یہ کہ وہ زمین پر چلے گا، بے شک زمین و آسمان اللہ کی ملکیت ہیں (۱۲)]

۱۲۔ [یہ کہ وہ گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے، گویا کہ اس کے دونوں پاؤں کے درمیان معمول سے زیادہ کشادگی ہوگی، رنگ کالا ہوگا (۱۳)]، [کمینہ ہوگا (۱۴)]

۱۳۔ [وہ گندمی رنگ والا، گھنگریالے بالوں والا ہوگا (۱۵)]، [اس کے جسم پر بہت زیادہ بال

---

(۱) حم۔ فج، حذیفہ رضی اللہ عنہ، حم، حن، نبی ﷺ کے ایک صحابی سے جم۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ
(۲) طب، طس۔ ابن مغفل رضی اللہ عنہ
(۳) حم الحسن البصری طب، طس۔ عبداللہ مغفل رضی اللہ عنہ
(۴) حم، خب ابی
(۵) خز، طب۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، خ، م، حم، عس۔ ابن عمر
(۶) آ، حل، حن۔ عبادہ رضی اللہ عنہ
(۷) م، حم
(۸) حم، حب، من، مت۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، مت۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے۔
(۹) حم، حب، من، مت۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
(۱۰) مت۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے
(۱۱) خ، مت۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ، حم، عس، مت، ک۔ جابر رضی اللہ عنہ
(۱۲) د۔ عبادہ رضی اللہ عنہ، م۔ عمر بن ثابت
(۱۳) خز، طب۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
(۱۴) د، آ، حل، مت، عبادہ رضی اللہ عنہ
(۱۵) حم، خز، حب، مت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

ہوں گے اور وہ پراگندہ ہوں گے[1]]

۱۴۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے، [ہر شخص جو اس کے عمل کو ناپسند کرے گا وہ اسے پڑھ لے گا یا] ہر مومن شخص اسے پڑھ لے گا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا پڑھا لکھا نہ۔[2]

۱۵۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنّت اور آگ (جہنم) ہوگی، [ایک نہر اور پانی ہوگا[3]]، [روٹیوں کا پہاڑ ہوگا[4]]، [اور یہ کہ وہ آئے گا اس کے ساتھ جنّت اور جہنم کے مثل ہوگا[5]]، پس اس کی جہنم (حقیقت میں) جنّت اور اس کی جنّت جہنم ہوگی۔
[اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا؟ تو انہوں نے بیان کیا: میں نے کہا: وہ کہتے ہیں: اس کے ساتھ روٹیوں اور گوشت کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی؟ فرمایا: وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ معمولی پر حقیر ہے[6]]
ایک اور حدیث میں ہے:[7] [اس کے ساتھ دو نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں سے ایک کا دیکھنے میں سفید پانی ہوگا اور دوسری دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی[8]]، [پس تم میں سے جو یہ پالے تو وہ پانی کا ارادہ کرے، تب وہ اس میں سے پہلے جسے وہ سمجھتا ہے کہ وہ آگ ہے[9]] [وہ اپنی آنکھیں بند کرلے[10]،[11]] [پھر اپنا سر جھکالے[12]]، وہ اسے بہترین میٹھا ٹھنڈا پانی پائے

(۱) حم، حن، ایک صحابی رضی اللہ عنہ
(۲) حم، م، مج، حذیفہ رضی اللہ عنہ
(۳) عب، حم، م، ت، نی۔ آپ کے بعض اصحاب
(۴) حم، حن۔ ایک آدمی۔ طب۔ ابن عمرو رضی اللہ عنہ
(۵) حم، حن۔ ایک آدمی۔ حم۔ جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمرو
(۶) ق۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ نی (۱/۱۲۷)
(۷) خ (۱۲۲)، م ((۸/۲۰۰) الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں، حب (۶۷۶۲، ۶۷۴۴، ۲۵۲)۔
(۸) ق، حب، حم۔ حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ
(۹) م
(۱۰) م، حب
(۱۱) مں، حم
(۱۲) حم

گا[1] ،[2]]،پس تم کیوں نہ خوش ہو گے[3]]،ایک دوسری روایت میں ہے[4] : پس جو اس کی نہر میں داخل ہو جائے گا اس کا اجر زائل ہو جائے گا، اسکا بوجھ (گناہ) واجب ہو جائے گا، اور جو اس کی آگ میں داخل ہو جائے گا اس کا اجر واجب ہو جائے گا اور اس کا بوجھ (گناہ) زائل ہو جائے گا۔

۱۶۔ پس جو اس کی نہر کے ذریعے آزمایا جائے تو وہ اللہ سے مدد طلب کرے، اور اس پر سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے،[5] [بے شک اس کے فتنے سے تمہاری پناہ ہیں[6]]

۱۷۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ وہ اعرابی سے کہے گا: مجھے بتاؤ اگر تمہارے والدین دوبارہ زندہ کر کے اٹھا دیے جائیں؟ تو پھر کیا تم گواہی دو گے کہ میں تمہارا رب ہوں، وہ کہے گا: ہاں۔ پس دو شیطان اس کے لیے اس کے والدین کی صورت اختیار کر لیں گے، تو وہ کہیں گے: بیٹا! اس کی اتباع کر لو، کیونکہ وہ تمہارا رب ہے!

۱۸۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ وہ ایک نفس پر غالب آجائے گا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اسے آرے کے ساتھ دو ٹکڑے کر دے گا۔

۱۹۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا [تو وہ انہیں دعوت دے گا[7]] ، پس وہ اس کی تکذیب کریں گے، [وہ ان سے مڑ کر واپس جائے گا[8]]تو ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔

۲۰۔ اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا[تو وہ اپنی دعوت دے گا[9]] ، پس وہ اس کی تصدیق کریں گے، [اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے[10]]، پس وہ آسمان کو

---

(۱) حم
(۲) م۔حم
(۳) م۔حم
(۴) م۔حم
(۵) م۔نواس رضی اللہ عنہ
(۶) د۔نواس رضی اللہ عنہ
(۷) م۔نواس رضی اللہ عنہ
(۸) م۔نواس رضی اللہ عنہ
(۹) م۔نواس رضی اللہ عنہ
(۱۰) م۔نواس رضی اللہ عنہ

حکم دے گا کہ بارش برسا، تو وہ بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا کہ نباتات اگا تو وہ نباتات اگائے گی، حتیٰ کہ جب اس روز ان کے مویشی شام کے وقت واپس جائیں گے تو پہلے سے زیادہ موٹے اور بڑے ہوں گے، وہ خوب شکم سیر ہوں گے اور ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوں گے۔

۲۱۔ [وہ ایک غیر آباد زمین کے پاس سے گزرے گا اسے کہے گا: اپنے خزانے نکالو، پس اس کے خزانے اس کا اس طرح پیچھا کریں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے اڑتی ہیں[1]]۔

۲۲۔ [وہ ایسے دور میں ظاہر ہوگا جب لوگ اختلاف وافتراق کا شکار ہوں گے[2]] لوگ بغض میں مبتلا ہوں گے، دین کے حوالے سے کمزور، باہمی تعلقات خوشگوار نہیں ہوں گے، وہ پانی کے ہر گھاٹ پر آئے گا، پس اس کے لیے زمین لپیٹ دی جائے گی۔[3]

۲۳۔ [وہ (دجال) نہیں نکلے گا حتیٰ کہ رومی اعماق یا دابق کے مقام پر پڑاؤ ڈالیں گے، [وہ اہل اسلام کے لیے جمع ہوں گے اور اہل اسلام ان کے لیے جمع ہوں گے[4]]

پس ان کی طرف مدینہ سے اس وقت کے بہترین لوگوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا، پس جب وہ صف آراء ہو جائیں گے تو رومی کہیں گے، ہم میں سے جو قید کر لیے گئے انہیں اور ہمیں چھوڑ دو ہم ان سے قتال کریں گے۔ پس مسلمان کہیں گے: نہیں اللہ کی قسم! ہم تمہیں اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کو نہیں چھوڑیں گے، پس وہ قتال کریں گے، [اور اس قتال کے وقت بہت زیادہ ارتداد ہوگا، پس مسلمان ایک لشکر کو موت تک لڑنے کے لیے آگے بھیجیں گے (لڑتے رہے گے حتیٰ کہ شہید ہو جائیں) اور وہ فتح یاب ہو کر لوٹیں گے، پس وہ لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی، پس یہ اور وہ فتح یاب ہوئے بغیر لوٹ آئیں گے، اور وہ لشکر ختم ہو جائے گا، پھر مسلمان موت تک لڑنے کے لیے ایک لشکر آگے بھیجیں گے، کہ وہ غالب آکر ہی لوٹیں گے، پس وہ قتال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ شام ہو جائے گی اور یہ دونوں گروہ کسی غلبے کے بغیر ہی لوٹ آئیں گے، اور وہ لشکر ختم ہو جائے گا، پس جب چوتھا روز ہوگا تو بقیہ اہل اسلام

---

(۱) حم، م، د، ت، جہ، آ، حن، کر۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۲) حب، البزار۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۳) عب، ک۔ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ

(۴) حم، م۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

آگے بڑھیں گے] تو تہائی شکست کھا جائیں گے اور ان کی توبہ کبھی بھی قبول نہیں فرمائے گا، ان میں سے تہائی شہید ہو جائیں گے اور وہ اللہ کے ہاں سب سے افضل شہید ہیں، اور تہائی فتح یاب ہوں گے وہ پھر کبھی فتنے کا شکار نہ ہوں گے۔ [پس اللہ ان (یعنی رومیوں) کو شکست دے گا، وہ اسی طرح کی لڑائی لڑیں گے کہ اس جیسی لڑائی نہیں دیکھی جائے گی۔ یا فرمایا: اس جیسی لڑائی نہیں دیکھی گئی، حتیٰ کہ اگر پرندہ ان کے پہلوؤں کے پاس اسے گزرے گا تو وہ ان سے آگے بڑھنے سے پہلے مردہ حالت میں گر جائے گا، باپ کے سو بیٹے جنگ کریں گے، تو وہ ان میں سے صرف ایک کو باقی پائیں گے، تو پھر کس غنیمت پر خوشی ہو گی؟ یا کون سی میراث تقسیم ہو گی؟] پس وہ قسطنطنیہ پہنچیں گے، تو وہ اسے فتح کر لیں گے (ایک روایت میں ہے: تم نے ایک شہر کے متعلق سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور اس کی ایک جانب سمندر میں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: " قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ بنو اسحاق میں سے ستر ہزار افراد جہاد کریں گے، پس جب وہ وہاں پہنچیں گے تو وہاں قیام کریں گے، پس انہوں نے اسلحہ سے قتال کیا نہ کوئی تیر چلایا، انہوں نے کہا: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ تو اس کی ایک جانب جو کہ سمندر میں ہے وہ گر جائے گی، پھر وہ دوسری بار کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، تو پھر اس کی دوسری بھی گر جائے گی، پھر وہ تیسری بار کہیں گے: لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، تو ان کے لیے راستہ بن جائے گا اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے، پس وہ مال غنیمت حاصل کریں گے[1])

اس اثنا میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکائی ہوں گی کہ اچانک شیطان ان میں زوردار آواز سے کہے گا: کہ تمہارے اہل و عیال میں مسیح (دجال) کا ظہور ہو چکا ہے۔ [پس ان کے ہاتھ میں جو کچھ ہو گا وہ اسے پھینک دیں گے]۔ وہ (وہاں سے) نکلیں گے، حالانکہ یہ خبر جھوٹی ہو گی، [وہ اس شہ سواروں کو ہر اول دستہ کے طور پر بھیجیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے اور ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں، وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے] پس جب وہ شام پہنچیں گے تو وہ (دجال) نکلے گا۔[2]

(۱) م، نی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲) حم۔ نی، کث۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۴۔ روئے زمین کی کوئی چیز نہیں بچے گی جہاں وہ نہ پہنچے اور وہ اس پر غالب نہ آئے سوائے [چار مساجد کے: مسجد مکہ [۱]]، [مسجد مدینہ [۲]]، [طور اور مسجد اقصیٰ [۳]]۔

۲۵۔ [اس کا عرصہ چالیس ایام کا ہوگا، ایک دن سال کی طرح، ایک دن مہینے کی طرح، ایک دن جمعے (سات دن کے ہفتے) کی طرح اور اس کے باقی (سنتیس) دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا: پس وہ دن جو سال کی طرح ہوگا: تو کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نماز میں (پانچ نمازیں) پڑھ لینا کافی ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں: اس کا اس کے حساب سے اندازہ کرو (یعنی چوبیس گھنٹوں کا دن)۔

انہوں نے عرض کیا: زمین پر اس کی رفتار کیا ہوگی؟ فرمایا: اس بارش کی طرح جس کے پیچھے ہوا (کا دباؤ) ہو۔ [۴]]

۲۶۔ خروج دجال سے پہلے تین سال قحط سالی کے ہوں گے، لوگ ان میں سخت بھوک کا شکار ہوں گے، اللہ پہلے سال آسمان کو حکم فرمائے گا کہ ایک تہائی بارش روک لو، زمین کو حکم فرمائے گا اپنی تہائی نباتات روک لو، پھر دوسرے سال آسمان کو حکم فرمائے گا اپنی دو تہائی بارش روک لو اور زمین کو حکم فرمائے گا: اپنی دو تہائی نباتات روک لو اور ایک قطرہ بارش بھی نہیں ہوگی، وہ زمین کو حکم فرمائے گا اپنے سارے نباتات روک لو، پس وہ اپنے سارے نباتات روک لے گی اور کوئی سبزہ نہیں اُگے گا تو سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے، الا ماشاء اللہ۔

عرض کیا گیا: اس وقت لوگ کس چیز کے سہارے زندہ رہیں گے؟ فرمایا: لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ اور یہ (تہلیل و تکبیر وغیرہ) ان کے لیے ایسے ہی ہوگا جیسے کھانا ہو۔

۲۷۔ وہ (دجال) مکہ اور مدینہ کی جس گھاٹی سے بھی آئے گا وہاں فرشتے تلواریں سونتے ہوئے اسے ملیں گے۔

۲۸۔ [ہر شہر میں مسیح دجال کا رعب پہنچ جائے گا سوائے مدینہ کے؟ [اس وقت اس کے

---

(۱) م، حن۔ آپ ﷺ کے صحابی سے
(۲) حم، حن
(۳) حم، حن
(۴) م، تی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سات دروازے ہوں گے[1]]، اس کی ہر گھاٹی پر دو فرشتے ہوں گے وہ وہاں سے مسیح دجال کا رعب زائل کریں گے۔[2]

۲۹۔ حتیٰ کہ وہ احد[3] کے پیچھے شور والی[4] زمین کے پاس قیام کرے گا اور اپنا خیمہ نصب کرے گا۔[5]

۳۰۔ مدینہ[6] اپنے باسیوں سمیت تین بار حرکت کرے گا (کانپے گا)، تو تمام منافق مرد و زن وہاں سے نکل کر اس کے پاس چلے آئیں گے، وہ وہاں سے خبث (نفاق) کو اس طرح ختم کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کر دور کر دیتی ہے، اور اس دن کو "یوم الخلاص" کے نام سے پکارا جائے گا۔ [اس (دجال) کی طرف زیادہ تر خواتین جائیں گی[7]]

۳۱۔ [پس مومنوں میں سے ایک شخص اس کی طرف چلے گا [بھرپور جوان[8]]، [وہ اس وقت سب سے بہتر شخص ہوگا، یا وہ ان کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا[9]]، پس دجال کے اسلحہ بردار اس سے ملیں گے اور پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے، وہ کہے گا: میں اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں جو نکلا / ظاہر ہوا ہے، وہ اسے کہیں گے، کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے؟ وہ کہے گا: ہم اپنے رب سے مخفی نہیں! وہ کہیں گے: اسے قتل کر دو، تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا کہ تم اس کی موجودگی کے بغیر کسی کو قتل نہ کرو۔ پس وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے، پس جب وہ مومن اسے دیکھے گا تو وہ کہے گا: لوگو! [میں گواہی دیتا ہوں کہ[10]] یہ وہی دجال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا

---

(۱) م۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۲) حم، خ، ک۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ، فی (۲/۱۲۸)

(۳) عب، حم۔ ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ

(۴) م، ع۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(۵) حم، ق، حن، نی۔ انس رضی اللہ عنہ

(۶) حم، ق، حن، حم، حن، ک۔ انس رضی اللہ عنہ

(۷) نی (۱/۱۲۸)

(۸) حم، حن، ابن عمر، عس، جابر رضی اللہ عنہ، ک۔ عثمان بن ابی العاص

(۹) م۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۱۰) عب، حم، ق۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ

تھا۔[1] پس دجال اس کے متعلق حکم دے گا کہ اس کا سر پھوڑا جائے، وہ کہے گا: اسے پکڑو اور اس کا سر پھوڑ دو پس اس کی پشت اور پیٹ پر خوب مارا جائے گا۔ وہ کہے گا: کیا تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے؟! وہ کہے گا: تو مسیح کذاب ہے: [دجال کہے گا: مجھے بتاؤ جب میں اسے قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں؛ کیا تم اس معاملے میں شک کرو گے؟ وہ کہیں گے، نہیں[2]]، پس اس کے متعلق حکم دیا جائے گا تو اسے آرے کے ساتھ اس کی مانگ (سر) سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے، پس وہ اسے قتل کر دے گا۔[3] اور نواس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: پس وہ تلوار کے ساتھ اس پر وار کرے گا، تو وہ اس کے دو ٹکڑے کر دے گا جس طرح شکار کو باندھ کر تیر اندازی کی جاتی ہے (اس کا وار خطا نہیں جائے گا[4])۔ پھر دجال ان دو ٹکڑوں کے درمیان چلے گا، پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو جا۔ وہ بالکل سیدھا اٹھ کھڑا ہو جائے گا[پھر وہ اسے بلائے گا، تو وہ اس کے سامنے آئے گا جبکہ اس کا چہرہ دمکتا اور مسکراتا ہوا ہوگا[5]] پھر وہ اسے کہے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ کہے گا: [اللہ کی قسم![6]] تمہارے متعلق میری بصیرت اور بڑھ گئی ہے پھر یہ مومن کہے گا: اے لوگو اب یہ میرے بعد لوگوں میں سے کسی کے ساتھ یہ نہیں کر سکے گا۔ پس دجال اسے پکڑے گا تاکہ وہ اسے ذبح کر دے، تو اس کی گردن اور ہنسلیوں کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دیا جائے گا، پس وہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا، پس وہ اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ کر اسے پھینک دے گا، لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے، جبکہ وہ جنت میں ڈال دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ شخص پروردگار عالم کے ہاں سب سے بڑا شہید ہے۔"[7]

۳۲۔ پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے[8]، [پر وہ جبل ایلیاء پر آئے گا، وہ

---

(۱) حم، خ، ک۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ، فی (۲/۱۲۸)
(۲) عب، حم۔ ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ
(۳) م، ع۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
(۴) م۔
(۵) م۔ نواس رضی اللہ عنہ
(۶) عب، حم، ق
(۷) م، من، ک۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ
(۸) م، ع۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرلے گا[1]]، [مومن بہت زیادہ مشقت اٹھائیں گے[2]]، [لوگ دجال سے فرار ہو کر پہاڑوں پر چلے جائیں گے[3]]، ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس وقت قلیل ہوں گے۔

۳۳۔ صالح شخص ان کا امام ہوگا۔ [آپ ﷺ نے فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ [فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے[4]]، اللہ انہیں (مسلمانوں کی قیادت کے لیے) ایک رات میں تیار فرمائے گا[5]]، ان کا اور ان کے والد کا نام میرے اور میرے والد کے نام پر ہوگا[6]]، [نمایاں اور کشادہ پیشانی، اٹھی ہوئی ناک (بلند ناک والے ہوں گے)[7]]، [وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وناانصافی سے بھری ہوگی[8]]، [وہ سات سال حکومت کریں گے[9]]۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے میری امت کی دو جماعتوں کو جہنم کی آگ سے بچالیا ہے: ایک جماعت جو ہند میں جہاد کرے گی، اور دوسری جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔"[10]

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو ان (عیسیٰ علیہ السلام) کا زمانہ پالے تو وہ میری طرف سے انہیں سلام کہے۔"[11]

---

(۱) ک۔ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حم، حن، کر۔ سفینہ، عب۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے
(۲) البزار۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حم۔ جابر رضی اللہ عنہ، حن، عن
(۳) حم، م، ت، ام شریک رضی اللہ عنہ
(۴) د۔ م سلمہ رضی اللہ عنہا
(۵) حم۔ مج، عق، عد حل
(۶) د، ت۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
(۷) ابو سعید رضی اللہ عنہ
(۸) د، ت۔ ابن مسعود، د۔ ابو سعید
(۹) د۔ م سلمۃ
(۱۰) حم، ن، عد، عس ثوبان رضی اللہ عنہ۔ الصحیحہ (م ۱۹۳۴)
(۱۱) ک۔ انس رضی اللہ عنہ، الصحیحہ ۲۳۰۸

۳۴۔ [اس اثنا میں کہ ان کا امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہوگا کہ اچانک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام صبح کے وقت [آسمان سے[1]] نازل ہوں گے،[دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس، دو زرد کپڑے پہنے ہوئے۔ دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے (اتریں گے)، جب سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے، اور جب اسے اٹھائیں گے تو اس سے موتیوں کے مانند قطرے گریں گے، کسی کافر کے لیے حلال نہیں کہ وہ ان کے سانس کی خوشبو پاسکے مگر وہ (اسے پاتے ہی) مرجائے گا اور ان کا سانس ان کی حد نظر تک پہنچے گا]

۳۵۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ نازل ہوں گے، پس جب تم انہیں دیکھو گے تو انہیں پہچان لو گے: وہ درمیانے قد کے سرخ و سفید رنگ کے شخص ہیں، ہلکے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے، گویا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ انہیں نمی نہ پہنچے، وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام ادیان و ملل کو ختم کردے گا۔

اور فرمایا: "تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جب ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے، اور تمہارے امام (ایک روایت میں ہے: اور تمہاری امامت کرائیں گے[2]) تم میں سے ہے[3]؟ (ابن ابی ذئب نے فرمایا: تم جانتے ہو: "تم میں سے تمہاری امامت کرائیں گے" کا کیا معنی ہے؟ میں نے کہا: آپ مجھے بتادیں۔ انہوں نے کہا: وہ تمہارے رب تبارک و تعالیٰ کی کتاب، اور تمہارے نبی ﷺ کی سُنّت کے مطابق تمہاری امامت کرائیں گے)

۳۶۔ پس وہ امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹیں گے، تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کو آگے بڑھائیں، [تو وہ کہیں گے: آگے تشریف لائیں ہمیں نماز پڑھائیں[4]] پس عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اس (امام) کے کندھوں کے درمیان رکھیں گے، پھر اسے فرمائیں گے: [نہیں، تم ایک دوسرے پر امراء ہو، یہ

---

(۱) البزار، ھا

(۲) م

(۳) خ، م، حب

(۴) م۔ جابر

اس امت کے لیے اللہ کا اعزاز ہے[1]]، آگے بڑھیں نماز پڑھائیں، پس ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا۔

۳۷۔ [پھر دجال جبل (ابلیلاء) پر آئے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا[2]]، [پس اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا: تم سب اس طاغوت[3] (شیطان) سے قتال کرتے رہو حتیٰ کہ تم اللہ سے جا ملو، یا وہ تمہیں فتح عطا فرمادے۔ پس وہ مشورہ کرتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی اس سے قتال کرو[4]]۔

۳۸۔ [پس اس اثنا میں کہ وہ قتال کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے، کہ نماز (نماز صبح) کے لیے اقامت ہو جائے گی[5]]۔ [پس وہ صبح کریں گے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے[6]]، [وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، جب وہ رکوع سے سر اٹھائیں گے اور کہیں گے: ((سمع اللہ لمن حمدہ))، اللہ مسیح دجال کو قتل کر دے گا، مسلمان غالب آجائیں گے پس جب وہ مڑیں گے تو کہیں گے: دروازہ کھولو، پس وہ کھولا جائے گا، اس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے، وہ سب آراستہ تلواروں والے اور ساگوان کی لکڑی والے ہوں گے، [پس عیسیٰ علیہ السلام اسے تلاش کریں گے[7]]

۳۹۔ [پس عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے کے ساتھ دجال کی طرف جائیں گے[8]]۔ جب دجال ان کی طرف دیکھے گا تو گھل / تحلیل ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں تحلیل ہو جاتا ہے، [اگر وہ اسے چھوڑ بھی دیں تو وہ تحلیل ہو جائے گا حتیٰ کہ ہلاک ہو جائے گا، لیکن اللہ اسے ان کے ہاتھوں ہلاک کرے گا، پس وہ اس کا خون ان کے نیزے میں دکھائے گا[9]]، وہ اسے باب لد کی

---

(۱) م۔ جابر رضی اللہ عنہ

(۲) ک۔ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حم، حن، کر، سفینہ، عب بعض صحابہ النبی ﷺ

(۳) سیاق اس زیادت کا تقاضا کرتا ہے جو کہ اصل سے ساقط ہو گیا ہے۔

(۴) ک۔ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ

(۵) م، نی، ک ابوہریرہ

(۶) ک۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۷) ک۔ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ

(۸) م۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۹) حم، ک عثمان بن ابی العاص

مشرقی جانب پائیں گے اور اسے قتل کریں گے، [پس اللہ عزوجل اسے عقبہ افیق کے پاس ہلاک کرائے گا[1]]

۴۰۔ اللہ یہودیوں کو شکست دے گا، [مسلمانوں کو ان پر مسلط کرے گا[2]]، [وہ انہیں قتل کریں گے[3]]، اللہ نے جو بھی چیز پیدا فرمائی ہے یہودی اس کے پیچھے چھپے گا تو اللہ اس چیز کو قوت گویائی عطا فرمائے گا، خواہ وہ حجر و شجر ہو، خواہ دیوار و جانور ہو وہ بول کر کہے گا: اللہ کے مسلم بندے! یہ [میرے پیچھے] یہودی (چھپا ہوا) ہے پس آؤ اور اسے قتل کرو، سوائے غرقد (کانٹے دار جھاڑی) کے؟ کیونکہ یہ ان کا درخت ہے پس وہ نہیں بولے گا۔

۴۱۔ [پھر اس کے بعد[4] لوگ سات برس رہیں گے اور کسی دو کے درمیان کوئی عداوت نہیں ہوگی[5]]

۴۲۔ پس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں [محمد ﷺ کی تصدیق کرنے والے، اپنی ملت پر[6]] عدل و انصاف کرنے والے [ہدایت یافتہ[7]] امام و حکمران ہوں گے، [پس وہ

---

(۱) م، نی، ک۔ ابوہریرہ

(۲) حم، حن، کر۔ سفینہ

(۳) عب، حم، ق، ت۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۴) یعنی: دجال کی ہلاکت کے بعد، پس یہ اس کے منافی نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس رہیں گے (جیسا کہ فقرہ نمبر ۴۵ میں بیان ہوگا)، جیسا کہ وہ ظاہر ہے۔ رہا حافظ ابن کثیرؒ کا (۱/ ۱۷۷) کا اس مشار الیہ فقرے کا ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا: "وہ "صحیح مسلم" میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ زمین پر سات برس رہیں گے پس یہ اس کے ساتھ مشکل ہے......" اور الحافظ ابن حجرؒ کے "الفتح" (۶/ ۳۸۴) میں قول کے مانند: امام مسلمؒ نے عیسیٰ علیہ السلام کی۔ اپنے نزول کے بعد زمین پر اقامت کی مدت کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے روایت کیا کہ وہ سات برس ہے۔"

میں کہتا ہوں: ان سب کی "صحیح مسلم" میں کوئی اصل نہیں اس میں تو ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نہیں جسے ہم نے اعلیٰ (فقرہ نمبر ۴۱) میں ذکر کیا ہے: پھر ان کے بعد لوگ سات برس رہیں گے۔"

پس جو رہیں گے وہ لوگ ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نہیں: پس اس میں کوئی اشکال نہیں۔ والحمد للہ۔

(۵) حم، م، ک۔ ابن عمرو

(۶) حم، سمرہ رضی اللہ عنہ، طب، طس، عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

(۷) عب، حم۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

اسلام پر لوگوں سے قتال کریں گے[1]]صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے [ان کے لیے باجماعت نماز کا انعقاد کیا جائے گا[2]]، جزیہ موقوف کر دیں گے، صدقہ ترک کر دیں گے، بکری اور اونٹ وصول نہیں کیے جائیں گے (یعنی صدقہ جو وصول نہیں کیا جائے گا)، باہم رنجش و دشمنی اور [حسد ختم ہو جائے گا، انہیں مال کی طرف بلایا جائے گا تو اسے کوئی قبول نہیں کرے گا[3]]، [حتیٰ کہ ایک سجدہ دینا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا]، [اور پروردگار عالم کے لیے دعوت ایک ہوگی[4]]اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابن مریم (علیہ السلام) روحاء کے مقام سے حج یا عمرے یا دونوں کے لیے احرام باندھیں گے۔[5]

۴۳۔ [پھر عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے پاس کچھ لوگ آئیں گے اللہ نے انہیں اس سے بچایا ہوگا، پس وہ (تسلی دینے کے لیے) ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے، اور جنت میں ان کے درجات کے متعلق انہیں بتائیں گے[6]]

پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائے گا: میں نے اپنے کچھ بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں، پس آپ میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کریں،

اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا، وہ ہر اونچی جگہ سے نکل پڑیں گے، ان کے اوائل بحیرہ طبریا پر گزریں گے، تو وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے! اور ان کے آخری لوگ وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے: ایک مرتبہ یہاں پانی ہوتا تھا۔ [پھر وہ سفر جاری رکھیں گے حتیٰ کہ وہ جبل خمر۔ وہ جبل بیت المقدس ہے۔ پر پہنچیں گے تو وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا، آؤ ہم آسمان والوں کو قتل کریں، وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے، تو اللہ ان کے تیروں کو خون سے رنگین کر کے لوٹائے گا۔[7]

---

(۱) حم۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲) عب، حم، د، حب، آ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۳) حم۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۴) حم، م، آمن۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۵) م (۴/ ۶۰)، حب (۶۸۱)، حم (۲/ ۲۷۲، ۲۴۰، ۲۹۰، ۵۱۳، ۵۴۰)

(۶) حم، م، نواس رضی اللہ عنہ

(۷) م

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے، حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے لئے بیل کا سر سو دینار سے بہتر ہو گا، پس اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے، تو اللہ نے ان (یاجوج ماجوج) کی گردنوں میں ایک کیڑا بھیجے گا، تو وہ صبح تک سب مر جائیں گے، جیسے کسی ایک جان کو موت آتی ہے۔

پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے، تو وہ ساری زمین کو ان کی بدبو اور سڑاند والی لاشوں سے بھرا ہوا پائیں گے۔

پس اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی اللہ کے حضور دعا کریں گے۔ تو وہ بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا تو وہ انہیں اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا تو پھر نہ کوئی مکان بچے گا، نہ خیمہ اور ساری زمین کو دھو دے گا حتیٰ کہ وہ اس آئینے (شیشے) کی طرح صاف کر دے گا۔

پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل لا، اور اپنی برکت لوٹا دے۔

اس دن ایک جماعت ایک انار کا کچھ حصہ کھائے گی، وہ اس کے سائے میں بیٹھیں گے، ریوڑ میں برکت ڈال دی جائے گی، حتیٰ کہ دودھیل اونٹنی لوگوں کے ایک بڑے گروہ کے لیے کافی ہو گی، دودھیل گائے لوگوں کے ایک قبیلے کے لیے کافی ہو گی، دودھ دینے والی بکری قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کفایت کرے گی (۱)] بیل اتنے اور اتنے مال میں فروخت ہو گا، اور گھوڑا چند درہموں کے عوض ملے گا۔

[اور آپ ﷺ نے فرمایا: "المسیح کے بعد زندہ رہنے والوں کے لیے خوش خبری ہے۔ المسیح کے بعد زندہ رہنے والوں کے لیے خوش خبری ہے، آسمان کو بارش برسانے کی اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت دی جائے گی، اگر تم کسی صاف چٹیل زمین پر بیج پھینک دو گے تو وہ بھی اگ آئے گا، کسی قسم کی رنجش، حسد اور دشمنی نہیں ہو گی۔" (۲)]

☆☆۔ ہر زہریلی چیز کا زہر ختم ہو جائے گا۔ [زمین پر امن قائم ہو جائے گا، حتیٰ کہ شیر اور اونٹ، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ چریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں

---

(۱) حم۔۔ نواس رضی اللہ عنہ

(۲) ابو بکر الانباری، العریلمی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ "الصحیحہ" (۱۹۲۶)

گے وہ انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے[1]] حتیٰ کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں داخل کر دے گا تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا، بچی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا، بکریوں میں اس طرح ہو گا جیسے ان کا کتا ہو، زمین امن و سلامتی کے ساتھ اس طرح بھر جائے گی جس طرح برتن پانی کے ساتھ بھر جاتا ہے، صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے گی. جنگ بندی ہو جائے گی، قریش اپنی بادشاہت حاصل کر لیں گے، [پھر کہا جائے گا: زمین چاندی کے طشت کی طرح ہو جائے گی وہ عہد آدم علیہ السلام کے حساب سے نباتات اگائے گی]

۴۵۔ [عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس زمین پر رہیں گے، پھر وہ وفات پائیں گے تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے[2]]

۴۶۔ [پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ [شام کی طرف سے ٹھنڈی] ہوا بھیجے گا[3]]، وہ ان کو ان کی بغلوں کے نیچے سے پکڑے گی، پس وہ ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کرے گی، (اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: روئے زمین پر بسنے والے ہر شخص کی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا، روح قبض کر لے گی، حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی پہاڑ کے وسط میں ہو گا تو وہ اس پر وہاں بھی پہنچ جائے گی[4]] شریر لوگ [پرندوں کی طرح ہلکے اور درندوں کی طرح سی عادات والے (خفیف العقل اور کثیر الغضب) باقی رہ جائیں گے، وہ کسی نیکی کو نیکی نہیں پہچانتے ہوں گے۔ کسی برائی کو برائی نہ سمجھتے ہوں گے، شیطان کوئی صورت اختیار کر کے ان کے پاس آئے گا تو کہے گا: تم بات قبول کیوں نہیں کرتے؟ پس وہ انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا تو وہ اس کی پوجا کریں گے، جبکہ وہ کشادہ روزی اور خوش حالی زندگی گزارتے ہوں گے[5]] وہ (اتنے بے حیا ہوں گے کہ) گدھوں کی طرح جماع کریں گے، پس ان پر قیامت قائم ہو گی[6]]

۴۷۔ پس صور پھونکا جائے گا، پس جو اسے سنے گا وہ گردن کا ایک کنارہ جھکا دے گا، اور

---

(۱) حم۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۲) عب، حم، د، حب، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۳) حم، م، ابن عمر رضی اللہ عنہ

(۴) حم، م

(۵) حم، م۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ

(۶) حم، م۔ نواس رضی اللہ عنہ

ایک کنارہ اٹھالے گا، سب سے پہلے جو اسے سنے گا وہ آدمی ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی کر رہا ہو۔ پس وہ بے ہوش ہو جائے گا اور سارے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا گویا کہ وہ شبنم ہے یا سایہ۔ راوی کو بیان کرنے میں شک ہوا ہے۔ اس سے لوگوں کے جسم اگر آئیں گے (زندہ ہو جائیں گے)۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾ (الزمر:٦٨)

"پھر اسی میں دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو وہ سب کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔"

پھر کہا جائے گا: لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔

وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ (الصافات:٢٤)

"انہیں کھڑا کرو، ان سے باز پرس ہوگی۔"

پھر کہا جائے گا: آگ میں جانے والا گروہ نکالو، عرض کیا جائے گا: کتنے میں سے کتنے؟ کہا جائے گا، ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے، پس یہ وہ دن ہے

يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿١٧﴾ (المزمل:١٧)

"وہ دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا:" اور یہ وہ دن ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ

"جس دن پنڈلی کو ظاہر کر دیا جائے گا" (یعنی سختی ہوگی)۔ [1]

[یہ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ واجزل لہ مثوبہ۔ کی اس سفر قیم کی آخری تحریر ہے]۔

ooo

(۱) حم، م، ابن عمرو رضی اللہ عنہ

جنت اور جہنم کا ذکر

۱۱۔ خالد بن عمیر نے بیان کیا: عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا تو کہا بھز نے کہا: اور اس سے پہلے ایک مرتبہ کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے فرمایا، پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اما بعد! دنیا نے جانے کی اطلاع دی ہے اور وہ جلد ختم ہونے والی ہے اور اس میں سے بس اتنا ہی وقت باقی رہ گیا ہے جس طرح پانی کے برتن میں آخر پر تھوڑا سا پانی باقی رہ جاتا ہے۔ جسے اس پانی والا پیتا ہے، اور تم اس سے ایسے شہر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جسے زوال نہیں، پس تم یہاں سے نیکی کے ساتھ منتقل ہو، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا تو وہ ستر برس تک اس میں گرتا چلا جائے گا اور وہ اس کی گہرائی (نچلے حصے) تک نہیں پہنچے گا، اللہ کی قسم! وہ بھری جائے گی، کیا تم تعجّب کرتے ہو اللہ کی قسم! ہمیں بیان کیا گیا کہ جنّت کی چوکھٹ کا درمیانی فاصلہ چالیس راتوں کی مسافت کے برابر ہے، اور اس پر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ وہ ہجوم سے بھری ہوگی، اور میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ میں سے ساتواں دیکھا، ہمارا کھانا صرف درختوں کے پتے تھے، حتیٰ کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں اور مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنے اور سعد رضی اللہ عنہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیا، پس نصف کو میں نے ازار بنا لیا، اور نصف کو سعد رضی اللہ عنہ نے ازار بنا لیا، جب کہ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی شہر کا امیر و حکمران ہے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو تو بڑا سمجھوں جبکہ اللہ کے ہاں چھوٹا (حقیر) ہوں، اور نبوت کی جگہ بادشاہت نے لے، اور ہمارے بعد تم حکمرانوں کا تجربہ کر دگے۔ (۱)

۱۲۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے

(۱) (مسند احمد ۱۷۶۱۱)، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے، امام مسلمؒ نے اسے خطبنا رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کے بغیر روایت کیا (۲۹۶۷)۔

ہوئے سنا: ”میں نے تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا دیا، میں نے تمہیں جہنم کی آگ سے ڈرا دیا ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی آدمی بازار میں ہے تو اس نے بھی میرے اس مقام سے اسے سن لیا ہے، حتیٰ کہ آپ کے کندھے پر جو چادر تھی وہ آپ کے قدموں کے پاس گر گئی“۔ (۱)

۱۳۔ صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ (الزخرف:۷۷)

”وہ پکاریں گے: اے مالک! چاہیے کہ تمہارا رب ہمارا کام تمام کر دے، وہ کہے گا، (نہیں) تم کو یہیں دینا ہے۔“ (۲)

۱۴۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”رہے جہنمی تو وہ جو وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ اس میں مریں گے نہ جئیں گے، لیکن کچھ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ جہنم میں جائیں گے تو وہ انہیں ایک بار مار دے گی حتیٰ کہ جب وہ کوئلہ ہو جائیں گے تو شفاعت کی اجازت دی جائے گی پس انہیں متفرق گروہوں کی صورت میں لایا جائے گا اور جنّت کی نہروں میں ڈالا جائے گا، ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: انہیں نہر حیات پر ڈالا جائے گا۔

پھر کہا جائے گا: جنّت والو! ان پر پانی ڈالو، تو وہ اس دانے کی طرح اگ آئیں گے جو نہر کے کنارے والی کالی مٹی میں (اگتا) ہے (وہ مٹی نرم اور زرخیز ہوتی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے کوئی درخت نہیں دیکھا وہ سبز ہوتا ہے پھر زرد ہو جاتا ہے پھر سبز ہو جاتا ہے، لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ جنگل میں رہے ہوں۔ (۳)

تم اللہ سے اس حال میں ملاقات کرو گے تمہارے پاؤں جوتا ہوگا،

(۱) امام حاکمؒ نے اسے روایت کیا، اور فرمایا: امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، امام الالبانیؒ نے اسے صحیح الترغیب (۳۶۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری (۳۰۵۸، ۴۵۴۲، ۳۰۹۳)، صحیح مسلم (۸۷۱)، ابو داؤد (۳۹۹۲) ترمذی (۵۰۸)، مسند احمد (۱۷۹۹۰)۔

(۳) صحیح مسلم: ۱۸۵، مسند احمد (۳/۵-۱۱)، ابن ماجہ: ۴۳۰۹۔ ابن خزیمہ، الدارمی (۲/۳۳۲)

نہ بدن پر کپڑا:

۱۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: تم اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرو گے کہ تمہارے پاؤں میں نہ جوتا ہو گا، نہ بدن پر کپڑا اور تمہارے ختنے بھی نہیں ہوئے ہوں گے۔"(۱)

۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا(۲): رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

"لوگو! تم اللہ کے پاس اس حال میں جمع ہو گے کہ تمہارے پاؤں میں جوتا ہو گا نہ بدن پر کپڑا اور تمہارے ختنے بھی نہیں ہوئے ہوں گے، آپ نے یہ آیت پڑھی:

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ (الانبیاء:۱۰۴)

"جس طرح ہم نے اول (پہلی) بار پیدا کیا تھا، اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور جسے ہم پورا کر کے رہیں گے۔"

پھر فرمایا: سن لو، قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، آگاہ رہو! میری امت کے کچھ افراد پیش کیے جائیں گے، انہیں بائیں طرف سے پکڑا جائے گا (بائیں طرف والے یعنی ناکام ہونے والے ہوں گے)، تو میں کہوں گا: پروردگار! یہ تو میرے پیروکار ہیں، بتایا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام جاری کر لیے تھے، پس میں کہوں گا جیسا کہ صالح بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا:

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ (المائدہ:۱۱۷)

"اور جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔"

"اور بتایا جائے گا کہ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے تب سے یہ اپنی ایڑیوں پر ارتداد کا شکار

---

(۱) النسائی:۲۰۸۱، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۲) صحیح بخاری (۶۰۶۰، ۶۱۵۹)، مسند احمد (۱۹۵۰)، دارمی (۲۸۰۲)

ہوتے رہے۔"(۱)

ذکر قیامت

۱۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آواز بلند ہو جاتی تھی اور غصہ زیادہ ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ یہ حالت ہوتی گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے فرما رہے ہیں: وہ تم پر صبح کے وقت حملہ کرنے والا ہے اور وہ تم پر شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے اور آپ فرماتے ہیں: "مجھے قیامت کو ان دونوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔ آپ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے، اور فرماتے: اما بعد: بے شک سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور دین میں ایجاد کردہ نئے کام سب سے برے ہیں، اور دین میں جاری کردہ ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ حق دار ہوں، جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے اہل کا ہے اور جس نے قرض یا بچے چھوڑے تو اس قرض کی ادائیگی اور ان کی پرورش میرے ذمے ہے۔"(۲)

۱۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ڈھلنے پر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر کھڑے ہوئے تو قیامت کا ذکر کیا اس میں بہت بڑے امور ہیں، پھر فرمایا: "تم میں سے جو کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے تو وہ پوچھ لے، پس تم مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرو گے تو میں جب تک اپنی اس جگہ پر ہوں تمہیں اس کے متعلق بتا دوں گا۔ پس لوگ بہت زیادہ رونے لگے، اور آپ کثرت سے فرمانے لگے: مجھ سے پوچھو، پس عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو عرض کیا: میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر آپ کثرت سے فرمانے لگے: مجھ سے پوچھو، تو عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہیں، پس آپ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: اس دیوار کے پاس مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئیں، میں نے (جیسی خیر جنت میں دیکھی) ویسی خیر نہ (جیسی شر

---

(۱) صحیح بخاری: (۴۳۴۹،۴۴۶۳)، ترمذی، (۳۱۶۷)، نسائی: (۲۰۸۷)

(۲) صحیح مسلم: (۸۶۷، ابن ماجہ: ۴۵)، ابن حبان (۱۰)، ابو یعلی: (۲۱۱۱)، مسند احمد (۱۴۴۷۱)

جہنم میں دیکھی) ویسی شر دیکھی ہے"۔ (۱)

جنّت اور جہنم کے بارے میں ایک دوسرا خطبہ:

۱۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحاب کے متعلق کوئی خبر ملی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: "مجھ پر جنّت اور جہنم پیش کی گئیں، میں نے آج کے مانند (جنّت کی سی) کوئی خیر دیکھی ہے نہ (جہنم کے مانند) کوئی شر، اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے:" راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر اس سے زیادہ سخت کوئی دن نہیں گزرا، انہوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور ان کی ہچکیاں بندھ گئیں، پس عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ پس وہ آدمی کھڑا ہوا تو اس نے کہا: میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا باپ فلاں ہے۔" تب یہ آیت نازل ہوئی۔

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ (المائدہ:۱۰۱)

"ایمان دارو، ایسی چیزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں"۔ (۲)

فتنہ قبر:

۲۰۔ یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بیان کیا کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی تو اس نے کہا: اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو سورج کو گرہن لگ گیا، پس ہم حجرے کی طرف آئیں، خواتین ہمارے پاس اکٹھی ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور یہ دن چڑھنے کا وقت تھا: پس آپ نے نماز کسوف پڑھنا شروع کی تو آپ نے لمبا قیام فرمایا: پھر بہت لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے

(۱) صحیح بخاری: (۵۱۵،۶۸۶۴)، (مسند احمد: ۱۲۶۸۱)، (ابن حبان: ۱۰۶)، ابو یعلیٰ: (۳۶۰۱)

(۲) صحیح بخاری: (۴۳۲۹،۴۴۶۳)، ترمذی، (۳۱۶۷)، نسائی: (۲۰۸۷)

سر اٹھایا اور پہلے قیام سے کم قیام فرمایا: پھر پہلے رکوع سے کم رکوع کیا: پھر سجدہ کیا، پھر دوسرا کیا، پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا البتہ قیام ورکوع پہلی رکعت سے کم تھا، پھر سجدہ کیا اور سورج گرہن ختم ہو گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے اور اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: "لوگ اپنی قبروں میں دجال کے فتنے کی طرح آزمائے جائیں گے: " عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم اس کے بعد آپ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا کرتے تھے۔ (۱)

۲۱۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے قبر میں آدمی کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا ذکر کیا تو مسلمان بہت زیادہ گھبرا گئے۔ غندر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: عذاب قبر حق ہے۔

۲۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق میت کی تدفین کے وقت حاضرین کو موت اور اس کے بعد کے مراحل کے متعلق وعظ ونصیحت کرنے کی غرض سے قبر کے پاس بیٹھنا جائز ہے۔ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

ہم انصار کے ایک شخص کے جنازے میں نبی ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ ہم اس قبر پر پہنچے اور وہ ابھی تیار نہیں ہوئی تھی، پس رسول اللہ ﷺ [قبلہ رخ ہو کر] بیٹھ گئے تو ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، آپ نے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ زمین کریدتے تھے، [پس آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھنے لگے، زمین کی طرف دیکھتے، اور آپ اپنی نظر اٹھانے لگے اور اسے نیچے کرنے لگے، تین بار ایسے کیا] آپ نے فرمایا: "عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، دو بار یا تین بار فرمایا، [پھر فرمایا: "اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"] [تین بار فرمایا:] پھر فرمایا:

"جب آدمی دنیا سے ناطہ توڑ کر آخرت کی طرف سفر کا آغاز کرتا ہے: تو سفید چہروں والے دو فرشتے آسمان سے اس کی طرف آتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے (چمک کے لحاظ سے) سورج ہوں، ان کے پاس جنتی کفن ہوتا ہے، جنت کی خوشبو ہوتی ہے، حتیٰ کہ وہ اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت علیہ السلام (۲) آتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے سر کے

---

(۱) صحیح مسلم: ۸۶۷، ابن ماجہ: ۴۵)، ابن حیان (۱۰)، ابو یعلیٰ: (۲۱۱۱)، مسند احمد (۱۴۴/۷۱)

(۲) میں نے کہا: کتاب وسنت میں اس (فرشتے) کا نام یہی ہے: "ملک الموت" اور اس کا جو عزرائیل نام ہے وہ اس ضمن سے ہے جس کی کوئی اصل نہیں، جب کہ یہ لوگوں کے ہاں بہت مشہور ہے، ہو سکتا ہے کہ

پاس بیٹھ کر فرماتے ہیں: پاکیزہ روح (ایک دوسری روایت میں ہے مطمئن روح)، اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل، فرمایا: پس وہ اس طرح نکلتی ہے جس طرح قطرہ مشکیزے کے منہ سے نکلتا ہے، پس وہ اسے لے لیتا ہے، (ایک روایت میں ہے: حتیٰ کہ جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان موجود تمام فرشتے، آسمان کے تمام فرشتے اس پر رحمت کی دعا بھیجتے ہیں، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ان کی طرف سے بلند کیا جائے)، پس جب وہ اسے لے لیتا ہے تو وہ (باقی فرشتے) اسے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اس کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ وہ اسے لے لیتے ہیں اور اسے اس کفن میں اور اس خوشبو میں رکھ دیتے ہیں، [پس یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ (الانعام:٦١)

"ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں، اور وہ بالکل کوتاہی نہیں کرتے۔"

اور اس سے روئے زمین پر پائی جانے والی بہترین کستوری کی خوشبو کے مانند خوشبو نکلتی ہے، پس وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو وہ اسے لے کر فرشتوں کی جس بھی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں: یہ کیسی پاکیزہ روح ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں ابن فلاں۔ دنیا میں جو اس کا نام تھا اس بہترین نام کا ذکر کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، پس وہ اس کے لیے دروازے کھولنے کے لیے کہتے ہیں تو وہ ان کے لیے کھول دیا جاتا ہے، پس ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے ساتھ والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچاتے ہیں، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھ دو، پھر کہا جاتا ہے]: اسے زمین کی طرف لوٹا دو، کیونکہ میں نے [ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے] اس سے انہیں پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے انہیں دوبارہ نکالوں گا، فرمایا: [اسے زمین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور] اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، [فرمایا: بے شک جب اس کے ساتھ آنے والے جب واپس جاتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے]، پس دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں [سخت مزاج] [وہ سختی کے ساتھ اس سے پیش آتے

اسرائیلی روایت ہو۔

ہیں اور] وہ اسے بٹھا کر کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، وہ اسے کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، وہ اسے کہتے ہیں: یہ آدمی کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ ﷺ ہیں، وہ اسے کہتے ہیں: تجھے کس طرح پستہ چلا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی، [پس وہ سختی کے ساتھ اسے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ یہ وہ آخری فتنہ ہے جو مومن پر پیش کیا جائے گا، پس یہ وہ ہے جس وقت اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اللہ مومنوں کو دنیا کی زندگی میں قول ثابت پر ثابت رکھتا ہے'' پس وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں، پس آسمان میں ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنّت کا بچھونا بچھا دو، اسے جنّت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، پس اسے اس (جنّت) کی راحت و نسیم اور خوشبو آتی ہے، اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، فرمایا: اور اس کے پاس آتا ہے [اور ایک روایت میں ہے: اس کے لیے صورت بنا دی جاتی ہے] ایک خوبصورت چہرے والے شخص کی، اس کا لباس بہترین، بہترین خوشبو، پس وہ کہتا ہے: اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے خوش کر دے۔ [اللہ کی رضامندی کی بشارت ہو، جنّت کی بشارت ہو جس میں دائمی نعمتیں ہیں] یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، وہ اسے کہے گا: [اور تم پس اللہ تمہیں بھی خیر کی بشارت دے] تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ ایسا ہے جو خیر ہی لاتا ہے، وہ کہتا ہے: میں تمہارا صالح عمل ہوں [اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ تم اللہ کی اطاعت میں بہت جلدی کرتے تھے، اللہ کی معیشت میں پیچھے رہنے والے تھے، پس اللہ نے تمہیں بہترین جزا عطا فرمائی]، پھر اس کے لیے جنّت کا دروازہ کھول دیا جائے گا، اور جہنم کا دروازہ کھول دیا جائے گا، اور اسے کہا جائے گا: اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو تمہاری منزل یہ ہوتی، اللہ نے اس کے بدلے میں تمہیں یہ (جنّت) دے دی، پس جب وہ جنّت کی نعمتیں دیکھے گا تو عرض کرے گا: پروردگار قیامت جلد قائم فرما دے، تاکہ میں اپنے اہل و مال میں لوٹ جاؤں، [پس اسے کہا جائے گا: [اوپر سکونت اختیار کرو]، فرمایا:

بے شک کافر شخص ایک روایت میں ہے: فاجر شخص جب دنیا سے کوچ کر رہا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف روانگی ہوتی ہے، تو آسمان سے [سخت مزاج] فرشتے اس کی طرف آتے ہیں، ان

کے چہرے کالے ہوتے ہیں، ان کے ساتھ [آگ کا] ایک ٹاٹ ہوگا، وہ اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آتا ہے حتی کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے، وہ کہتا ہے: خبیث روح! اللہ کے غصے اور ناراضی کی طرف نکل، پس وہ اس کے جسم میں متفرق ہو جائے گی، وہ (ملک الموت) اسے اس طرح کھینچے گا جس طرح بہت زیادہ خاروار جھاڑی کو گیلی اون سے کھینچا جاتا ہے، [پس اس کے ساتھ رگیں اور پٹھے منقطع ہو جائیں گے]، آسمان اور زمین کے درمیان موجود تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آسمان کے تمام فرشتے بھی لعنت بھیجتے ہیں، آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ان کی طرف سے اوپر نہ چڑھایا جائے]، پس وہ اسے پکڑ لیتا ہے، جب وہ اسے پکڑ لیتا ہے، تو وہ اسے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے حتی کہ وہ اسے اس ٹاٹ میں رکھ لیتے ہیں، اور اس سے روئے زمین پر پائے جانے والے مردار کی بدبو سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے، پس وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، وہ اسے لے کر فرشتوں کی جس بھی جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: یہ خبیث روح کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں بن فلاں کی۔ اس کے سب سے قبیح نام کے ساتھ جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا، حتی کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں، تو اس کے لیے دروازہ کھولنے کے لیے کہا جاتا ہے، پس وہ اس کے نہیں کھولا جاتا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

> إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۝
>
> (الاعراف:۴۰)

"ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں سے گزر جائے"۔

پس اللہ عزوجل فرمائے گا: اس کی کتاب کو سجین میں لکھ دو، سب سے نچلی زمین میں، [پھر کہا جائے گا: میرے بندے کو زمین کی طرف لوٹا دو، کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں اس سے پیدا کیا ہے، میں انہیں اسی سے لوٹاؤں گا اور میں انہیں دوبارہ اسی میں سے

اٹھاؤں / نکالوں گا) پس اس کی روح کو (آسمان سے) زور سے پھینکا جائے گا[حتیٰ کہ وہ اس کے جسم میں جا لگے گی] پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (الحج: ۳۱)

"جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، گویا وہ ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا نے اسے اٹھا کر دور دراز جا پھینکا۔"

پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے،[فرمایا: جب اس کے ساتھی اس سے واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے]

"فرشتے اس کے پاس آتے ہیں [وہ انتہائی سختی کے ساتھ] اسے بٹھاتے ہیں، تو اسے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ [وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! ہائے افسوس! میں نہیں جانتا]، وہ اسے کہیں گے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا: ہائے افسوس! میں نہیں جانتا]، وہ کہیں گے: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو جنہیں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ انکے نام تک راہنمائی نہیں پائے گا، تو کہا جائے گا: محمد (ﷺ)! وہ کہے گا: ہائے افسوس! میں نہیں جانتا[میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا! کہا جائے گا: تم نے سمجھا نہ پڑھا]، آسمان سے منادی اعلان کرے گا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کے لیے جہنمی بچھونا بچھا دو، اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو، پس اس کی حرارت اور گرم لو اسے پہنچتی رہے گی، اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی حتیٰ کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پیوست ہو جائیں گی، اس کے پاس آئے گا (ایک روایت میں ہے: اس کے لیے ایک) قبیح صورت والے آدمی کی صورت بنا دی جائے گی، اس کا لباس قبیح ہو گا، اور انتہائی قبیح بو ہو گی، وہ کہے گا: اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے بری لگے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہے گا[اور اللہ تو اللہ نے تجھے شر کی بشارت دی ہے] تو کون ہے؟ تیرا چہرہ شر ہی لائے گا! وہ کہے گا: میں تمہارا خبیث عمل ہوں۔[اللہ کی قسم! میں تو اتنا ہی جانتا ہوں کہ تو اللہ کی اطاعت سے پیچھے ہٹا کرتا تھا، اور اللہ کی معصیت کی طرف بہت تیز تھا]، [پس اللہ تجھے بری جزا دے، پھر اس پر اندھے، بہرے گونگے کو مسلط کر دیا جائے گا اس کے ہاتھ میں لوہے (لوہے کام گرز) ہتھوڑا ہو گا، اگر اسے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے، پس

وہ اس کے ساتھ اس پر ایک ضرب لگائے گا تو مٹی ہو جائے گا، پھر اللہ اسے اس کی اسی حالت میں لوٹا دے گا، پھر وہ اس پر دوسری ضرب لگائے گا تو وہ اتنی زور سے چیخ و پکار کرے گا کہ جن وانس کے علاوہ سب اسے سنیں گے، پھر اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا، اور اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دیا جائے گا] وہ کہے گا پروردگار! قیامت قائم نہ کرنا۔ (۱)

۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کی خدمت میں آیا کرتی تھی، عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے جو بھی بھلائی کرتی تو وہ یہودی عورت ان سے یہی کہتی: اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا قیامت کے دن سے پہلے عذاب قبر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اور یہ فکر کہاں سے آئی ہے تو انہوں نے کہا: یہ یہود یہ جو ہے ہم اس کے ساتھ جو بھی نیکی کریں وہ یہی کہتی ہے: اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ آپ نے فرمایا یہود نے غلط بیانی کی ہے اور وہ اللہ عزوجل پر بہت جھوٹ باندھتے ہیں، قیامت کے دن سے پہلے کوئی عذاب نہیں، انہوں نے بیان کیا: پھر اس کے بعد جس قدر اللہ نے چاہا کہ آپ ٹھہرے رہے تو ایک دن نصف النہار۔ کے وقت آپ اپنا کپڑا لپیٹے ہوئے تشریف لائے، آپ کی آنکھیں سرخ تھیں اور آپ بلند آواز سے اعلان فرما رہے تھے: لوگو! تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے تم پر سایہ فگن ہو گئے ہیں، اے لوگو اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو، لوگو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ عذاب قبر حق ہے۔" (۲)

۲۴۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے، پس جب انسان کو دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ والے چلے جاتے ہیں، تو ایک فرشتہ ہاتھ میں ہتھوڑا لیے ہوئے اس کے پاس آتا ہے تو وہ اسے بٹھاتا ہے، وہ کہتا ہے: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اگر تو وہ مومن ہو تو وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو وہ (فرشتہ) کہتا ہے: تم نے سچ

---

(۱) (ابوداؤد: ۲/ ۲۸۱)، مستدرک حاکم (۴۰، ۱/ ۳۷)، طیالسی: (۷۵۳)، مسند احمد ۴ / ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۹۵، ۲۹۶)، الآجری فی الشریعۃ (۳۶۷۔ ۳۷۰) النسائی (۱/ ۲۸۲)، ابن ماجہ (۱/ ۴۲۹۔ ۴۷۰)

(۲) (مسند احمد: ۲۴۵۶۴) شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

کہا، پھر اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: اگر تم اپنے رب کا انکار کرتے تو یہ تمہاری منزل تھی۔ پس جب کہ تم ایمان لے آئے تو یہ تمہاری منزل ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے پس وہ اس کی طرف اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے: سکون سے رہو پس اس کے لیے اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، اگر وہ کافر یا منافق ہوا تو فرشتہ اسے کہتا ہے: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا پس وہ کہتا ہے: تم نے سمجھا نہ پڑھا اور نہ ہدایت پائی، پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے: اگر تم اپنے رب پر ایمان لے آتے تو یہ تمہاری منزل ہوتی پس جب تم نے اس کا انکار کیا تو اللہ عزوجل نے اس کے بدلے میں تمہاری یہ منزل بنا دی اور اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر وہ ہتھوڑے کے ساتھ اسے اتنی شدید ضرب لگاتا ہے کہ جن و انس کے علاوہ اللہ کی ساری مخلوق اسے سنتی ہے، حاضرین میں سے کسی نے کہا: اللہ کے رسول! جب فرشتہ ہاتھ میں ہتھوڑا لیے کسی کے اوپر کھڑا ہو جائے تو اس موقع پر تو اس کی عقل ہی جاتی رہے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ (ابراہیم: ٢٧)

"اللہ ایمان داروں کو قول ثابت پر ثابت رکھے گا"۔ (۱)

۲۵۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا: لوگوں کا کیا معاملہ ہے (کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں)؟ پس انہوں نے اپنے سر کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی: سورج گرہن کی طرف)، میں نے کہا: نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا۔ یعنی: ہاں۔ انہوں نے بیان کیا: پس میں کھڑی ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی طویل قیام فرمایا حتی کہ مجھ پر تو غشی سی طاری ہو گئی۔ میرے پہلو میں مشکیزہ تھا اس میں کچھ پانی تھا پس میں نے اسے کھولا تو اس میں سے کچھ پانی اپنے سر پر ڈالنے لگی، رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج گرہن ختم ہو چکا تھا، آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی اس کی شان کے لائق حمد بیان کی، پھر فرمایا:

---

(۱) (الصحیح: ۳۳۹۴)

اما بعد: انہوں نے بیان کیا: (اس اثنا میں) انصار کی کچھ خواتین نے شور کر دیا تو میں ان کی طرف متوجہ ہوئی تاکہ میں انہیں خاموش کراوں تو میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایسی کوئی چیز جسے میں نے نہیں دیکھا تھا تو میں نے اسے اپنے اس مقام پر دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنّت اور جہنم بھی، میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم مسیح دجال کے فتنے کی طرح حجروں میں آزمائے جاؤ گے، پس تم میں سے کسی کے پاس آئے گا تو اسے کہا جائے گا: تمہارا اس شخص کے متعلق کیا علم ہے؟ رہا مومن یا یقین رکھنے والا تو وہ کہے گا: وہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں، وہ معجزات اور ہدایت لے کر ہمارے پاس آئے پس ہم ایمان لائے، دعوت قبول کی، ہم نے اتباع کی اور ہم نے تصدیق کی۔

پس اسے کہا جائے گا: تم اچھی طرح سو جاؤ، ہمیں معلوم تھا اگر تم ان پر ایمان رکھتے ہو تو تمہارا یہی جواب ہو گا۔

رہا منافق یا شک کرنے والا تو اسے کہا جائے گا: تمہارا اس آدمی کے متعلق کیا علم ہے؟ وہ کہے گا: میں نے جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تو میں نے وہی کہہ دیا، پس اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا''۔[1]

مشرق فتنوں کی سرزمین:

۲۶۔ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''اس طرف فتنوں کی زمین ہے اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا یعنی: جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔''[2]

---

(۱) (مؤطا مالک ۴۴۸)، (صحیح بخاری ۸۶، ۱۸۴، ۹۲۲)، صحیح مسلم (۹۰۵)، مسند احمد (۶/ ۳۴۵)۔ بیہقی (۲۵، ۲۶، ۲۷)۔

(۲) (ترمذی (۲۲۶۸) اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ صحیح بخاری (۲۹۳۷، ۳۱۰۵، ۳۳۲۰، ۴۹۹۰، ۶۶۷۹، ۶۶۸۰)، صحیح مسلم (۲۹۰۵)۔

رسول اللہ ﷺ کا ان کاموں کے متعلق بتانا جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں:

۲۷۔ عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ گئے، ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ گئے، تو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے تو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھ گئے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا پس آپ ﷺ نے ہمیں ان امور کے متعلق بتایا جو ہو چکے تھے اور ان کے متعلق بھی بتایا جو ہونے والے تھے، پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ ہے جو ہمیں سے (انہیں زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔)[۱]

۲۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے قیامت کے دن تک آپ کی امت میں ہونے والے واقعات کے متعلق ہمیں بیان کیا، پس جس نے اسے یاد کرنا تھا اسے یاد کر لیا اور جس نے اسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔[۲]

لشکر کا دھنسنا اور قرب قیامت:

۲۹۔ بقیرہ رضی اللہ عنہا قعقاع بن ابی صدرد اسلمی کی عورت نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جب تم کسی لشکر سے متعلق سنو کہ اسے قریب ہی دھنسا دیا گیا ہے تو جان لو کہ قیامت آ چکی ہے۔[۳]

---

(۱) (صحیح مسلم: ۲۸۹۳)

(۲) (مسند احمد: ۱۸۲۴۹۔ شعیب الارنووط نے کہا: حدیث صحیح مغیرہ ہے، اور یہ اسناد عمر بن ابراہیم بن محمد کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے، (مسند احمد: (۲۳۳۲۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے الشیخین کی شرط پر صحیح اسناد سے مروی ہے۔ اور اس طرح حدیث رقم (۲۳۴۵۳) (۲۳۳۲۹) ابن حبان (۶۶۳۶) (۶۶۳۸) اسناد صحیح ہے۔

(۳) [الصحیح: ۱۳۵۵] مسند احمد: (۲۷۱۷۳) (۲۷۱۷۴)، الطبرانی فی الکبیر (۵۲۲)۔ الحمیدی (۳۵۱)، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد ضعیف ہے: اور الشیخ الالبانی نے کہا "الصحیح" (۳/۳۴۰) یہ اسناد حسن ہے، اس کے راوی الشیخین کے راویوں کی طرح ثقہ ہیں، البتہ ابن اسحاق جو ہے وہ حسن الحدیث ہے، جب ہم

تمہارا رب ایک ہے:

۳۰۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق کے اوسط میں ہمیں خطبہ الوداع ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا:

"لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے، سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کالے پر نہ کالے کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے۔" "بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار رہے"۔ آگاہ رہو! کیا میں نے (احکام دین) پہنچا دیے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا:

"پس جو یہاں موجود ہے وہ اسے اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں"۔ (۱)

((لا الٰہ الا اللہ)) کہو کامیاب ہو جاؤ گے:

۳۱۔ طارق المحاربی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز کی منڈی میں گزرتے ہوئے دیکھا آپ نے سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے: "لوگو! لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لو کامیاب ہو جاؤ گے، جبکہ ایک آدمی آپ کا پیچھا کر رہا تھا اور آپ کو پتھر مار رہا تھا، اس نے آپ کی ایڑیاں اور ایڑیوں کے اوپر والے پٹھے کو خون آلود کر دیا تھا اور وہ کہتا تھا، لوگو! اس کی اطاعت نہ کرو کیونکہ وہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: بنو المطلب کا لڑکا / غلام ہے، میں نے کہا: یہ کون ہے جو ان کے پیچھے پیچھے انہیں پتھر مار رہا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ عبدالعزیٰ ابو لہب ہے۔ (۲)

❁❁❁

اس کی تدلیس سے محفوظ رہیں جیسا کہ اس نے یہاں صراحت کی ہے۔

(۱) (الصحیح: (۲۷۰۰)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۳/۱۰۰)، البیہقی فی شعب الایمان (۲/۸۸) المحاملی فی الامالی (۴/۴۴) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے "الاقتضاء" (ص ۶۹) میں فرمایا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲) ابن خزیمہ: (۱۵۹) الاعظمی نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، الشیخ البانی نے اسے تسلیم کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے ابن خزیمہ پر تعلیق کے دوران اس پر سکوت فرمایا ہے۔ شعیب الارنوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ مسند احمد پر ان کی تعلیق دیکھیں۔

۲۔ طہارت ونماز

جمعہ کے دن غسل کرنا

۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

((إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ))

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے"۔ (۱)

جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو دو رکعتیں پڑھنا:

۳۳۔ عمرو بن دینار نے بیان کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

"جب تم میں سے کوئی (جمعہ کے لیے) آئے جبکہ امام آچکا ہو تو وہ (بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے"۔ (۲)

۳۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اسی اثنا میں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا:

((أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟))

"اے فلاں: کیا تم نے نماز (تحیۃ المسجد) پڑھی ہے؟"

اس نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ((قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ))

"اٹھو دو رکعتیں پڑھو"۔ (۳)

پس اس آنے والے آدمی کا نام ذکر کیا ہے کہ وہ سلیک الغطفانی رضی اللہ عنہ تھے۔

---

(۱) مسند احمد: (۵۴۸۲) شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ صحیح بخاری (۸۳۷،۸۷۷)، صحیح مسلم (۸۴۴)۔

(۲) صحیح بخاری: (۱۱۱۳،۸۸۸،۴۳۳)، صحیح مسلم (۷۱۴)

(۳) صحیح بخاری: (۸۸۸)، صحیح مسلم (۸۷۵)، ابوداود (۱۱۱۵) اور ابوداود (۱۱۱۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ نے انہیں فرمایا: "کیا تم نے کچھ (نماز کا حصہ) پڑھا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھو اور ان میں اختصار کرو۔" الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

۳۵۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: سلیک الغطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ نے انہیں فرمایا:

"سلیک! اٹھو دو رکعتیں پڑھو اور ان میں اختصار کرو"۔ پھر فرمایا:

((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا))

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اختصار کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے"۔ (۱)

جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو، تم نماز ہی میں ہوتے ہو:

۳۶۔ قرہ بن خالد نے بیان کیا: ہم نے حسن بصری رحمہ اللہ کا انتظار کیا انہوں نے ہمارے پاس آنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ تہجد کے لیے بیدار ہونے یا نیند کے لیے مسجد سے اٹھنے کے وقت ہمارے پاس آئے تو انہوں نے کہا: ہمارے ان ہمسائیوں نے ہمیں بلالیا تھا پھر فرمایا: انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے ایک رات نبی ﷺ کا (نماز عشاء کے لیے) انتظار کیا حتیٰ کہ جب نصف شب کے قریب وقت ہوا تو آپ تشریف لائے ہمیں نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

((أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ))

"سن لو، لوگ نماز پڑھ کر سوچکے جبکہ تم نماز ہی میں رہے جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے"۔

حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ خیر پر ہی ہوتے ہیں جب تک وہ خیر کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) ابن حبان: (۲۰۳۳) اور شعیب الارنؤوط نے کہا: امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲) صحیح بخاری: (۵۴۶، ۵۷۵)، صحیح مسلم: (۶۴۰:۶۳۹)، نسائی: (۵۳۹، ۵۳۷)، ابن ماجہ (۶۹۲)، مسند احمد (۱۲۹۸۵)۔

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کی تعلیم فرماتے:

۳۷۔ حطان بن عبداللہ الرقاشی نے بیان کیا: میں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک نماز پڑھی پس جب وہ قعدہ میں گئے تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا نماز نیکی وزکوٰۃ (پاکیزگی) کے ساتھ ملا دی گئی ہے اس کا ان دونوں کے ساتھ حکم دیا گیا ہے)؟ پس جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے، انہوں نے کہا: حطان! ہوسکتا ہے کہ تم نے یہ کلمات کہے ہوں؟ انہوں نے کہا: میں نے نہیں کہے لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ آپ اس وجہ سے مجھے ناگوار طریقے سے ملیں گے، پس لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میں نے خیر و بھلائی ہی کی نیت سے یہ کلمات کہے ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں کہ تم اپنی نماز میں کس طرح کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو ہمیں ہماری سُنت کی وضاحت فرمائی اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، تو آپ نے فرمایا:

”جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں قائم و درست کرو پھر تم میں سے کوئی تمہاری امامت کرائے، پس جب وہ اللہ اکبر کہتے تو تم اللہ اکبر کہو، جب وہ ((غير المغضوب عليهم ولا الضالين)) کہتے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا، پس جب وہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے تو تم اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرو، کیونکہ امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے اٹھتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس یہ اس کا بدلہ ہے (جتنا وہ تم سے پہلے رکوع و سجود کرتا ہے اتنا ہی وہ تم سے پہلے رکوع و سجود سے اٹھتا ہے، پس جتنا اس کا رکوع و سجود ہے اتنا ہی تمہارا رکوع و سجود ہے) جب وہ ((سمع الله لمن حمده)) کہے تو تم کہو ((اللهم ربنا لك الحمد)) اور تمہاری حمد کرنا سنتا ہے، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرمایا: اللہ نے سن لیا اسے جس نے اس کی حمد بیان کی، جب وہ اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے تو تم اللہ اکبر کہو اور سجدہ کرو، بے شک امام تم سے پہلے سجدہ کرتا ہے اور تم سے پہلے سجدہ سے اٹھتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کا بدلہ ہے“ جب تم میں سے کوئی قعدہ میں بیٹھے تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھے:

((اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

"تمام قولی، مالی اور بدنی عبادات اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں، ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔(۱)

سورج گرہن:

۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے دن نماز پڑھائی، آپ کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا، قرأت کی تو بہت لمبی قرأت کی، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا تو ((سمع اللہ لمن حمدہ)) کہا۔ اور پہلے کی طرح قیام کیا، پھر طویل قرأت کی جبکہ وہ پہلی قرأت سے کم تھی، پھر لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر لمبے سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ پھر سلام پھیر دیا اور گرہن ختم ہو چکا تھا، آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو سورج اور چاند کے گرہن کے متعلق فرمایا:

((هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ))

"وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، نہ ہی کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے، پس جب تم ان دونوں کو گرہن لگا ہوا دیکھو تو جلدی سے نماز کی طرف آؤ"۔(۲)

---

(۱) ابو داود (۹۷۲)، النسائی، (۸۳۰)، دارمی (۱۳۵۸)، مسند احمد (۱۹۶۸۰)، ابن حبان (۲۱۶۷)، ابن خزیمہ (۱۵۹۳)، بیہقی فی الکبریٰ (۲۶۵۲)۔

(۲) صحیح بخاری (۳۰۳۰) میں ہے: "پس جب تم یہ (گرہن کی حالت) دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو"، صحیح مسلم: (۹۰۱، ۹۰۴) ابو داود (۱۱۷۷) لیکن ابو داود میں تین رکوع کا ذکر ہے جبکہ وہ شاذ ہے، محفوظ دو رکوع ہیں (یعنی: ہر رکعت میں دو رکوع) جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ ابو داود (۱۱۸۰) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت صحیحین میں مروی روایت کے مطابق ہے۔

(صحیح بخاری:۱۰۰) اور صحیح بخاری (۱۰۱۱) کی ایک روایت میں ہے:
جس دن (رسول اللہ ﷺ کے بیٹے) ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سورج گرہن ہوا، لوگوں نے کہا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج گرہن لگا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ))

"بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں نہ کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے، پس جب تم ان دونوں کو گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے۔"

۳۹۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن لگا تو آپ نے (نماز میں) قیام فرمایا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا، آپ نے قیام لمبا فرمایا حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے، پھر آپ نے رکوع کیا تو قریب نہیں تھا کہ آپ رکوع سے سر اٹھاتے، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا، تو قریب نہ تھا کہ آپ اپنا سر اٹھاتے، پھر آپ بیٹھ گئے تو قریب نہ تھا کہ آپ (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر آپ نے سجدہ کیا تو پھر قریب نہ تھا کہ آپ سجدے سے سر اٹھاتے، پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، اور آپ جب دوسری رکعت میں سجدے کی حالت میں گئے تو آپ زمین پر پھونک مار کر رونے لگے اور یہ دعا کرنے لگے:

((رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ))

"پروردگار جب تک میں ان میں موجود ہوں اور پروردگار ہمیں عذاب میں مبتلا نہ کرنا جبکہ ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں"۔

پس آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا تو سورج گرہن ختم ہو چکا تھا، آپ نے اپنی نماز مکمل کی، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

"لوگو! سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں" پس جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو جلدی سے مساجد کی طرف آؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھ پر جنت پیش کی گئی حتی کہ اگر میں چاہتا تو میں ہاتھ بڑھا کر اس کی کچھ شاخیں لے لیتا، اور مجھ پر جہنم بھی پیش کی گئی حتی کہ میں نے اس اندیشے کے پیش نظر کہ وہ تمہیں ڈھانپ

لے میں نے اسے بجھا دیا، اور میں نے حمیر سوداء کی ایک عورت کو اس میں دیکھا اسے اس کی ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا اس نے اسے باندھ رکھا تھا پس اس نے اسے خود کھلایا پلایا نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لے، وہ جب سامنے آتی تو اسے کاٹتی اور جب مڑتی تو وہ سے کاٹتی، میں نے اس میں بنو دعدع کا ایک فرد دیکھا، اور میں نے خم دار چھڑی والے شخص کو آگ میں اپنی اس خم دار چھڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا وہ اس کے ساتھ حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، جب انہیں پتہ چل جاتا تو وہ کہتا: میں نے تمہاری چوری نہیں کی وہ تو بس میری چھڑی کے ساتھ اٹک گئی تھی۔ (۱)

۴۰۔ ایک دوسری روایت میں ہے: ”لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی انسان کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس جب تم ایسی کوئی چیز (گرہن) دیکھو تو نماز (کسوف) پڑھو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے، پس جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو وہ اس اندیشے کے پیش نظر تھا کہ کہیں اس (جہنم کی آگ) کی حرارت مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لے حتی کہ میں نے کہا: پروردگار! جب کہ میں ان میں موجود ہوں، اور میں نے اس میں خم دار چھڑی والے شخص کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا وہ اپنی اس چھڑی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، اگر اس کا پتہ نہ چلتا تو وہ اسے لے جاتا، اور حتی کہ میں نے اس میں بلی والی خاتون کو دیکھا جس نے اسے باندھ رکھا تھا، وہ اسے کھلاتی پلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا سکے حتی کہ وہ بھوکی مر گئی اور جنت بھی پیش کی گئی جس وقت کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تو حتی کہ میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں اس کے کچھ پھل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ تم انہیں دیکھ سکو، پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسے نہ کروں۔“ (۲)

---

(۱) مسند احمد: ۶۴۸۳، شعیب الارنوط نے کہا: روایت حسن ہے۔

(۲) مسند احمد: ۱۴۴۵۷، اور شعیب الارنوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔ اس کے راوی الشیخین کے راویوں کی طرح ثقہ ہیں، سوائے عبد اللہ ابن ابو سلیمان العزرمی کے وہ امام مسلمؒ کے راویوں میں سے ہیں۔ اور مسند احمد (۱۵۰۶۰) میں ہے کہ وہ آدمی جو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا وہ ابو ثمامہ عمرو ابن مالک تھا، شعیب الارنوط نے کہا: اسناد امام مسلمؒ کی شرط پر ہیں، اور حدیث صحیح ہے۔

۴۱۔ ایک روایت میں ہے: پس آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: تو اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: "سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، اور ان دونوں کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے، پس جب تم ان دونوں کو دیکھو تو اللہ کی کبریائی بیان کرو، اللہ عزوجل سے دعا کرو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو، اے امت محمد (ﷺ): اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں کہ اس کا بندہ زنا کرے یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امت محمد (ﷺ): اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔ سنو کیا میں نے (دین) پہنچا دیا؟"(۱)

۴۲۔ ایک اور روایت میں ہے:

"بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، پس جب تم یہ دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ سے آگے بڑھ کر کوئی چیز حاصل کی پھر ہم نے آپ کو الٹے پاؤں پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: "میں نے جنّت دیکھی تو میں نے وہاں سے ایک خوشہ انگور لینا چاہا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے رہتے۔ اور میں نے جہنم کی آگ دیکھی میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے اس میں زیادہ تر خواتین کو دیکھا ہے" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: "ان کے ناشکری کرنے کی وجہ سے:" عرض کیا گیا: اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا: "وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تم زندگی بھر ان میں سے کسی کے ساتھ احسان کرتے رہو پھر وہ تمہاری طرف سے (اپنے مزاج کے خلاف) کوئی چیز دیکھ لے، تو وہ کہے گی: اللہ کی قسم: میں نے تو تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔(۲)

۴۳۔ ایک روایت میں ہے:

"یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ بھیجتا ہے، ان کا کسی کی موت وحیات سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بھیج کر ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، پس جب تم ان میں سے کوئی چیز

---

(۱) (مسند احمد: ۲۵۳۵۱)، شعیب الارنؤوط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(۲) ابن حبان: (۲۸۳۲)، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

دیکھو تو اس کے ذکر و دعاء اور اس سے مغفرت طلب کرنے کی طرف جلدی سے آؤ“۔ (1)

نماز کسوف (2):

44۔ الحافظ ؒ نے ”الفتح“ (2/527) میں فرمایا:

جمہور کا یہ موقف ہے کہ وہ سُنت مؤکدہ ہے، ابو عوانہ ؒ نے اپنی صحیح میں صراحت کی ہے کہ وہ واجب ہے، یہ کسی اور کا موقف نہیں، سوائے اس کے جو کہ امام مالک ؒ سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے جمعہ کے قائم مقام قرار دیا ہے، اور زین بن المنیر نے ابو حنیفہ ؒ کے متعلق نقل کیا کہ انہوں نے اسے واجب قرار دیا ہے، اور اسی طرح احناف کے بعض مُصنفین نے نقل کیا کہ وہ واجب ہے۔

الالبانی ؒ نے فرمایا: اور وہ زیادہ راجح ہے:

اس لیے کہ صرف سُنت کے متعلق قول تو بہت سے اوامر کو جو کہ آپ ﷺ سے اس نماز کے بارے میں آئے ہیں انہیں ان کے دلالت اصلیہ سے کسی قرینہ صارمنہ کے بغیر ساقط کرنا ہے، جو کہ وہ وجوب ہے، الشوکانی کا بھی ”السیل الجرار“ (1/323) میں اس طرف میلان ہے اور صدیق حسن خاں ؒ نے بھی ”الروضۃ الندیۃ“ میں اسے ہی تسلیم کیا ہے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی حق ہے، رہی نماز کسوف کی کیفیت تو صلاۃ کسوف میں محکم صریح و صحیح سُنت تو یہی ہے کہ ایک رکعت میں تکرار رکوع ہے، جیسا کہ عائشہ، ابن عباس، جابر، اُبی بن کعب، عبد اللہ بن عمرو العاص اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہے، ان سب نے نبی ﷺ سے ایک رکعت میں تکرار رکوع (ایک سے زائد رکوع) روایت کیا ہے، اور جنہوں نے تکرار رکوع روایت کیا ہے وہ عددی لحاظ سے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خصوصی تعلق کے حوالے سے ان سے زیادہ بہتر ہیں جنہوں نے تکرار رکوع ذکر نہیں کیا۔ اور یہ ابن القیم ؒ کا قول ہے۔

اور وہ امام مالک و امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب و موقف ہے، جبکہ ابو حنیفہ ؒ کا یہ

---

(1) ابن حبان: (2836)، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ ابن خزیمہ (1371)۔

(2) دیکھیں: الاختیارات الفقھیۃ للالبانی۔ تالیف: ابراہیم ابو شادی۔

موقف ہے کہ نمازِ کسوف، نمازِ عید اور نمازِ جمعہ کی ہیئت کی طرح دو رکعت ہے، وہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور قبیصہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن الشیخ الالبانی نے فرمایا: وہ دونوں ایک ہی حدیث ہے، اس کی روایت میں ابو قلابہ کا اضطراب ہے اور اس کے متن میں بھی اضطراب ہے۔ اسی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے، جبکہ جمہور علماء کی رائے صحیح ہے، الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

الشیخ الالبانی نے فرمایا:

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ کسوف ایک ہی مرتبہ پڑھائی ہے، اور صحیح ثابت ہے کہ آپ نے اس میں جہری قرأت کی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، اور اس کے معارض کچھ ثابت نہیں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے تو وہ مرجوح ہے۔

اس کے مطابق نمازِ کسوف میں جہری قرأت کرنا مسنون ہے اور یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف ہے اور انہوں نے فرمایا ہے: بے شک جہری قرأت کرنا ہی زیادہ صحیح ہے۔

نمازِ کسوف سری طور پر پڑھنے میں کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ((کیف صلی رسول اللہ ﷺ صلوۃ الکسوف؟)) کے عنوان سے ایک قیمتی رسالہ تالیف کیا، انہوں نے اس میں کسوف کی وہ تمام احادیث جمع کیں جن سے وہ واقف ہوئے اور انہوں نے ان کے طرق و الفاظ کا تتبع اور ان میں سے جو صحیح ہے اور جو صحیح نہیں اس کی وضاحت کی۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے صلاۃ کسوف کی کیفیت کو سیاقِ واحد میں جمع کر دیا وہ پیشِ خدمت ہے:

۱۔ سورج گرہن اور آپ ﷺ کی گھبراہٹ:

جس دن کی صبح کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور اس دن سخت گرمی تھی پس سورج گرہن لگ گیا، تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے اپنی سواری سے آئے[1] اور یہ چاشت کا وقت تھا[2] پس رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواجِ مطہرات کے) حجروں کے پاس سے گزرے، پس آپ نے[3] بھول کر (اپنی چادر کے

---

(۱) بیہقی

(۲) بخاری، بیہقی، ابو عوانہ

(۳) صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔

بدلے اپنی کسی زوجہ محترمہ کا) کر تالے لیا حتی کہ آپ کو آپ کی چادر پہنچائی گی، پس آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے، اندیشہ تھا کہ قیامت نہ قائم ہو گئی ہو، پس آپ مسجد میں تشریف لائے حتی کہ اپنی اس جگہ پہنچے جہاں آپ نماز پڑھاتے تھے، لوگوں نے کہا: یہ سورج گرہن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے[1]: پس آپ ﷺ نے منادی کو بھیجا، اس نے اعلان کیا: نماز جمع کرنے والی ہے، پس لوگ (صحابہ کرام) آپ کی طرف آئے، اور انہوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں،[2] اور ازواج مطہرات بھی حجروں کے درمیان سے اوپر آگئیں، اور دیگر خواتین رضی اللہ عنہن ان کی طرف اکٹھی ہو گئیں[3] پس رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔

۲۔ ابتداء نماز:

آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا، لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا،[4] پھر قرآن پڑھا، تو آپ نے طویل قرأت کی، آپ نے اس میں جہری قرأت کی[5] اور تقریباً سورۂ البقرہ کی قرأت کے مانند طویل قیام کیا حتیٰ کہ کہا گیا: آپ رکوع نہیں کریں گے، اور آپ کے اصحاب گرنے لگے۔

اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، تو دیکھا کہ لوگ تو حالت قیام میں ہیں، جبکہ وہ بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ (اس وقت) نماز پڑھ رہے ہیں، انہوں نے اپنے سر کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ فرمایا تو میں نے کہا: کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے انتہائی طویل قیام فرمایا حتیٰ کہ مجھ پر غشی کی سی کیفیت طاری ہو گئی، میں نے اپنے پاس والی پانی کی مشک پکڑی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، انہوں نے بیان کیا، آپ نے قیام لمبا کیا حتی کہ میں نے آپ سے کہا کہ میں بیٹھ جاؤں، پھر میں نے اس عورت کی طرف دیکھا جو کہ مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ اور مجھ سے زیادہ بیمار تھی؟ پس میں

---

(۱) نسائی، مسلم
(۲) مسلم، نسائی
(۳) نسائی
(۴) مسند احمد، بیہقی
(۵) ابو عوانہ

موقف ہے کہ نماز کسوف، نماز عید اور نماز جمعہ کی ہیئت کی طرح دو رکعت ہے، وہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور قبیصہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن الشیخ الالبانی نے فرمایا: وہ دونوں ایک ہی حدیث ہے، اس کی روایت میں ابو قلابہ کا اضطراب ہے اور اس کے متن میں بھی اضطراب ہے۔ اسی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے، جبکہ جمہور علماء کی رائے صحیح ہے، الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

الشیخ الالبانی نے فرمایا:

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف ایک ہی مرتبہ پڑھائی ہے، اور صحیح ثابت ہے کہ آپ نے اس میں جہری قرأت کی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، اور اس کے معارض کچھ ثابت نہیں۔ اگر ثابت بھی ہو جائے تو وہ مرجوح ہے۔

اس کے مطابق نماز کسوف میں جہری قرأت کرنا مسنون ہے اور یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف ہے اور انہوں نے فرمایا ہے: بے شک جہری قرأت کرنا ہی زیادہ صحیح ہے۔

نماز کسوف سری طور پر پڑھنے میں کچھ بھی صحیح ثابت نہیں۔ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ((کیف صلی رسول اللہ ﷺ صلوۃ الکسوف؟)) کے عنوان سے ایک قیمتی رسالہ تالیف کیا، انہوں نے اس میں کسوف کی وہ تمام احادیث جمع کیں جن سے وہ واقف ہوئے اور انہوں نے ان کے طرق و الفاظ کا تتبع اور ان میں سے جو صحیح ہے اور جو صحیح نہیں اس کی وضاحت کی۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے صلاۃ کسوف کی کیفیت کو سیاق واحد میں جمع کر دیا وہ پیش خدمت ہے:

ا۔ سورج گرہن اور آپ ﷺ کی گھبراہٹ:

جس دن کی صبح کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور اس دن سخت گرمی تھی پس سورج گرہن لگ گیا، تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے اپنی سواری سے آئے[1] اور یہ چاشت کا وقت تھا[2] پس رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج مطہرات کے) حجروں کے پاس سے گزرے، پس آپ نے[3] بھول کر (اپنی چادر کے

(۱) بیہقی

(۲) بخاری، بیہقی، ابو عوانہ

(۳) صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔

نہیں اٹھیں گے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے کبھی ایسا کوئی رکوع و سجود نہیں کیا جو کہ اس سے زیادہ طویل ہو۔

پھر آپ نے اللہ اکبر کہا[1]، آپ نے (سجدے سے) سر اٹھایا اور بیٹھ گئے، آپ نے اس بیٹھنے کو دراز کیا، حتیٰ کہ کہا گیا، آپ سجدہ نہیں کریں گے۔[2]

سجود ثانی:

پھر آپ نے اللہ اکبر کہا، اور سجدہ کیا، پس آپ نے سجدہ لمبا کیا جبکہ وہ سجود اول سے کم تھا[3]

دوسری رکعت:

آپ نے اللہ اکبر کہا[4] اور دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے، پس آپ نے طویل قیام کیا، وہ پہلی رکعت کے قیام ثانی سے کم تھا، آپ نے طویل قرأت کی، اور وہ قیام ثانی میں قرأت سے کم تھی۔[5]

رکوع اول:

پھر اللہ اکبر کہا، اٹھے تو رکوع لمبا کیا، اور وہ رکوع اول سے کم تھا۔[6] پھر اللہ اکبر کہا، سر اٹھایا، تو فرمایا: ((سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا و لك الحمد)) پس آپ نے قیام دراز کیا، وہ قیام اول سے کم تھا، پھر طویل قرأت کی وہ پہلی قرأت سے کم تھی۔[7]

رکوع ثانی:

پھر اپنا سر اٹھایا تو فرمایا: ((سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا و لك الحمد))، پس قیام لمبا کیا، حتیٰ کہ کہا گیا: آپ سجدہ نہیں کریں گے، پھر آپ پیچھے ہٹے۔ اور وہ صفوف بھی پیچھے ہٹیں جو کہ آپ

---

(۱) نسائی

(۲) نسائی، بیہقی عن ابن عمرو، اور الحافظؒ نے اسے "الفتح" (۲/۴۳۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) نسائی

(۴) نسائی

(۵) نسائی

(۶) نسائی

(۷) نسائی

کے پیچھے تھیں حتی کہ وہ خواتین تک پہنچ گئیں، پھر آپ آگے بڑھے، اور صفیں بھی آگے بڑھیں حتی کہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔

سجود اول و ثانی :

پھر اللہ اکبر کہا، تو سجدہ کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں سجدہ کیا تھا، البتہ یہ اس سے کم / چھوٹا تھا، آپ آخری سجدے میں رونے لگے اور پھونک مارنے لگے: اف اف، اور دعا فرمانے لگے:

"پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟ پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟ اور ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔"[۱]

سلام پھیرنا:

پھر التحیات پڑھی،[۲] پھر سلام پھیرا[۳] اور سورج گرہن ختم ہو چکا تھا، آپ نے (دو رکعتوں میں) چار سجدوں میں چار رکوع مکمل فرمائے۔[۴]

۳۔ منبر پر خطبہ:

پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر چڑھے،[۵] لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

"اما بعد: لوگو! دور جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے: کہ سورج اور چاند کو کسی عظیم شخصیت کی موت ہی کی وجہ سے گرہن لگتا ہے، جبکہ وہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے؛ لیکن اللہ اس کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، پس جب تم اس میں سے کوئی چیز دیکھو؛ تو جلدی سے اللہ کے ذکر و دعا، اس سے استغفار کرنے، صدقہ کرنے، غلام آزاد کرنے اور مساجد میں نماز پڑھنے کا اہتمام کرو؛ حتی کہ

---

(۱) نسائی، ترمذی فی الشمائل، احمد
(۲) نسائی، بیہقی
(۳) مسلم
(۴) نسائی، بیہقی
(۵) نسائی، احمد

گرہن ختم ہو جائے۔

امت محمد (ﷺ)! اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں کہ اس کا بندہ زنا کرے یا اس کی لونڈی زنا کرے۔

امت محمد (ﷺ)! اللہ کی قسم اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو" پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: "سن لو! کیا میں نے (دین کے احکام) پہنچا دیے؟!"

"بے شک مجھ پر ہر چیز پیش کی گئی جس میں تم (قیامت کے دن) داخل کیے جاؤ گے، مجھ پر جنّت پیش کی گئی، اور تم نے جس وقت مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا، اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا جبکہ میں نے اس کے کچھ پھل حاصل کرنا چاہتا تھا، تاکہ تم انہیں دیکھ لو، پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسے نہ کروں، اگر میں انہیں پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے رہتے[1] مجھ پر جہنم بھی پیش کی گئی، یہ اس وقت تھا جس وقت تم نے مجھ پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اس اندیشے کے پیش نظر کہ میں اس کی تپش کا شکار نہ ہو جاؤں، پس میں اسی اندیشے کے پیش نظر کہ اس کی تپش تمہیں نہ ڈھانپ لے میں پھونکیں مارنے لگا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو توڑ پھوڑ رہا ہے، میں نے اس دن سے زیادہ بھیانک منظر کوئی نہیں دیکھا[2] اور میں نے وہاں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے۔" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! (ایسا) کس لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: "ان کی ناشکری کی وجہ سے۔" عرض کیا گیا: کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں، احسان کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کس کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو، پھر وہ تمہاری طرف سے کوئی چیز دیکھ لے؟ تو وہ کہے گی: میں نے تو تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں!!"

اور میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک طویل القامت سیاہ فام عورت دیکھی[3] اسے اس کی بلی کی وجہ سے، جسے اس نے باندھ رکھا تھا، عذاب دیا جا رہا تھا، اس نے خود اسے کھلایا نہ

---

(۱) یہ ان بہت سے دلائل میں سے ہے کہ جنّت پیدا کی جا چکی ہے، اور یہ کہ اس کی نعمتیں مادی ہیں۔

(۲) ابو عوانہ

(۳) نسائی، مسند احمد

پلایا[1] اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے حتیٰ کہ وہ بھوکی مر گئی، پس میں نے اسے دیکھا کہ جب وہ سامنے آتی اور واپس مڑتی وہ اسے کاٹتی تھی، وہ اس کی سرین کاٹتی تھی۔

میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے جانور چوری کرنے والے کو بھی دیکھا۔[2]

میں نے خم دار چھڑی والے ابو ثمامہ عمرو بن مالک بن لحیی کو جہنم کی آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا، یہ وہ شخص ہے جس نے اونٹوں کو بتوں کے نام پر آزاد چھوڑنے کی رسم بد جاری کی تھی، وہ حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، اگر پتہ چل جاتا تو وہ کہتا: بس میری خم دار چھڑی کے ساتھ اٹک گیا تھا، اور اگر پتہ نہ چلتا تو وہ اسی مال کو لے جاتا تھا![3]

میری طرف وحی کی گئی کہ تم قبروں میں مسیح دجال کے فتنے کی طرح آزمائے جاؤ گے، پس تم میں سے کسی کے پاس فرشتہ آئے گا تو کہا جائے گا: تمہارا اس شخص کے متعلق کیا علم و عقیدہ ہے؟ رہا مومن۔ یا یقین رکھنے والے۔ تو وہ کہے گا: وہ محمد (ﷺ) ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں، آپ معجزات اور ہدایت لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔

پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی، اور ہم نے ان کی اطاعت کی (تین بار فرمایا:) پس اسے کہا جائے گا: سو جا، ہم جانتے تھے کہ تم ان پر ایمان رکھتے ہو، آرام کی اچھی نیند سو جا، یہ تمہارا جنت سے ٹھکانا ہے، رہا منافق یا شک کرنے والا؛ تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ دیا تو اس سے کہا جائے گا: تو شک پر زندہ رہا اور شک پر فوت ہوا، یہ تمہارا جہنم سے ٹھکانا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ طلب کریں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس کے بعد آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔[4]

استسقاء

۴۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ ایک دن

---

(۱) بخاری و مسلم

(۲) نسائی، مسند احمد

(۳) صحیح مسلم، بیہقی

(۴) ترمذی، نسائی، احمد

استسقاء کے لیے باہر میدان میں تشریف لے گئے، آپ نے اذان واقامت کے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ سے دعا فرمائی، قبلہ کی طرف اپنا چہرہ فرمایا: ہاتھ بلند کیے، پھر اپنی چادر پلٹی دائیں طرف کو بائیں پر اور بائیں طرف کو دائیں طرف پر کیا۔ (۱)

وہ شخص جو اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ جنتی ہے:

۴۶-۴۷: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم اپنے کام خود ہی کیا کرتے تھے (ہمارا کوئی خادم نہ تھا) ہم باری باری اونٹ چرایا کرتے تھے، ایک دن اونٹوں کو چرانے کی میری باری تھی پس میں انہیں پچھلے پہر واپس لے آیا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر وہ کھڑا ہو کر خوب دل جمعی کے ساتھ دو رکعتیں پڑھتا ہے تو وہ (جنّت کا) مستحق ہو جاتا ہے۔“ میں نے کہا: بہت خوب بہت خوب، یہ کتنی اچھی خوش خبری ہے۔ پس میرے سامنے جو شخص تھا اس نے کہا: عقبہ! جو اس سے پہلے (خوش خبری) تھی وہ اس سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، میں نے کہا: ابو حفص! وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے تمہارے آنے سے پہلے فرمایا:

”تم میں سے جو شخص وضو کرتا ہے اور خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور وضو سے فارغ ہو کر یہ پڑھتا ہے: ((أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله)) تو اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے“۔ (۲)

نماز جمعہ کا حکم اور اسے ترک کرنے والے کی سزا:

۴۸۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے لیے جمعہ کا وقت ہو جائے جبکہ وہ

---

(۱) صحیح بخاری: ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۸۹، صحیح مسلم: ۸۹۴، ابوداؤد: ۱۱۶۱، ترمذی: ۵۵۶، نسائی: ۱۵۰۵

(۲) (ابوداؤد: ۱۶۹)، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ صحیح مسلم: ۲۳۴۔ مسند احمد: ۱۷۴۳۱۔ الارنؤوط نے کہا: حدیث صحیح ہے ابن حبان: ۱۰۵۰۔ ارنؤوط نے کہا: اس کی سند قوی ہے۔

مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر ہو اور وہ جمعہ پڑھنے نہ آئے"، پھر دوسری بار فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے لیے جمعہ کا وقت ہو جائے جبکہ وہ مدینہ سے دو میل کی مسافت پر ہو اور وہ جمعہ پڑھنے نہ آئے، تیسری بار فرمایا: "ہو سکتا ہے کہ وہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہو اور وہ جمعہ پڑھنے نہ آئے تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔" (۱)

۴۹۔ ابراہیم بن نشیط سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے جمعہ کے دن غسل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: سُنت ہے۔ سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے مجھے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق منبر پر ارشاد فرمایا تھا۔ (۲)

اعرابی تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں سن لو کہ وہ عشاء ہے:

۵۰: ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى إِسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ))

"اعرابی تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں سن لو کہ وہ عشاء ہے۔" (۳)

الشیخ البانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی (۵۳۸): "اعرابی تمہاری نماز مغرب کے نام پر غالب نہ آجائیں، اعرابی کہتے ہیں: وہ عشاء ہے۔ (۴)

۵۱۔ ایک روایت میں ہے:

"اعرابی تمہاری نماز عشاء کے نام پر غالب نہ آئیں وہ "اعتام ابل" کی وجہ سے اسے عتمہ کہتے۔"

---

(۱) امام ابن ماجہؒ نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ امام منذریؒ نے فرمایا، اور امام البانیؒ نے صحیح الترغیب (۷۳۲) میں فرمایا: یہ حسن لغیرہ میں سے ہے۔

(۲) امام نسائیؒ نے اسے روایت کیا اور الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: یہ صحیح الاسناد ہے۔

(۳) نسائی: ۵۴۲

(۴) صحیح مسلم: ۶۴۴، ابوداؤد: ۴۹۸۴، نسائی: ۵۴۱، ابن ماجہ: ۷۰۴، احمد: ۴۵۷۲ اور شعیب...... نے اس کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

اعتام ابل: یعنی اونٹوں اور ان کا دودھ دوہنے کی وجہ سے رات کی تاریکی ہو جانا۔ (۱)

رات کی نماز دو دو رکعت ہے:

۵۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے رات کی نماز (تہجد) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ))

"دو دو رکعت (کرکے پڑھو) پس جب تمہیں صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک رکعت پڑھ کر اسے طاق بنالو"۔ (۲)

۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا جبکہ آپ منبر پر تھے: آپ رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "دو دو رکعت ہے، پس جب صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو تو تم جتنی نماز پڑھی ہے وہ اسے طاق بنا دے گی۔۔۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ کیونکہ نبی ﷺ نے اسی کا حکم فرمایا ہے۔ (۳)

نماز جمعہ ترک کرنے والے کی سزا کے متعلق دوسرا خطبہ:

۵۴۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے منبر کی لکڑیوں / زینوں پر فرمایا ہے۔

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ))

"لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آجائیں یا پھر اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔" (۴)

---

(۱) ابن حبان: ۱۵۴۱۔ اور شعیب الارنوؤط نے کہا: امام مسلم کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔
(۲) النسائی: ۱۶۶۹، اور الشیخ البانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔
(۳) صحیح بخاری: ۴۶۰، ۴۶۱، ۹۵۰، ۹۴۸، ۹۴۶، ۱۰۸۶، صحیح مسلم: ۷۴۱، ابوداؤد: ۱۲۹۵
(۴) نسائی: ۱۳۷۰، الشیخ البانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ صحیح مسلم: ۸۶۵

ہلکی نماز پڑھانے کا حکم:

۵۵۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم: میں فلاں شخص کے ہمیں فجر کی نماز لمبی پڑھانے کی وجہ سے نماز فجر میں دیر سے جاتا ہوں (باجماعت نہیں پڑھتا)، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو وعظ و نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غصے کی حالت میں نہیں دیکھا، پھر آپ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ))

"بے شک تم میں سے کچھ (دین یا عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں کمزور، عمر رسیدہ اور کام کاج والے لوگ ہوتے ہیں"۔ (۱)

میں نے تمہیں اس طرح صرف اس لیے نماز پڑھائی ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو۔

۵۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن منبر پر نماز پڑھائی جبکہ لوگ آپ کے پیچھے تھے، پس آپ نماز پڑھانے لگے، آپ رکوع کرتے، پھر رکوع سے اٹھتے تو الٹے پاؤں واپس آتے زمین پر سجدہ کرکے پھر واپس جاتے تو منبر پر چڑھ جاتے، جب بھی آپ سجدہ کرتے تو منبر سے نیچے اترتے تھے، پس جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِنَّمَا صَلَّيْتُ لَكُمْ هٰكَذَا كَمَا تَرَوْنِي فَتَأْتَمُّوْنَ بِي))

"لوگو! میں نے تمہیں اس طرح صرف اس لیے نماز پڑھائی ہے تاکہ تم مجھے دیکھو تو میری اقتدا و پیروی کرو"۔ (۲)

میں تمہارا امام ہوں پس مجھ سے سبقت نہ کرو:

۵۷: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول ﷺ نے ایک دن نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"لوگو! میں تمہارا امام ہوں، پس رکوع و سجود، قیام و قعود اور مڑنے میں مجھ سے سبقت نہ کرو، بے شک میں تمہیں اپنے سامنے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

---

(۱) صحیح بخاری ۷۰۲،۹۰، صحیح مسلم: ۴۶۶، فلاں شخص سے مراد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) صحیح بخاری: ۲/ ۳۹۷، صحیح مسلم: ۵/ ۳۴۔۳۵ نووی، ابوداؤد: ۱۰۸۰

میری جان ہے! اگر تم وہ کچھ دیکھ لو جو میں دیکھتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ"۔ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا:

((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ))

"میں نے جنّت اور جہنم دیکھی ہے"۔(۱)

نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے:

۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا: آپ کے لیے کھجوروں کی شاخوں اور اس کے پتوں کا گھر بنایا گیا، پس ایک رات آپ نے وہاں سے اپنا سر باہر نکال کر فرمایا:

"لوگو! نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے، پس اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا سرگوشی کرتا ہے، اور تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات نہ کرو"۔(۲)

اہل قرآن وتر پڑھا کرو:

۵۹۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ))

"اہل قرآن (تہجد گزارو) وتر پڑھا کرو، بے شک اللہ عزوجل وتر (طاق، یکتا) ہے۔ وہ وتر کو پسند فرماتا ہے"۔(۳)

نماز میں صفیں درست برابر کرنا واجب ہے:

۶۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ (وہ اس طرح سیدھی ہوتیں) جیسے ان کے ساتھ تیر سیدھے کیے جاتے ہیں،

(۱) صحیح مسلم: ۴۲۶، نسائی: ۱۳۶۳۔ ابن خزیمہ: ۱۷۱۶۔ ابو یعلیٰ: ۳۹۵۲۔ ابن ابی شیبہ: ۷۱۵۶۔ مسند احمد: ۱۲۰۱۶۔ سند صحیح ہے۔

(۲) مسند احمد: ۶۱۲۷، شعیب الارنؤوط نے کہا: روایت صحیح ہے۔

(۳) مسند احمد: ۸۷۷، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد قوی ہیں۔ ابو داؤد: ۱۴۱۶، الشیخ الالبانی نے کہا: صحیح ہے۔ ترمذی: ۴۵۳

حتی کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم نے آپ سے یہ مسئلہ سمجھ لیا ہے، پھر ایک دن آپ تشریف لائے تو (نماز پڑھانے کے لیے) کھڑے ہو گئے حتی کہ قریب تھا کہ آپ اللہ اکبر کہتے، تو آپ نے ایک آدمی کو صف سے اپنا سینہ باہر نکالے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))

"اللہ کے بندو! اپنی صفیں برابر کر لو یا پھر اللہ تمہارے چہرے بدل دے گا"۔ (۱)

کتاب میں سیریل نمبر ۶۱ درج نہیں۔ میں نے کتاب کی پیروی کی ہے۔

۶۲۔ علی بن شیبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اپنی کن آنکھوں سے سرسری طور پر ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کر رہا، پس جب اللہ کے نبی ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ))

"مسلمانوں کی جماعت! جو شخص رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں"۔ (۲)

(۱) صحیح مسلم: ۹۴۳۶۔ ابوداؤد: ۶۶۳۔ ترمذی: ۲۲۷۔ مسند احمد: ۱۸۴۱۳

(۲) ابن خزیمہ: ۵۹۳، اعظمی نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ ابوداؤد: ۸۵۵، ترمذی: ۲۶۵۔ نسائی: ۱۰۲۷، ابن ماجہ: ۸۷۰

۳۔ زکوٰۃ و صدقات

صدقہ پر ترغیب:

۶۳۔ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو صدقہ پر ترغیب دلائی، لوگوں نے کچھ تاخیر کی حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر ناراضگی محسوس کی گئی، پھر انصار کے ایک آدمی نے ایک تھیلی لاکر پیش خدمت کی تو پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر فرحت و سرور نظر آنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب ملتا ہے اور ان (سب) کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی، اور جس نے کوئی برا کام جاری کیا تو اس کا اس پر عمل کرنے والوں کا بوجھ / گناہ اس پر ہوگا اور ان کے گناہ / بوجھ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ (۱)

۶۴۔ عبد اللہ بن ثعلبہ بن صغیر نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو صدقہ فطر کے بارے میں ہر چھوٹے بڑے اور آزاد و غلام کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (۲)

۶۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے ان پر دھاری دار کپڑے دیکھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی استطاعت رکھتا ہو اور وہ کام کاج والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے خصوصی جوڑا بنا لے تو اس پر کوئی حرج نہیں"۔ (۳)

۶۶۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ہمیں جو بھی خطبہ ارشاد

---

(۱) ابن خزیمہ (۲۴۷۷)، الشیخ البانیؒ نے فرمایا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ترمذی: ۲۶۷۷، ابن ماجہ: ۲۰۳، ۲۰۷، دارمی: ۵۱۴، ۵۱۲

(۲) ابن خزیمہ: ۲۴۱۰، اعظمی نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔ ابوداود (۱۶۲۰)، مستدرک حاکم: ۵۲۱۴

(۳) ابوداود: ۱۰۷۸، ابن ماجہ ۱۰۹۶، ابن حبان: ۲۷۷۷، ابن خزیمہ: ۱۷۶۵، الشیخ البانی نے کہا: اپنے شاہد کے لیے حدیث صحیح ہے۔

فرماتے تو آپ اس میں ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرماتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (۱)

۶۷۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن (عید گاہ) تشریف لایا کرتے تھے تو آپ دو رکعتیں (نماز عید) پڑھتے پھر خطبہ ارشاد فرماتے اور صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تھے، زیادہ تر خواتین صدقہ کیا کرتی تھی، پس اگر کوئی مہم درپیش ہوتی یا کوئی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو آپ گفتگو فرماتے ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔ (۲)

۶۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ عید الاضحی یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لائے، پھر نماز سے فارغ ہو کر آپ نے لوگوں کو وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ کا حکم فرمایا تو فرمایا: "لوگو! صدقہ کرو، آپ خواتین (رضی اللہ عنھن) کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: "خواتین کی جماعت: صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنمیوں میں تمہیں زیادہ تعداد میں دیکھا ہے" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول: یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: "تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، میں نے عقل و دین میں ناقص ہونے والیوں میں سے ہوشیار شخص کی عقل گم کر دینے والی تم عورتوں کی جماعت سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا"۔ پھر آپ تشریف لے گئے پس جب آپ اپنے گھر پہنچ گئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! یہ زینب ہے: آپ نے فرمایا: "کون سی زینب؟" بتایا گیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، آپ نے فرمایا: "ہاں اسے اندر آنے دو" پس انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے نبی (ﷺ) آپ نے آج صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، میرے پاس کچھ زیورات ہیں اور انہیں صدقہ کر دینے کا ارادہ کیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ وہ اور ان کی اولاد اس کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اسے ان پر صدقہ کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "ابن مسعود نے ٹھیک کہا ہے، تمہارا شوہر اور تمہاری اولاد اس کی زیادہ حق دار ہے کہ تو ان پر صدقہ کرے۔" (۳)

۶۹۔ ایک روایت میں ہے:

---

(۱) مسند احمد: ۱۹۸۷، شعیب الارنووط نے کہا: حدیث صحیح ہے۔ ابو کامل کے علاوہ اس حدیث کے راوی صحیح کے ثقہ راوی ہیں) دارمی: ۱۶۶۔ حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد قوی ہے۔

(۲) نسائی: ۱۵۹۷، الشیخ البانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۳) صحیح بخاری: ۱۳۹۳۔ صحیح مسلم: ۱۰۰۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ (عید گاہ کی طرف) تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا [عید الاضحی میں یا عید الفطر میں] اذان کا ذکر کیا نہ اقامت کا، پھر آپ خواتین کے پاس آئے تو انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا: پس میں نے انہیں اپنے کانوں اور بالیوں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اور انہیں اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (۱)

۷۰۔ ایک اور روایت میں ہے:

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

"خواتین کی جماعت: صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو کیونکہ میں نے جہنمیوں میں تمہیں سب سے زیادہ دیکھا ہے" (ان میں سے ایک فصیح اللسان خاتون نے عرض کیا، اللہ کے رسول! ہمارا کیا معاملہ ہے کہ ہم جہنم میں زیادہ تعداد میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: "تم زیادہ لعن طعن کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو، اور میں نے عقل و دین میں نقص والیوں میں سے کسی عقل مند شخص کی عقل گم کر دینے والیاں تم سے بڑھ کر نہیں دیکھیں"۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول: عقل و دین کا نقص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"رہا عقل کا نقصان تو وہ دو عورتوں کی شہادت ایک آدمی کی شہادت کے برابر ہے پس یہ عقل کا نقص ہے، اور وہ کئی راتیں (ایام حیض بھی) نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں (ان ایام میں) روزہ نہیں رکھتی پس یہ دین کا نقصان ہے"۔ (۲)

دینے والا ہاتھ اوپر والا ہے:

۷۱۔ طارق المحاربی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کو منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا: آپ فرما رہے تھے:

"دینے والا ہاتھ اوپر والا ہے، جن کی کفالت تیرے ذمے ہے اس سے (خرچ کرنے کی) ابتدا کر: تیری والدہ تیرا والد، تیری بہن اور تیرا بھائی، پھر قریبی رشتہ دار اور پھر جو اس کے بعد

(۱) صحیح بخاری: ۴۹۵۱
(۲) صحیح مسلم: [illegible]

قریبی رشتہ دار"۔ (۱)

۲۷۔ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، تو آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جو پاؤں اور جسم سے ننگے تھے بس دھاری دار چادر کا ازار باندھے ہوئے تھے یا کچھ بندے آئے جو تلواریں حمائل کیے ہوئے تھے [ان پر اور کوئی لباس نہ تھا] ان میں سے زیادہ تر بلکہ وہ سارے کے سارے مضر قبیلے سے تھے، پس رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا جس وقت آپ نے انہیں فاقہ کی حالت میں دیکھا، پس آپ اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لے آئے تو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی اور آپ نے [ظہر کی] نماز پڑھائی اور [اور پھر منبر پر چڑھ گئے] پھر خطبہ ارشاد فرمایا، [تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی]، آپ نے فرمایا: [اما بعد: اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النساء:۱)

لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو، یقین جانو کہ اللہ تم پر نگران ہے"۔

نیز فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ (الحشر:۱۸-۲۰)

"اے ایمان دارو، اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ ہر متنفس دیکھ لے کہ وہ کل کے لیے کیا کچھ

(۱) نسائی: ۲۵۳۲، الشیخ البانیؒ نے فرمایا: صحیح ہے، مسند احمد (۱۶۶۶۳) اور شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ ابن حبان: ۳۳۴۱

آگے بھیجتا ہے، اور تم اللہ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے، اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، پس اس نے ان کو اپنے آپ سے بے خبر کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں، جہنم والے اور جنّت والے برابر نہیں ہو سکتے (سن لو کہ) جنّت والے ہی کامیاب لوگ ہیں"

[صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور صدقے کے درمیان کچھ حائل کر دیا جائے] پس ایک آدمی نے اپنے دینار سے، اپنے درہم سے، اپنے کپڑے سے گندم کے صاع سے [جو سے] کھجور کے صاع سے صدقہ کیا حتیٰ کہ فرمایا: [تم میں سے کوئی صدقے کی کسی چیز کو حقیر نہ جانے] خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرو۔ [پس انہوں نے صدقہ کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر ناراضی ظاہر ہو گئی] پس انصار کا ایک شخص [چاندی کی (اور ایک روایت میں ہے: سونے کی] ایک تھیلی لے کر آیا، قریب تھا کہ اس کا ہاتھ اس سے عاجز آ جائے بلکہ عاجز آ گیا تھا، [پس رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ لیا جبکہ آپ اپنے منبر پر تھے] [اس شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ اللہ کی راہ میں] [پس رسول اللہ ﷺ نے اسے قبضے میں کر لیا] [پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے پیش کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے پیش کیا، پھر مہاجرین و انصار کھڑے ہوئے اور انہوں نے مال پیش کیا] پھر [صدقات پیش کرنے میں] لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ [پس دینار والے، درہم والے اور کپڑوں والے افراد کی طرف سے صدقات جمع ہوئے] حتیٰ کہ میں نے غلے اور کپڑوں کے دو بڑے ڈھیر دیکھے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو چمکتے دمکتے دیکھا گویا کہ وہ سونا ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اسلام میں اچھا کام جاری کیا تو اسے اس کا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے کے مثل اجر ملتا ہے اور ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی برا کام جاری کیا تو اس پر اس کا بوجھ اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے کے مثل بوجھ ہوگا، اور ان کے بوجھ / گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی"۔

[پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: [وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ] فرمایا: پس آپ نے اسے ان کے درمیان تقسیم کر دیا]۔ (1)

۴۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ منبر

(1) صحیح مسلم: ۸۹، ۳/۸۸، ۶۲، ۸/۶۱) نسائی: (۱/۳۵۵، ۳۵۶) دارمی: (۱۲۶، ۱/۲۶۱)

پر تھے، آپ نے صدقہ کرنے کا سوال کرنے سے بچنے اور سوال کرنے کا ذکر کیا تو فرمایا: ”اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے، پس اوپر والا ہاتھ سوال کرنے سے بچنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے“۔ (۱)

۴۷۔ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

”ان کے صدقات ان کے محلوں (ان کی رہائش گاہوں) میں ہی وصول کیے جائیں“۔ (۲)

مسند احمد میں زیادہ مکمل سیاق کے ساتھ وارد ہے...... جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

لوگو! دور جاہلیت میں جو کوئی معاہدہ تھا تو اسلام اسے مضبوط ہی کرتا ہے، اسلام میں کوئی معاہدہ نہیں، مسلمان دوسروں کے مقابلے میں ایک ہیں، ان کے خون برابر اہمیت کے حامل ہیں، ان میں سے کوئی عام مسلمان ہی پناہ دے تو وہ سب کی طرف سے معتبر ہوگی، اور جہاد کے موقع پر دور (آگے) نکل جانے والا لشکر پیچھے رہ جانے والے لشکر کو مال غنیمت میں شریک کرے گا، کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا، کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے، صدقات ان کے محلوں / رہائش گاہوں پر ہی وصول کیے جائیں گے زکوۃ وصول کرنے والا مال زکوہ کو اپنے پاس بلائے گا نہ مال زکوۃ کو ان کے اصل ٹھکانے سے دور لے جایا جائے گا۔“

الحوینی نے کہا: یہ سند حسن ہے، اور محمد بن اسحاق نے مسند احمد میں ایک مقام پر تحدیث کی صراحت کی ہے۔ (۳)

❂❂❂

(۱) صحیح بخاری: ۱۳۶۲)، (صحیح مسلم: ۱۰۳۳)، (ابوداؤد: ۱۶۴۸)
(۲) ابوداؤد: ۱۵۹۱، مسند احمد (۲/ ۱۸۰، ۲۱۶)، بیہقی: (۴/ ۱۱۰)
(۳) غوث المکدود ص ۱۴ ج ۲

۴۔ روزہ

رمضان ماہ مغفرت:

۷۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے تو فرمایا:

"آمین، آمین، آمین" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! آپ جس وقت منبر پر چڑھ رہے تھے تو آپ نے آمین، آمین آمین کہا تھا، آپ نے فرمایا:

"جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا: جو شخص ماہ رمضان پالے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو سکے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اللہ اسے (رحمت سے) دور فرمائے، کہیں آمین، تو میں نے کہا: آمین، جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو اپنی زندگی میں پالے اور پھر وہ ان سے اچھا سلوک نہ کرے اور وہ مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا، اللہ اسے دور کرے، کہیں آمین، میں نے کہا: آمین۔ اور آپ کا جس کے پاس ذکر کیا جائے گا اور وہ آپ پر صلاۃ نہ پڑھے اور وہ مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اللہ اسے (رحمت سے) دور فرمائے، کہیں آمین، پس میں نے کہا: آمین۔"[1]

❁❁❁

(۱) (ابن حبان: ۹۰۷)، شعیب الارنؤوط نے کہا: اسناد حسن ہے۔ ابن خزیمہ: ۱۸۸۸، اعظمی نے کہا: اسناد جید ہے۔

۵۔ حج

عرفات میں خطبہ:

۷۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو عرفات میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ))

"محرم (احرام والا) جوتے نہ پائے تو وہ موزے پہن لے اور جو ازار نہ پائے وہ پاجامہ پہن لے"۔ (۱)

۷۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا آپ نے عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

"تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی تمہارے اس ماہ میں تمہارے اس شہر میں حرمت ہے، سن لو: امر جاہلیت کی ہر چیز ان قدموں تلے ہے وہ باطل ہے۔ جاہلیت کے قتل باطل ہیں، میں سب سے پہلا خون اپنے خاندان کے ابن ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون باطل قرار دیتا ہوں وہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا، ہذیل نے اسے قتل کیا تھا، جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود ہے پس وہ سارے کا سارا ختم ہے۔ پس خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے، تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسی مار مار سکتے ہو جو زیادہ شدید نہ ہو، اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انھیں دستور کے مطابق کھلاؤ اور پلاؤ، اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ

(۱) صحیح بخاری: ۱۷۴۴، ۱۷۴۶، صحیح مسلم: ۱۱۷۹، نسائی: ۲۶۷۱، ابن ماجہ: ۲۹۳۲

ہو گے، اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ انہوں نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے، (امانت) ادا کر دی، اپنی امت کے لیے خیر خواہی فرمائی۔ اور آپ کے ذمے جو ذمہ داری تھی وہ آپ نے ادا کر دی۔ پس آپ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور اسے لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ۔"(۱)

فرض حج:

۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، تو فرمایا:
"لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس حج کرو۔"

ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول: کیا ہر سال، تو آپ خاموش رہے، حتی کہ اس نے تین بار ایسے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں کہہ دیتا: ہاں، تو پھر (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا اور تم استطاعت نہ رکھتے۔" پھر فرمایا: "جو چیزیں تمہیں نہ بتاؤں تو تم اس کے متعلق مجھ سے نہ پوچھا کرو تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ سوال کرتے اور ان سے اختلاف کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے تھے، پس میں جس چیز کا تمہیں حکم دوں تو اسے مقدور بھر بجا لاؤ اور میں جس چیز سے تمہیں روک دوں تو اسے چھوڑ دو"۔(۲)

۸۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول: کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر میں نے کہہ دیا ہاں تو پھر واجب ہو جائے گا، اور اگر واجب ہو گیا اور تم نے اسے نہ کیا تو اس کے نہ کرنے کی وجہ سے تمہیں عذاب دیا جائے گا۔(۳)

قربانی کے دن خطبہ:

۸۱۔ مرہ الطیب نے بیان کیا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے میرے اس

(۱) (ابن ماجہ، ابن الجارود، ابو داؤد، دارمی، بیہقی، مسند شافعی، امام الالبانیؒ نے اسے اپنی کتاب "حجۃ النبی ﷺ" میں صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے۔

(۲) ابن مہران اصبہانی نے اسے المسند (۳۱۰۸) ۴/۱۱) المستخرج علی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے اور کہا: امام مسلم نے اسے ابو خیثمہ (۱۳۳۷) سے روایت کیا اور امام بیہقی اسے "الصغری" (۱۴۷۱) (۳/۴۹۱) میں روایت کیا: اور امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح قرار دیا)

(۳) (ابن ماجہ: ۲۸۸۵،...... نے "الزوائد" میں کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، اور الشیخ البانی نے کہا: صحیح ہے۔)

کمرے میں مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن اپنی سرخ رنگ کی کان کٹی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا:

"یہ قربانی کا دن ہے، اور یہ حج اکبر کا دن ہے۔"(۱)

۸۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں فرمایا جبکہ آپ اپنی کان کٹی اونٹنی پر تھے، آپ نے فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ یہ کون سا مہینہ ہے؟ اور یہ کون سا شہر ہے؟"
انہوں نے عرض کیا: یہ حرمت والا شہر، حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے۔ آپ نے فرمایا:

"سن لو! تمہارے اموال اور تمہارے خون تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اسی مہینے کی تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس دن میں حرمت ہے، سن لو! میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا، میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا، پس تم (کثرت معاصی کی وجہ سے) مجھے شرمندگی نہ دلانا سن لو بے شک میں کچھ لوگوں کو چھڑاؤں گا جبکہ کچھ لوگ مجھ سے چھڑا لیے جائیں گے تو میں کہوں گا: پروردگار! یہ تو میرے پیروکار ہیں، تو وہ فرمائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام جاری کر لیے تھے"۔(۲)

حج میں لوگوں کے احرام باندھنے کی جگہ:

۸۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

"مدینہ والوں کی احرام باندھنے کی جگہ: ذوالحلیفہ ہے، دوسری راہ سے آنے والوں کی احرام باندھنے کی جگہ: جحفہ ہے، عراق والوں کی احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق (نجد و تہامہ کے درمیان حد فاصل)، اہل نجد کی احرام باندھنے کی جگہ قرن اور یمن والوں کی احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے"۔(۳)

---

(۱) مسند احمد: ۱۵۹۲۷، شعیب الارنؤوط نے کہا، اس کی اسناد صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں جو کہ الشیخین کے راوی ہیں۔

(۲) ابن ماجہ: ۳۰۸۷، البوصیریؒ نے "الزوائد" میں فرمایا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور الالبانیؒ نے فرمایا: صحیح ہے۔ مسند احمد: ۲۳۵۴۴، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ نسائی فی الکبریٰ: ۴۰۹۹

(۳) ابن ماجہ، صحیح مسلم، مسند شافعی، مسند احمد، بیہقی، طیالسی اور شیخ الالبانی نے اپنی کتاب "حج

منیٰ میں خطبہ:

۸۴۔ عبد الرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ نے ہماری سماعت اتنی تیز کردی حتی کہ ہم آپ کا فرمان سن سکتے تھے جبکہ ہم اپنے ٹھکانوں (قیام گاہوں) میں تھے، پس نبی ﷺ انہیں ان کے مناسک سکھانے لگے حتی کہ رمی جمار تک پہنچے تو فرمایا: چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارنا (وہ کنکری جو انگلی پر رکھ کر پھینکی جاتی ہے)، آپ نے مہاجرین کو فرمایا کہ وہ مسجد کے سامنے قیام کریں اور انصار کو حکم فرمایا کہ وہ مسجد کے پیچھے پڑاؤ ڈالیں۔ (۱)

۸۵۔ بنو بکر قبیلے کے دو افراد نے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے وسط والے دن (۱۲ ذوالحجہ) خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، جبکہ ہم آپ کی سواری کے پاس تھے اور یہی وہ خطبہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا تھا۔ (۲)

۸۶۔ نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے منیٰ میں لوگوں سے خطاب فرمایا اور انہیں ان کے ٹھکانے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مہاجرین یہاں قیام کریں اور آپ نے قبلہ کی دائیں جانب ارشاد فرمایا، اور انصار یہاں قیام کریں اور آپ نے قبلے کی بائیں جانب ارشاد فرمایا، پھر باقی لوگ ان کے آس پاس قیام کریں۔ (۳)

حج میں خطبہ

۸۷۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

"زمانہ گھوم گھما کر اس دن کی طرح اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا، سال میں بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین لگا تار ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم نیز رجب مضر"۔ (۴)

النبی ﷺ" میں اسے صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے روایت کیا ہے۔

(۱) نسائی: ۲۹۹۶، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے، ابوداؤد: ۱۹۵۷، بیہقی فی الکبریٰ: ۹۳۲۱

(۲) ابوداؤد: ۱۹۵۲، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۳) ابوداؤد: ۱۹۵۱، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

(۴) ابوداؤد نے ۱۹۴۷۔ الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۲۵، صحیح مسلم)

۱۶۷۹، ماہ رجب کو مضر قبیلے کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا ہے کہ ربیعہ قبیلے والے رمضان کی تعظیم کرتے تھے وہ اسے رجب کا نام دیتے تھے، جبکہ مضر قبیلے والے رجب ہی کی تعظیم کرتے تھے اس لیے کہا: رجب مضر]

قربانی کے دن دوسرا خطبہ:

۸۸۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟" ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پس آپ نے خاموشی اختیار فرمائی حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے مشہور و معروف نام کے علاوہ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: "کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟" ہم نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: "یہ کون سا مہینہ ہے؟" ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، پس آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے معروف نام کے علاوہ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: "کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟" ہم نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: "یہ کون سا شہر ہے؟" ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کے معروف نام کے علاوہ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: "کیا یہ بلد حرام (حرمت والا شہر) نہیں"؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: "بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر میں، اور یہ حرمت اس دن تک ہے جس دن تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے سن لو کیا میں نے پہنچا دیا؟" انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ نے فرمایا: "اے اللہ! گواہ رہنا، پس جو یہاں موجود ہے وہ اس تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں بسا اوقات جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے، پس تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو"۔ [۱]

۸۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس بیان کیا، نبی ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "ہم اپنے اس دن میں سب سے پہلے یہ کریں گے کہ ہم نماز پڑھیں گے، پھر قربانی کریں گے، پس جس نے یہ کیا اس نے ہماری سُنت کے

---

(۱) (صحیح بخاری: ۱۶۵۴)

مطابق کیا اور جس نے اس (نماز پڑھنے) سے پہلے ذبح کر لیا تو وہ گوشت ہے جسے وہ اپنے اہل کو پیش کر رہا ہے۔" پس ابوبردہ بن دینار رضی اللہ عنہ (نماز عید سے پہلے) ذبح کر چکے تھے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو کہ سال سے کم عمر کا ہے لیکن وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے سال کا ہو، آپ نے فرمایا: "اسے ذبح کرو، لیکن وہ تمہارے بعد کسی اور کے لیے جائز نہ ہو گا۔"(۱)

یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے قبل خطبہ:

۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: آپ سے یعنی نبی ﷺ نے یوم الترویہ سے ایک دن پہلے (سات ذوالحجہ) لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں ان کے مناسک کے متعلق بتایا۔(۲)

حج میں قربانی:

۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنے اصحاب میں بکریاں تقسیم فرمائیں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حصے میں بکری کا ایک سالہ بچہ آیا تو انہوں نے اسے اپنی طرف سے ذبح کیا، پس جب رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں وقوف فرمایا تو آپ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو وہ آپ کی اونٹنی کی چھاتی کے (یعنی اس کے برابر) نیچے کھڑے ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟" انہوں نے کہا: حرمت والا مہینہ ہے، فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟" انہوں نے کہا: حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟" انہوں نے کہا: حج اکبر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اس طرح حرام قرار دیے ہیں جس طرح تمہارے اس مہینے کی حرمت، تمہارے اس شہر کی حرمت ہے اور تمہارے اس دن کی حرمت ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا حج ادا فرمایا اور جس وقت عرفات میں وقوف فرمایا تو

---

(۱) نسائی: ۱۵۶۳، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ ابن حبان: ۵۹۰۶، شعیب الارنوط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲) مستدرک حاکم، بیہقی، الشیخ الالبانی نے "صحیح الجامع" (۴۷۷۴) میں فرمایا: روایت صحیح ہے، دیکھیں "الصحیحہ": ۲۰۸۲

فرمایا: "یہ وقوف کی جگہ اور سارا عرفات وقوف کی جگہ ہے، اور جس وقت آپ نے قزح (پہاڑ) پر وقوف فرمایا تو فرمایا: "یہ وقوف کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے"۔ (۱)

۹۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: لوگوں کی طرف سے بہت سی باتیں ہوئی پس ہم حج کے ارادے سے روانہ ہوئے حتی کہ ہمارے اور ہمارے احرام کھولنے کے درمیان بس چند راتیں ہی باقی تھیں کہ آپ نے احرام کھولنے کا حکم فرمادیا تو کسی نے یوں کہہ دیا: ہم میں سے کوئی عرفہ کی طرف کوچ کرے گا جبکہ اس کی شرمگاہ سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے (یعنی تازہ تازہ بیویوں سے جماع کیا ہوگا) پس رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: "لوگو! کیا تم مجھے اللہ کے متعلق بتاتے ہو، اللہ کی قسم! میں اللہ کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں اور اس سے تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں، اور جس چیز کے متعلق مجھے اب معلوم ہوا ہے اگر میں اسے پہلے جان لیتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا، اور جس طرح انہوں نے احرام کھولا ہے میں بھی احرام کھول دیتا، پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے اور جب اپنے گھر لوٹ جائے تو سات روزے وہاں رکھے اور جو قربانی کا جانور پائے تو وہ قربانی کرے،" ہم سات افراد کی طرف سے اونٹ کی قربانی کیا کرتے تھے۔ (۲)

عمرہ حج میں داخل ہو گیا:

۹۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم صرف حج کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، اس کے علاوہ ہماری اور کوئی نیت نہیں تھی حتی کہ جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھی، آپ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا کہ تم رو رہی ہو؟" انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے حیض آگیا ہے، آپ نے فرمایا: "یہ تو آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کو آتا ہی ہے یہ تمہیں کوئی انوکھا تو نہیں آیا۔" پس وہ چار ذوالحجہ کو کعبہ پہنچے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم مکمل طور پر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔ پس

(۱) ابن خزیمہ: ۲۹۲۷۔ الشیخ الالبانی نے فرمایا: اس کی اسناد حسن ہے، ہیثمی (۲۷۱/۳) نے فرمایا: امام طبرانی نے اسے "الکبیر" میں روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں)۔

(۲) ابن خزیمہ: ۲۹۲۶، صحیح مسلم: ۱۴۱، ابن صریح عن عطاء کے طریق سے، لیکن اس روایت میں روزے کا ذکر نہیں ہے۔ مستدرک حاکم: ۱۷۴۲۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

ہم نے آپس میں بات چیت کی تو ہم نے کہا: ہم حج کے ارادے سے نکلے تھے اور ہماری صرف یہی نیت تھی حتی کہ جب ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف چار دن باقی رہ گئے ہیں تو ہم عرفات کی طرف اس حال میں جائیں گے کہ بیویوں سے جماع کی وجہ سے ہماری شرم گاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، پس رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

"سن لو! عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے پتہ چل جاتا جس کا مجھے بعد میں پتہ چلا ہے تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا، اگر قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا، پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ احرام کھول دے"، پس سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض ہے کہ اللہ کے رسول! ہماری خبر اس قوم کی خبر ہے گویا کہ وہ آج پیدا ہوئے ہوں کیا یہ ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے"۔ پس ہم عرفات آئے اور پھر وہاں سے لوٹے، پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرے دل میں کچھ وہم سا ہے کہ انہوں نے تو عمرہ کیا ہے (جبکہ میں نے عمرہ نہیں کیا) آپ نے فرمایا: "تمہیں بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر انہیں ملے گا"، انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا، پس آپ وادی مکہ کے بالائی حصے پر ٹھہرے اور ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو وہ انہیں اپنے پیچھے سوار کر کے تنعیم کے مقام پر لے آئے اور پھر وہاں سے آئے (اور عمرہ کیا)[1]

۹۴۔ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے وادی میں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "سن لو! قیامت کے دن تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔"[2]

محرم (احرام والا) کیا پہن سکتا ہے:

۹۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ایک آدمی نے عرض کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر

---

(۱) (مسند احمد: ۱۴۹۸۵)، شعیب الارنؤوط نے کہا: حدیث صحیح ہے۔ اسناد جید ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں الشیخین کے راوی ہیں سوائے مقعل بن عبید اللہ الجزری کے۔ پس وہ صحیح مسلم کے راوی ہیں اور وہ صدوق ہے۔ صحیح بخاری: ۵۲۲۸، اختصار کے ساتھ ابن حبان: ۴۰۰۵

(۲) (مسند احمد: ۱۷۶۱۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔ ابن ماجہ: ۲۹۷۷۔ اور الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے)

تھے۔ محرم کون سالباس پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ قمیض پہنے گا نہ عمامہ باندھے گا اور نہ ہی پاجامہ پہنے گا، نیز وہ ٹوپی پہن سکتا ہے نہ موزے، مگر وہ شخص جو جوتے نہ پائے تو وہ موزے پہن سکتا ہے جو کہ ٹخنوں کے نیچے تک کٹے ہوئے ہوں، اور وہ ایسا کوئی کپڑا نہیں پہن سکتا جس کو ورس اور زعفران لگا ہو۔“ (۱)

تاکید فسخ کے متعلق آپ ﷺ کا خطبہ اور صحابہ کرام کی آپ کیلئے اطاعت:

۹۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ”لوگو! کیا تم اللہ کے متعلق مجھے بتاتے ہو؟ جبکہ تم جانتے ہو کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ نیکوکار ہوں، میں جس کا تمہیں حکم دوں تو تم اسے بجالاؤ، اگر (میرے ساتھ) قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا جس طرح تم نے احرام کھولا ہے، لیکن میں احرام کی پابندیوں سے آزاد نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچ جائے [یعنی: جب دس ذوالحجہ کو قربانی ہو جائے] اگر مجھے اس چیز کے متعلق پہلے معلوم ہو جاتا جس کے متعلق مجھے بعد میں پتہ چلا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا پس احرام کھول دو۔“ راوی نے بیان کیا: پس ہم نے بیویوں سے تعلق زن و شو قائم کیا، خوشبو لگائی اور اپنے کپڑے پہنے (یعنی احرام کھول دیا اور احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں) (۲)

حج کی نیت کو عمرہ میں بدلنے کا حکم:

۹۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: حتیٰ کہ جب آپ صفا و مروہ کی سعی کے دوران ساتویں چکر پر مروہ پر تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اگر مجھے اس چیز کا پہلے پتہ چل جاتا جس کے متعلق مجھے بعد میں پتہ چلا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا، اور میں اسے عمرہ بنا لیتا، پس تم میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور ہے تو وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ بنا لے

---

(۱) ابو یعلیٰ: ۵۸۱۲، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہیں۔ (صحیح بخاری: ۱۴۶۸، ۵۴۵۸، ۵۴۶۶، نسائی: ۲۶۷۰، مسند احمد: ۴۴۸۲، ابن حبان: ۳۹۵۵، الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ ابن خزیمہ: ۲۵۹۷، طیالسی: ۱۸۳۹

(۲) صحیح مسلم، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی فی شرح الآثار، مسند احمد، صحیح بخاری اور بیہقی، ابن سعد اور طیالسی اور الشیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حجۃ النبی ﷺ میں اسے صحیح کہا ہے جسے جابر نے روایت کیا ہے۔

(ایک روایت میں ہے: فرمایا: اپنے احرام کھول دو، پس بیت اللہ کا طواف کرو، صفا و مروہ کی سعی کرو، بال کترا ؤ اور حالت حلال میں رہو حتی کہ جب آٹھ ذوالحجہ ہو تو پھر حج کے لیے احرام باندھو، اور تم نے جو پہلے کیا ہے "متعہ" بنالو[یعنی: اسے حج تمتع بنالو جس کے لئے تم نے احرام باندھا وہ عمرہ ہو گیا پس تم (اس عمرے کے بعد) حج تمتع کرنے والے ہو گئے، اور مجازی طور پر عمرے کو متعہ قرار دیا] پس سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، وہ مروہ کے نشیب میں تھے، عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے عمرے کے بارے میں بتائیں، آپ نے یہ حج تمتع ہمارے صرف اس سال کے لیے قرار دیا ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں اور فرمایا: 'عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہو گیا ہے، نہیں، بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے، نہیں، بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے،" تین بار فرمایا۔ (۱)

انگلی پر رکھ کر پھینکی جانے والی کنکری جیسی کنکریوں کے ساتھ رمی جمرہ کرو:

۹۸۔ فضل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام مزدلفہ کی صبح، جس وقت ہم عرفات سے لوٹے لوگوں سے فرمایا: "سکینت و وقار کے ساتھ چلو جبکہ آپ اپنی اونٹنی کو روک رہے تھے (کہ تیز نہ چلے) حتی کہ جب منیٰ میں داخل ہوئے، جس وقت آپ وادی محسر میں اترے تو آپ نے فرمایا: "جمرہ کی رمی کے لیے ایسی کنکریاں حاصل کرو جیسا کہ انسان انگلی پر کنکری رکھ کر پھینکتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ کے اشارے سے یہ کر کے دکھا رہے تھے۔ (۲)

۹۹۔ سُلیمان بن عمرو بن الاحوص نے اپنی والدہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا جبکہ لوگ رمی کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: "لوگو! اپنے آپ کو قتل یا ہلاک نہ کرو، جمرہ یا جمرات کو انگلی پر رکھ کر پھینکی جانے والی کنکری کے مثل کنکریوں کے ساتھ

(۱) مسند احمد، ابو داود، بیہقی، ابن جارود، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی اور دارمی اور البانیؒ نے اسے جابرؓ کی روایت ہے اپنی کتاب حجۃ النبی ﷺ میں صحیح کہا ہے۔

(۲) مسند احمد: ۱۷۹۴، شعیب ارنؤوط نے کہا: صحیح مسلم کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہیں، اس کے راوی ثقہ ہیں الشیخین کے راوی ہیں البتہ ابو الزبیر صحیح مسلم کے راویوں میں سے ہے۔

رمی کرو۔“[1]

۱۰۰۔ ام جندب ازدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جس وقت عرفات سے لوٹے تو انہوں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! سکینت و وقار کے ساتھ چلو تم انگلی پر رکھ کر پھینکی جانے والی کنکری کے مثل کنکری کے ساتھ رمی کرو۔“[2]

جو حج کرے تو وہ حج میں عمرے کا تلبیہ پکارے:

۱۰۱۔ ابو عمران نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے موالی کے ساتھ حج کیا، پس میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا: ام المومنین! میں نے اس سے پہلے بالکل حج نہیں کیا تو میں دونوں میں سے کس سے ابتدا کروں حج سے یا عمرہ سے انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہو تو حج کرنے سے پہلے عمرہ کر لو، اور اگر چاہو تو بعد میں عمرہ کر لو پہلے حج کر لو، پس میں صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھے اس کے مثل بتایا، پس میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آیا تو انہیں صفیہ رضی اللہ عنہا کا موقف بیان کیا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آل محمد ﷺ! تم میں سے جو حج کرے تو وہ حج میں عمرے کا تلبیہ پکارے۔“[3]

۱۰۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ میں اپنے اس سال کے بعد حج نہ کروں،“[4]

❂❂❂

---

(۱) مسند احمد: ۲۲۳۸۱، شعیب الارنؤوط نے کہا: یہ روایت حسن لغیرہ ہے۔

(۲) مسند احمد: ۲۳۲۶۷، شعیب ارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں، الشیخین کے راوی ہیں، البتہ ام جندب ازدیہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہیں۔

(۳) (ابن حبان ۳۹۲۲) شعیب ارنؤوط نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور بیہقی نے اسے الکبریٰ (۸۵۶۸) میں روایت کیا ہے۔

(۴) نسائی، الشیخ الالبانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، صحیح الجامع: ۷۸۸۲، ارواء ۱۰۵۹، حجۃ النبی ص ۸۲ اور دیکھیے مختصر صحیح مسلم ۷۲۴ اور صحیح البانی ۲۸۶۸۔

٦۔ الجنائز

بہترین کفن دینا:

۱۰۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اپنے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا جو فوت ہوئے اور انہیں معمولی سا کفن دیا گیا اور رات کے وقت دفن کیا گیا، پس نبی ﷺ نے رات کے وقت دفن کرنے سے زجر و توبیخ فرمائی حتیٰ کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائے مگر یہ کہ انسان ایسا (رات کے وقت دفن) کرنے پر مجبور ہو، اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کو کفن دے تو اسے بہترین کفن دے۔“ (۱)

آپ ﷺ کا زید و جعفر اور عبد اللہ بن روحہ رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبر دینا:

۱۰۴۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے (غزوۂ مؤتہ کے موقع پر) ایک لشکر روانہ فرمایا تو فرمایا: ”زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تمہارے امیر ہوں گے، اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے، اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے، پس جعفر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ پر میرے والدین قربان ہوں، مجھے یہ خدشہ نہیں تھا کہ آپ زید رضی اللہ عنہ کو میرا امیر بنائیں گے آپ نے فرمایا: ”چلو بے شک تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے، پس وہ چلے تو جس قدر اللہ نے چاہا تو وہ ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور حکم فرمایا کہ اعلان کیا جائے: نماز جمع کرنے والی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر و بھلائی پالی، کیا میں تمہیں تمہارے اس غزوہ کے لشکر کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ گئے پس دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو زید رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے پس ان کے لیے

(۱) صحیح مسلم: ۹۴۳، ابو داؤد: ۳۱۴۸، نسائی: ۱۸۹۵ البانی نے صحیح کہا ہے رواہ احمد اور شعیب ارنؤوط نے کہا اس کی سند صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے اس کی راوی شیخین کے ثقہ راوی ہیں سوائے ابو الزبیر کے جو کہ محمد مسلم بن تدرس کی ہے۔ مسلم راوی اور ابن حبان نے اسے روایت کیا ہے ۳۰۳۴ اور ارنؤوط نے سند کو قوی کہا ہے۔

استغفار کرو، پس لوگوں نے ان کے لیے استغفار کی، پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ پس انہوں نے خوب لڑائی لڑی۔ حتیٰ کہ وہ بھی شہید کر دیے گئے، میں ان کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں پس ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا تو وہ ثابت قدم رہے حتیٰ کہ وہ بھی شہید کر دیے گئے پس ان کے لیے استغفار کرو، پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا اور وہ نامزد امراء میں سے نہیں تھے، انہوں نے اپنے آپ کو خود ہی امیر بنا لیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما،" پس اسی روز سے ان کا نام خالد سیف اللہ رکھا گیا، پھر فرمایا: "کوچ کرو اور اپنے بھائیوں کی مدد کرو، کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہے، پس لوگ سخت گرمی میں پیدل اور سواری پر روانہ ہو گئے۔[1]

نبی ﷺ کی وفات مسلمانوں پر سب سے بڑی مصیبت ہے:

۱۰۵۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! جس مومن کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس مصیبت سے جو کہ اسے میرے بغیر پہنچی ہے اپنی مصیبت سے میرے ذریعے تسلی حاصل کر لے، کیونکہ میری امت میں سے کسی شخص کو میرے بعد ایسی کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی جو اس پر (میری وفات کی وجہ سے) میری مصیبت سے زیادہ سخت ہو۔"[2]

---

(۱) مسند احمد ۵/۲۹۹، ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ الشیخ الالبانیؒ نے "أحکام الجنائز" مسئلہ ۲۴ میں فرمایا: اس کی اسناد حسن ہے۔

(۲) ابن ماجہ، الشیخ الالبانی نے "صحیح الجامع" (۷۸۷۹) میں بیان کیا، وہ روایت صحیح ہے، دیکھیں: "الصحیحہ" ۱۱۰۶

۷۔ جہاد

تبوک کے دن خطبہ:

۱۰۶۔ حبیب بن شہاب العنبری نے بیان کیا: میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں اور میرا ایک ساتھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پس ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے فرمایا: تم دونوں کون ہو؟ ہم نے انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: کھجور اور پانی پر لوگوں کی طرف چلے جاؤ۔ ہر وادی اپنی مقدار کے مطابق ہی بہتی ہے، ہم نے کہا: آپ کی خیر و بھلائی زیادہ ہو ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی اجازت لے دیں، پس انہوں نے ہمرے لیے اجازت طلب کی تو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: تبوک کے دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”لوگوں میں اس شخص کی مثال نہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور لوگوں کے شرور سے بچتا ہے، اور اس آدمی کی بھی مثال نہیں جو اپنی بکریوں کے ساتھ بادیہ نشیں ہو جاتا ہے، اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے۔“ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے یہ فرمایا ہے، میں نے کہا: کیا آپ نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے یہ فرمایا ہے، میں نے کہا: کیا آپ نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے یہ فرمایا ہے؟ پس میں نے اللہ کی تکبیر و تحمید بیان کی (اللہ اکبر اور الحمد للہ کہا) اور شکر ادا کیا۔[1]

۱۰۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک کے سال لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ آپ کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بہترین شخص اور بدترین شخص کے متعلق نہ بتاؤں، بے شک بہترین شخص وہ آدمی ہے جس نے اپنے گھوڑے کی پشت پر یا اونٹ کی پشت پر یا پیدل جہاد کیا حتیٰ کہ اسے موت آجائے، اور بدترین شخص وہ فاجر جری شخص ہے جو اللہ کی کتاب

(۱) مسند احمد: ۲۸۳۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

پڑھتا ہے اور پھر بھی اس کی کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا (اپنی زندگی میں تبدیلی نہیں لاتا)۔"(۱)

جہاد کی فضیلت:

۱۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا: مجھے بتائیں اگر میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے سینہ سپر ہو کر پشت دکھائے بغیر اللہ کی راہ میں قتال کروں تو کیا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں" پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے، اور پھر فرمایا: "ابھی ابھی جس نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟" اس آدمی نے عرض کیا: جی ہاں، میں ادھر ہی ہوں، آپ نے فرمایا: "تم نے کیا کہا تھا؟" اس نے عرض کیا: مجھے بتائیں اگر میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے سینہ سپر ہو کر پشت دکھائے بغیر اللہ کی راہ میں قتال کروں تو اللہ میرے گناہ معاف فرما دے گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں سوائے قرض کے، جبریل علیہ السلام نے ابھی ابھی اس کے متعلق مجھ سے سرگوشی کی ہے۔"(۲)

۱۰۹۔ سفیان بن وہب خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے سائے کے نیچے تھے یا ایک آدمی نے انہیں بیان کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: "کیا میں نے پہنچا دیا؟" پس ہم نے خیال کیا کہ آپ ہماری طرف سے جواب کا ارادہ رکھتے ہیں پس ہم نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ نے تین بار اسے دہرایا اور آپ نے اپنے بیان میں فرمایا:

> "اللہ کی راہ میں شام کے وقت جہاد کے لیے چلنا دنیا سے اور اس پر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے، اور اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جہاد کے لیے چلنا دنیا سے اور اس پر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے، مومن دوسرے مومن پر حرام ہے، اس کی عزت،

---

(۱) مستدرک حاکم: ۲۳۸۰، اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام ذہبی نے فرمایا: صحیح ہے) میں نے کہا: اس کی اسناد ضعیف ہے کیونکہ ابو الخطاب مجہول ہے اور الشیخ الالبانی نے فرمایا: ضعیف الاسناد [سنن النسائی (۳۱۰۶)]

(۲) نسائی: ۳۱۵۵، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن صحیح ہے، مسند احمد ۱۴۵۳، ۸۴۳۸ اور ارنووط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے: اور یہ اسناد حسن ہے۔

اس کا مال اور اس کی جان اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہے۔"[1]

دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنّا نہ کرو اور جنت تلواروں کے سائے میں:

۱۱۰۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، اپنے کسی غزوہ میں جس میں آپ کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تھی حتی کہ سورج ڈھل گیا، لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا:

"لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی تمنّا نہ کرو، اللہ سے عافیت کا سوال کرو، پس جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر کرو، اور جان لو کہ جنّت تلواروں کے سائے تلے ہے۔" پھر فرمایا: "اے اللہ! کتاب (قرآن مجید) کے نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے! ، اتحادیوں کو شکست دینے والے انہیں شکست سے دوچار کر دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔"[2]

سن لو "قوت" سے مراد تیر اندازی ہے:

۱۱۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ منبر پر تھے: وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال:٦٠)

"ان (کے ساتھ مقابلے) کے لیے جس قدر ہو سکے قوت بنا رکھو"

سن لو اس آیت میں قوت سے مراد تیر اندازی ہے، سن لو قوت سے مراد تیر اندازی ہے، سن لو قوت سے مراد تیر اندازی ہے، سن لو بے شک قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔"[3]

(۱) (مسند احمد ۲۰۷۵۷) شعیب ارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔ عبداللہ بن لھیعہ کی وجہ سے یہ اسناد ضعیف ہے، وہ سیء الحفظ ہے، طبرانی نے "الکبیر" (۶۴۰۴) (۷/۷۱) میں روایت کیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری: ۲۸۰۴، صحیح مسلم: ۱۷۴۱، ابوداؤد: ۲۶۳۱، مسند احمد، ۱۰۷۸۴

(۳) ابویعلیٰ: ۱۷۴۳، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، ابوداؤد: ۲۵۱۴، ترمذی: ۳۰۸۳، اور الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے) اور ترمذی میں یہ زیادت ہے: "اللہ عنقریب تمہیں زمین پر فتوحات دے گا اور تم محنت و مشقت سے رک جاؤ گے، پس تم میں سے کوئی اپنے تیروں سے غافل نہ ہو، (یعنی خوش حالی کی صورت میں بھی اس میں مہارت برقرار رکھنا) [الشیخ الالبانی نے کہا: ترمذی والی روایت حسن صحیح ہے] احمد نے اسے روایت کیا (۱۷۴۶۸) اور شعیب ارنؤوط نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے اس کے مراوی صحیح کے راوی ہیں اور ابن حبان نے (۴۷۰۹) اور حاکم نے (۳۲۶۷) اور بیہقی نے الکبریٰ (۱۹۵۱۱) میں روایت کیا ہے۔

حنین کے دن کا خطبہ:

۱۱۲۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن مال غنیمت کے ایک اونٹ کے پہلو میں ہمیں نماز پڑھائی" پھر آپ نے اونٹ سے کوئی چیز پکڑی اور پھر اس میں سے ایک بال لے کر اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ کر فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ أَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ فَمَا دُوْنَ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَنَارٌ وَنَارٌ

"لوگو! یہ تمہارے اموال غنیمت میں سے ہے، دھاگہ اور سوئی ادا کر دو، پس اس سے کوئی چیز بڑی ہو وہ بھی اور جو چھوٹی ہو وہ بھی، کیونکہ مال غنیمت میں خیانت قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے باعث عار، عیب اور آگ کا باعث ہوگی۔" (۱)

❂❂❂

(۱) الصحیحۃ: ۹۸۵

خواتین کو وعظ و نصیحت

خواتین کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا:

۱۱۳۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواتین کی جماعت! صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات میں سے کرو،“ انہوں نے بیان کیا: پس میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹی اور عرض کیا: آپ تنگ دست و محتاج ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، پس آپ ان کے پاس جائیں اور دریافت کریں اگر میں وہ صدقہ تمہیں (عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو) دے دوں تو کیا وہ ادا ہو جائے گا ورنہ میں اسے تمہارے علاوہ کسی اور کو دے دیتی ہوں۔ پس عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ خود ہی ان کے پاس جائیں، انہوں نے بیان کیا، پس میں گئی تو وہاں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر انصار کی ایک خاتون کو دیکھا اس کا بھی وہی کام تھا جو کہ میرا تھا، رسول اللہ ﷺ بارعب شخصیت تھے، انہوں نے بیان کیا: بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے انہیں کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ دروازے پر دو خواتین ہیں وہ آپ سے مسئلہ دریافت کرتی ہیں کیا ان کی طرف سے اپنے شوہروں اور ان کے زیر پرورش یتیم بچوں پر صدقہ کرنا جائز ہے (وہ صدقہ ہو جائے گا)؟ اور آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، پس بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”وہ دونوں کون ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا: انصار کی ایک خاتون ہیں اور دوسری زینب رضی اللہ عنہا ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون سی زینب؟“ انہوں نے عرض کیا: عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”ان دونوں کے لیے دہرا اجر ہے، اجر قرابت اور اجر صدقہ۔“ (۱)

۱۱۴۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے ایک دن خواتین کو خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے انہیں وعظ و نصیحت کی، اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنے شوہروں کی اطاعت کرنے کا انہیں حکم فرمایا، اور فرمایا: ”تم میں سے کچھ جنّت میں داخل ہوں گی اور آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا، اور تم میں سے جہنم کا ایندھن ہیں، اور آپ نے اپنی انگلیاں الگ کر لیں،

---

(۱) صحیح مسلم: ۱۰۰۰، ابن حبان: ۴۲۴۸، شعیب ارنؤوط نے کہا: حدیث صحیح ہے۔

ماردیہ یا مرادیہ علیہا السلام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم شوہر کی ناشکری کرتی ہو، بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور تم خیر سے ٹال مٹول کرتی ہو۔'' (۱)

۱۱۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے عید میں خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا: پس آپ نے سمجھا کہ خواتین نہیں سن سکیں تو آپ ان کے پاس آ گئے، انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا: تو وہ بالیاں، انگوٹھیاں اور دیگر زیورات (بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں) ڈالنے لگیں۔ (۲)

۱۱۶۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ''خواتین کی جماعت! صدقہ کرو، قیامت کے دن جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ ہو گی۔'' پس ایک خاتون کھڑی ہوئیں وہ سر برآوردہ خواتین میں سے نہیں تھیں، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جہنم میں ہماری تعداد زیادہ کیوں ہو گی؟ آپ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم زیادہ لعن طعن کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' (۳)

انگلیوں کے پوروں پر تسبیح کرنا:

۱۱۷۔ یسیرہ بنت یاسر رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواتین کی جماعت! انگلیوں کے پوروں پر تسبیح شمار کیا کرو، کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا اور ان سے بات کرنے کے لیے کہا جائے گا۔'' (۴)

پڑوسن سے حسن سلوک:

۱۱۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمان خواتین! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے (کسی تحفے کو) حقیر نہ جانے خواہ وہ بکری کا کھر ہو۔'' (۵)

زکوٰۃ و صدقات کے باب میں کچھ احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

⚪⚪⚪

(۱) ابن حبان: ۷۴۷۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ طبرانی فی الکبیر: ۳۱۰۹
(۲) صحیح بخاری: ۹۸، ۹۲۱، ۹۳۲، ۱۳۶۴، صحیح مسلم: ۸۸۵
(۳) مسند احمد: ۴۰۱۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔
(۴) ترمذی: ۳۴۸۶، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔
(۵) صحیح بخاری، صحیح مسلم، [صحیح الجامع: ۷۹۸۹]

۹۔ قرآن کریم اور اس سے وابستگی

منبر پر سورۂ صٓ کی قرأت:

۱۱۹۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو سورۂ صٓ پڑھی، جب آپ نے آیت سجدہ پڑھی تو منبر سے اتر کر سجدہ کیا اور ہم نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، اور آپ نے ایک دوسری مرتبہ اسے پڑھا پس جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو ہم سجدہ کے لیے تیار ہوئے، جب آپ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا: "وہ ایک نبی کی توبہ ہے، لیکن میں نے تمہیں دیکھا کہ تم سجدے کے لیے تیار ہو چکے ہو پس آپ منبر سے اترے اور سجدہ کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔[۱]

منبر پر سورۂ قٓ کی قرأت:

۱۲۰۔ عمرہ بنت عبد الرحمن نے عمرہ کی بہن سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے سورۂ قٓ رسول اللہ ﷺ کی مسند (زبان مبارک) سے سن کر یاد کی۔ آپ اسے ہر جمعہ کو منبر پر پڑھا کرتے تھے۔[۲]

قرآن کریم سے وابستگی:

۱۲۱۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم ان کے پاس گئے تو ہم نے انہیں کہا: آپ نے خیرو بھلائی دیکھی، رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ رہا

---

(۱) ابن حبان: ۲۷۹۹، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، مستدرک حاکم: ۱/۴۲۱، ابن خزیمہ: ۱۴۵۵، الشیخ الالبانی نے کہا: اس کی اسناد میں ضعف ہے، ابن ابی ہلال اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، شاید اس لیے اس کے اختلاط کے باعث اس نے اپنے اور عیاض کے درمیان ابن ابی فروہ کو ساقط کر دیا۔ جیسا کہ ابن وہب نے اسے روایت کیا اور مصنف نے ذکر کیا۔ اور میں نے الشیخ الالبانی کو سنن ابی داود (۱۴۱۰) پر اپنی تعلیق میں اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے دیکھا ہے، اور انہوں نے کہا: درایت صحیح ہے۔ امام حاکم نے (۳۶۱۵) اسے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث الشیخین کی شرط پر صحیح ہے، امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور الارنووط نے صحیح ابن (۲۷۶۵) پر اپنی تعلیق میں کہا: اس کی اسناد امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۲) صحیح مسلم: ۸۷۲۔ ۸۷۳، ابو داود: ۱۱۰۰، نسائی: ۱۴۱۱

ہوں، وہ اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی اتباع کی تو وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے ترک کر دیا تو وہ گمراہی پر ہے۔" (۱)

۱۲۲۔ یزید بن حبان نے بیان کیا: میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، پس جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے انہیں کہا: زید (رضی اللہ عنہ) آپ نے خیر کثیر حاصل کی، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ کی احادیث سنیں، آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، زید! آپ نے خیر کثیر حاصل کی، زید! آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا ہے وہ ہمیں بیان کریں، انہوں نے فرمایا: بھتیجے! اللہ کی قسم! میں عمر رسیدہ ہو گیا، میرا عہد قدیم ہو گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ یاد کیا تھا اس میں سے کچھ بھول گیا ہوں، پس میں جو تمہیں بیان کروں تو اسے قبول کرو، اور جو بیان نہ کروں تو تم مجھے اس کا مکلف نہ ٹھہراؤ، پھر انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم کے مقام پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، وعظ و نصیحت فرمائی، پھر فرمایا: "اما بعد: لوگو! سنو، میں ایک انسان ہوں (ساری مخلوق میں سب سے افضل) قریب ہے کہ میرے رب کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اس کا پیغام قبول کر لوں، میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، آپ نے اللہ کی کتاب پر ترغیب دلائی، پھر فرمایا: میرے اہل بیت، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، حصین نے انہیں کہا: زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات آپ کے اہل بیت میں سے نہیں؟

انہوں نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات آپ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام قرار دے دیا گیا، انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں، انہوں نے کہا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! (۲)

(۱) ابن حبان: ۱۲۳، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔
(۲) صحیح مسلم: ۲۴۰۸

۱۲۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر دیکھا جبکہ آپ اپنی قصواء اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! میں نے تم میں جو چھوڑا ہے اگر تم نے انہیں تھامے رکھا تو ہر گز گمراہ نہیں ہوگے، اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہل بیت۔" (۱)

منبر پر آیت کی قرأت:

۱۲۴۔ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ آیت: ((وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ)) (الزخرف: ۷۷) پڑھتے ہوئے سنا۔ (۲)

اللہ کی کتاب اور اس کے نبی (ﷺ) کی سُنت سے تمسک اختیار کرنے کے بارے میں خطبہ:

۱۲۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس کی تمہاری سرزمین پر پوجا کی جائے، لیکن وہ اس پر راضی ہے کہ اس (پوجا) کے علاوہ ایسے امور میں اس کی اطاعت کی جائے جنہیں تم اپنے اعمال میں حقیر و معمولی سمجھتے ہو، پس بچو، میں نے تم میں جو چھوڑا ہے پس اگر تم نے اس کے ساتھ تمسک اختیار کیے رکھا تو تم ہر گز گمراہ نہیں ہوں گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سُنت۔" (۳)

منبر پر سورۃ التوبہ (براءت) کی قرأت:

۱۲۶۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جبکہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، پس میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ تو نبی ﷺ نے سورہ براءت میں سے کچھ حصہ پڑھا تو میں نے اُبی رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ سورت کب نازل ہوئی تھی پس انہوں نے تنگ

---

(۱) ترمذی ۳۷۸۶، الشیخ الالبانی نے فرمایا: حدیث صحیح ہے۔
(۲) صحیح بخاری، صحیح مسلم
(۳) مستدرک حاکم، انہوں نے فرمایا: اس کی اسناد صحیح ہے، امام بخاریؒ نے عکرمہ سے امام مسلمؒ نے ابو اویس سے دلیل لی ہے، اور اس کی اصل الصحیح میں ہے اور الالبانیؒ نے "صحیح الترغیب" (۴۰) میں فرمایا: روایت صحیح ہے۔

دلی محسوس کی اور مجھ سے کوئی بات نہ کی، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو میں نے اُبی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا آپ نے مجھ سے ترش روئی کا مظاہرہ کیا اور مجھ سے کلام نہ کیا، تو اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں نماز سے کیا ملا سوائے اس کے کہ تم نے لغو کام کیا پس میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا، اللہ کے نبی! میں اُبی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا جبکہ آپ سورۂ توبہ پڑھ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی تھی تو انہوں نے مجھ سے ترش روئی کا مظاہرہ کیا اور مجھ سے کلام نہ کیا، پھر انہوں نے کہا: تمہیں نماز سے کیا ملا سوائے اس کے کہ تم نے لغو کام کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اُبی نے ٹھیک کہا ہے"۔[1]

منبر پر قرأت قرآن:

۱۲۷۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے، قرآن کی آیت تلاوت فرماتے تھے، آپ کا خطبہ متوسط ہوتا تھا، البتہ حسن نے یہ بیان کیا: آپ منبر پر اپنے خطبے میں قرآن کی آیت تلاوت کیا کرتے تھے۔[2]

۱۲۸۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر بیٹھتے تھے، پھر کھڑے ہوتے تھے تو خطبہ ارشاد فرماتے تھے، آپ دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے، اللہ کی کتاب میں سے قرأت کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔[3]

۱۲۹۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میری برأت کے متعلق قرآنی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، آپ نے اس کا ذکر کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی، پس جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو آدمیوں اور ایک عورت کے متعلق حکم فرمایا تو

---

(۱) ابن خزیمہ: ۱۸۰۷، الشیخ الالبانی نے فرمایا: اس کی اسناد صحیح لغیرہ ہے۔ مستدرک حاکم: ۱۰۶۰، ۲۹۰۲، بیہقی فی الکبریٰ: ۵۶۲۳

(۲) ابن خزیمہ: ۱۴۴۸، اعظمی نے کہا، اس کی اسناد صحیح ہے، مسند احمد: ۲۱۰۱۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ اور سماک کی وجہ سے یہ اسناد حسن ہے۔

(۳) ابن حبان: ۲۸۰۳، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔

ان پر قذف کی حد قائم کی گئی۔ (۱)

آپ ﷺ کا سورۂ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھنے کا حکم فرمانا:

۱۳۰۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ”سورۂ البقرہ کی یہ آخری دو آیتیں تلاوت کرو، کیونکہ میرے رب عزوجل نے انہیں عرش کی نیچے سے مجھے عطا فرمایا ہے۔ (۲)

⚙⚙⚙

(۱) مسند احمد: ۲۴۱۱۲۔ شعیب الارنؤوط نے کہا: حدیث حسن ہے، ابوداؤد، ۴۴۷۴، الشیخ الالبانی نے کہا: درایت حسن ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ: ۲۵۶۷، ترمذی: ۳۱۸۱، طبرانی فی الکبیر: ۲۶۳

(۲) مسند احمد: ۱۷۴۸۱، شعیب الارنؤوط نے فرمایا: صحیح لغیرہ ہے۔ مسند احمد: ۱۷۳۶۲، ابو یعلیٰ: ۱۷۳۵، طبرانی فی الکبیر: ۷۸۰

۱۰۔ عام خطبے

کثرت سوال واختلاف سے ممانعت اور اتباع سُنت کا حکم:

۱۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔" پس ایک آدمی کھڑا ہوا کیا ہر سال؟ حتی کہ اس نے یہ تین بار کہا جبکہ رسول اللہ ﷺ اس سے اعراض فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر وہ واجب ہو جاتا جسے تم بجا نہ لاتے، پھر فرمایا: "جس چیز کے متعلق میں تمہیں نہ بتاؤں تو تم مجھے چھوڑے رکھو (مجھ سے نہ پوچھو) تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے سوالوں اور اپنے انبیاء علیہم السّلام سے اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، پس میں تمہیں کسی چیز کے متعلق حکم دوں تو اس میں سے جو کر سکو بجالاؤ اور جس چیز سے میں تمہیں منع کر دوں تو اس سے اجتناب کرو۔" (۱)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خلیل ہیں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت:

۱۳۲۔ جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے صرف پانچ راتیں پہلے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا: "لوگو! تم میں بھائی اور دوست تھے بے شک میں اللہ کے حضور برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ میں تم میں سے کسی کو خلیل (جگری دوست) بناؤں، اگر میں اپنی امت میں سے خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بناتا، بے شک اللہ نے مجھے خلیل بنالیا ہے جس طرح اس نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا۔ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء علیہم السّلام اور اپنے صالح افراد کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، پس تم ان کی

(۱) ابن حبان: ۳۷۰۵، شعیب الارنووط نے کہا: صحیح مسلم کی شرط پر اِس کی اسناد صحیح ہے۔ صحیح مسلم: ۱۳۳۷۔ نسائی: ۲۶۱۹، مسند احمد: ۱۰۶۱۵، ابن خزیمہ: ۲۵۰۸

قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) نہ بنانا بے شک میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔" (۱)

نبی ﷺ کا اپنی وفات کے قرب کے متعلق بتانا:

۱۳۳۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول ﷺ اپنے مرض وفات میں ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی پس میں آپ کے پیچھے پیچھے آیا حتی کہ آپ منبر پر کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "میں اس وقت حوض پر کھڑا ہوں، پھر فرمایا: "بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی پس اس نے آخرت کو پسند کر لیا۔ پس حاضرین میں سے صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بات کا مفہوم سمجھ سکے تو انہوں نے عرض کیا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں! ہم آپ کے بدلے میں اپنے اموال اور اپنی جانیں اور اپنی اولادیں پیش کر دیں گے، پھر آپ منبر سے نیچے اترے، پھر اس کے بعد اب تک آپ اس پر نظر نہیں آئے۔ (۲)

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے دفاع:

۱۳۴۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجا، راوی نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو اس بارے میں اپنے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ میں ان دنوں بالغ ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: "فاطمہ (رضی اللہ عنہا) مجھ میں سے ہیں (میرے جگر کا ٹکڑا ہیں) مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اپنے دین کے معاملے میں آزمائش نہ ہو جائے، آپ نے بنو عبد شمس میں سے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا تو ان کی دامادی پر ان کی تعریف کی تو فرمایا: اس نے مجھ سے بات کی تو سچی بات کی، وعدہ کیا تو میرے ساتھ وفا کی، بے شک میں حلال کو حرام کر سکتا ہوں نہ حرام کو حلال، لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔" (۳)

۱۳۵۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق سن لیا، پس وہ رسول ﷺ کے پاس آئیں تو عرض کیا: آپ کی قوم

---

(۱) صحیح بخاری: ۴۵۵، صحیح مسلم: ۲۳۸۳، ترمذی: ۳۶۵۵، ابن ماجہ: ۹۳۰

(۲) ابن حبان: ۶۵۹۴، دارمی، ۷۷۔ حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، مسند احمد ۱۱۸۸۱، شعیب ارنووط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۳) ابن حبان: ۶۹۵۶، شعیب الارنووط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔

کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی خاطر کسی سے ناراض نہیں ہوتے، یہ علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام کو خطاب فرمایا، میں نے اس وقت آپ کو فرماتے ہوئے سنا: اما بعد: میں نے ابو العاص بن الربیع سے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کرایا، پس انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کی اس میں وہ سچے تھے، بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہیں، اور مجھے پسند نہیں کہ وہ انہیں تکلیف پہنچائیں، اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں"۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ (۱)

یقین و عافیت کی فضیلت:

۱۳۸۔ حسن سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! لوگوں کو دنیا میں یقین و عافیت سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی پس اللہ عزو جل سے ان دونوں کا سوال کیا کرو۔" (۲)

تارکول کیے ہوئے برتن اور کدو سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے کی ممانعت:

۱۳۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا پس میں اس وقت آیا جبکہ آپ خطبے سے فارغ ہو چکے تھے، تو میں نے لوگوں سے پوچھا آپ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے تارکول کیے ہوئے برتن اور کدو کے بنائے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (۳)

قتل خطا کی دیت:

۱۴۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن مکہ میں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے تین بار اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا

(۱) صحیح بخاری: ۳۷۲۹، ابن ماجہ: ۱۹۹۹، مسند احمد: ۱۸۹۳۱، ابن حبان: ۷۰۶۰
(۲) مسند احمد: ۳۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ اور یہ اسناد انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔
(۳) مسند احمد، ۵۷۸۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ ۲۳۸۷۸ے

ہے، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، اور اس اکیلے نے اتحادیوں کو شکست دی، سنو! بیت اللہ کی خدمت (کلید برداری) اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ جاہلیت کے سارے اعزاز و افتخار اور خون یا مال کے دعوے میرے قدموں کے نیچے ہیں، پھر فرمایا: سنو! قتل خطا شبہ عہد میں جو (قتل) کوڑے اور ڈنڈے سے ہو "دیت" سو اونٹ ہے، ان میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔"(۱)

فتح مکہ کے سال جامع خطبہ

۱۴۱۔ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال کعبہ کی سیڑھی پر لوگوں کو خطاب فرمایا، آپ نے اس میں جو فرمایا وہ یہ کہ آپ نے اللہ کی ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: "لوگو! دور جاہلیت میں جو بھی معاہدہ تھا اسلام نے اسے مضبوط و مستحکم کیا ہے، اب اسلام میں ایسا کوئی معاہدہ نہیں (جو جاہلیت میں ہوا کرتا تھا کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے کے لیے تیسرے قبیلے سے معاہدہ کرتا)، فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں" تمام مسلمان اپنے علاوہ دوسروں کے مقابلے میں یک جان ہیں، ان کے خون برابر حیثیت کے حامل ہیں، کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا، کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے، اسلام میں بٹے کا نکاح نہیں، زکوۃ وصول کرنے والا ایک جگہ بیٹھ کر مال مویشی اپنے پاس بلائے گا نہ مال مویشی والے انہیں اپنے اصل ٹھکانوں سے دور لے جائیں گے بلکہ زکوۃ ان کے گھروں / ٹھکانوں پر وصول کی جائے گی، مسلمانوں کا عام آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے، اور مسلمان لشکر اگر اپنے ساتھیوں سے دور نکل جائے اور وہ مال غنیمت حاصل کرے تو اس میں پیچھے رہ جانے والے بھی حق دار ہیں، پھر آپ (ان سیڑھیوں سے) نیچے اتر آئے۔(۲)

کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کے مال میں سے صرف اتنا کچھ حلال ہے

(۱) ابو داؤد: ۴۵۴۷، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت حسن ہے۔ نسائی: ۴۷۹۹، الشیخ الالبانی نے فرمایا: صحیح لغیرہ ہے۔ ابن ماجہ: ۲۶۲۸، مسند احمد: ۴۵۸۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲) مسند احمد، ۷۰۱۲، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح ہے، اور یہ اسناد حسن ہے، ابن خزیمہ: ۲۲۸۰، اختصار کے ساتھ، اور الشیخ الالبانی نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے، ابن اسحاق نے تحدیث کی صراحت کی ہے۔

جو وہ اپنی خوش دلی سے اسے عطا کرے:

۱۴۲۔ عمرو بن یثربی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”سنو! کسی شخص کے لیے اپنے (مسلمان) بھائی کے مال میں سے بس اتنا کچھ ہی حلال ہے جو وہ اس میں سے خوش دلی سے اسے عطا کرے۔“ (۱)

اونٹنی کا ذکر اور خواتین کی پٹائی کرنے کی کراہیت:

۱۴۳۔ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اس (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا ذکر کیا اور اس شخص کا ذکر کیا جس نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں، فرمایا: ((إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا)) ”جب ان میں سے جو سب سے زیادہ بد بخت تھا اٹھ کھڑا ہوا۔“ فرمایا: اس (اونٹنی) کے لیے ان لوگوں میں سے ابن زمعہ جیسا انتہائی شریر شخص اٹھ کھڑا ہوا (اور اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں)، پھر آپ نے خواتین کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی تو فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کی غلام جیسی پٹائی کس وجہ سے کرتا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ اسی دن آخری وقت میں اس سے جماع بھی کر لے، پھر آپ نے پاد پر ان کے ہنسنے کے متعلق انہیں وعظ فرمایا تو فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایسے کام پر کیوں ہنستا ہے جو کام وہ خود کرتا ہے۔“ (۲)

میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان امور کی تعلیم دوں جن کا تمہیں علم نہیں:

۱۴۴۔ عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبے میں فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان امور کی تعلیم دوں جن کا تمہیں علم نہیں، اس ضمن میں سے جو اس نے آج مجھے تعلیم دی وہ یہ کہ وہ سارا مال جو میں نے

---

(۱) مسند احمد: ۲۱۱۹۰، شعیب الارنووط نے کہا: صحیح ہے۔ میں نے کہا: میں نے صرف اس صحیح حصے پر ہی اکتفا کیا ہے، اس لیے کہ باقی حصے کے لیے شواہد نہیں جو اسے تقویت پہنچائیں اس لیے میں نے اس حصے کو ذکر نہیں کیا، بیہقی فی الکبری: ۱۱۳۰۵ فی الصغری: ۲۱۱۲

(۲) مسند احمد: ۱۶۲۶۸، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے) ابن ماجہ ۱۹۸۳، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے، میں نے اپنے سارے بندوں کو دین دار موحد پیدا فرمایا، پس شیاطین ان کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں ان کے دین سے ہٹا دیا اور میں نے ان کے لیے جو حلال قرار دیا تھا وہ انہوں نے ان پر حرام کر دیا، اور انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں جن کے متعلق میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف دیکھا تو ان کے عرب و عجم کو ناپسند کیا سوائے اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے جو اپنے حقیقی دین سے وابستہ تھے، فرمایا: میں نے آپ کو مبعوث فرمایا تاکہ میں آپ کو آزماؤں اور آپ کے ذریعے لوگوں کو آزماؤں، میں نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، اسے پانی صاف نہیں کر سکتا (کہ اسے کتابوں سے مٹا کر ختم کر دیا جائے وہ تو سینوں میں محفوظ ہے)۔ آپ اسے سوتے جاگتے پڑھتے ہیں، اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں قریش کو جلا دوں (انہیں ختم کر دوں)، میں نے عرض کیا: پروردگار! تب تو وہ میرا سر پھوڑ دیں گے اور اسے روٹی (کے ٹکڑے / چورے کی طرح) بنا چھوڑیں گے۔ (۱)

ترمذی: (۲۱۲۰) میں ہے: یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تھا، اور اس میں یہ زیادت ہے: ”عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرے گی،“ عرض کیا گیا، اللہ کے رسول! اناج بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ تو ہمارے بہترین اموال میں سے ہے“۔ پھر فرمایا: ”عاریتاً لی ہوئی چیز ادا کی جائے گی، ”منحہ“ (دودھ پینے کے لیے کوئی جانور یا پھل کھانے کے لیے کوئی درخت بطور ہدیہ مل جانا) لوٹایا جائے گا، قرض ادا کیا جائے گا اور کفیل ادائیگی کرے گا۔“ (۲)

تمہاری ان عبادات میں سے سب سے پہلے نماز:

۱۴۶۔ یزید بن البراء کی اپنے باپ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”تمہاری (آج دس ذوالحجہ کی) ان عبادات میں سے سب سے پہلے نماز (نماز عید)۔“ پس ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ۔ میرے ماموں اور بدری صحابی۔ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ایک ایسا دن ہے کہ ہم اس میں گوشت کا شوق رکھتے ہیں،

(۱) مسند احمد: ۱۸۱۰۸۔ شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔
(۲) الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے، ابو داود: ۳۵۶۵

پھر ہم نے جلدی کی اور (نماز عید سے پہلے) قربانی کرلی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے بدلے میں قربانی کرو۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے پاس بھیڑ کا ایک سال سے کم عمر کا بچہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تمہارے لیے ہے، تمہارے بعد کسی اور کو اجازت نہیں۔" (۱)

صحیح بخاری: ۵۲۳۶ میں یہ زیارت ہے: "جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو وہ اپنی ذات کے لیے ذبح کرتا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اس کی قربانی مکمل ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سُنت کے مطابق کیا۔" (۲)

۱۴۷۔ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: پھر فرمایا: "جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے طریقے پر قربانی کی تو اس کی قربانی مکمل ہوگئی، اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تو وہ گوشت والی بکری ہے۔" ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے تو نماز عید کے لیے آنے سے پہلے قربانی کرلی، میں سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے، پس میں نے جلدی کی، میں نے خود کھایا، اپنے اہل و عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو گوشت والی بکری ہے۔" انہوں نے عرض کیا: میرے پاس سال سے کم عمر کا بھیڑ کا بچہ ہے جو کہ گوشت والی دو بکریوں سے بہتر ہے، کیا وہ مجھے کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں، لیکن تمہارے بعد کسی اور کو کفایت نہیں کرے گا۔" (۳)

۱۴۸۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کرلی ہے وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی کرے۔" اور ایک مرتبہ یوں فرمایا: "پس وہ ذبح کرے، اور جس نے ذبح نہیں کیا تو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔" (۴)

---

(۱) مسند احمد: ۱۸۵۱۴، شعیب الارنووط نے کہا: حدیث صحیح ہے۔
(۲) صحیح مسلم: ۱۹۶۱ (جذعہ: وہ جنس شاۃ کا جانور جو عمر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو)۔
(۳) نسائی: ۱۵۸۱، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے، ابوداؤد: ۲۸۰۰
(۴) مسند احمد: ۱۸۸۲۰، شعیب الارنووط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔ صحیح بخاری: ۹۴۲، ۵۱۸۱، ۵۲۲۶، ۵۲۴۲، ۶۲۶۷، نسائی: ۴۳۹۸، مسند احمد: ۱۸۸۲۴

ایام تشریق کا خطبہ

۱۴۹۔ بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ ایام تشریق میں اعلان کر دیا جائے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا اور وہ (ایام تشریق) کھانے پینے کے دن ہیں۔" (۱)

میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں میں ناراض ہوتا ہوں جس طرح وہ ناراض ہوتے ہیں: (مجھے بھی غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے)

۱۵۰۔ سلمان سے روایت ہے انہوں نے کہا: اے حذیفہ (رضی اللہ عنہ)! رسول اللہ ﷺ کو غصہ آیا کرتا تھا اور آپ فرماتے تھے: آپ خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے: انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "میں نے اپنی امت میں سے جس شخص کو بھی غصے کی حالت میں برا بھلا کہا ہو یا میں نے اس پر لعن طعن کی ہو تو میں بھی انسان ہوں مجھے بھی غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے، اللہ نے تو مجھے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، (اے اللہ!) قیامت کے دن اس (برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے) کو اس پر رحمت بنا دینا۔" (۲)

عمال کے رشوت اور تحائف وصول کرنے کی حرمت:

۱۵۱۔ ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل / صدقہ وصول کرنے پر مقرر فرمایا: پس وہ جس وقت اپنے فرائض منصبی سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ (مال) آپ کے لیے اور یہ مجھے تحائف ملے ہیں، پس آپ نے اسے فرمایا: "تم اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر میں دیکھتا کہ تمہیں تحائف ملتے ہیں یا نہیں ملتے؟" پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد خطبہ

---

(۱) مسند احمد: ۱۸۹۷۵، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے) اور مسند احمد: ۱۸۹۷۶ میں سے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرمایا: پس پھر حدیث سابق کے مانند ذکر کیا اور فرمایا: "یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔" شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسنادا لشیخین کی شرط پر صحیح ہیں۔

(۲) مسند احمد: ۲۳۷۵۷، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، صحیح مسلم: ۲۶۰۱، دارمی: ۲۷۶۵، اس میں یہ الفاظ ہیں۔" اسے اس کے لیے پاکیزگی ورحمت کا سبب بنا دینا۔

ارشاد فرمایا: اللہ کی ثنا بیان کی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا: "اما بعد: اس عامل (زکوۃ وصول کرنے والے) کا کیا حال ہے کہ ہم اسے زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتے ہیں تو وہ ہمارے پاس آکر کہتا ہے: یہ آپ کی زکوۃ کی مد میں سے ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے، وہ اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے تحائف ملتے ہیں یا نہیں ملتے؟ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم میں جو شخص اس میں سے کسی چیز کی خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا، اگر اونٹ ہوا تو وہ اسے لے کر آئے گا اس کی آواز ہوگی، اگر گائے ہوئی تو وہ اسے لے کر آئے گا وہ آواز نکال رہی ہوگی، اور اگر بکری ہوئی تو وہ اسے لے کر آئے گا وہ میار ہی ہوگی پس میں نے پہنچا دیا۔" (۱)

ہر نفس مسلمہ (اطاعت گزار) جنّت میں داخل ہوگا:

۱۵۲۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے چمڑے کے خیمے سے ٹیک لگائی پھر آپ نے فرمایا: "اما بعد: کیا تم اس پر خوش ہو کہ ایک چوتھائی جنتی تم ہو؟" ہم نے عرض کیا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ جنّت میں نصف تعداد میں تم ہو گئے: بے شک جنّت میں صرف مُسلمان شخص ہی داخل ہوگا، قیامت کے دن عدد کے لحاظ سے کافروں میں مُسلمانوں کی تعداد اس طرح ہوگی جس طرح کالے رنگ کے بیل میں سفید بال ہو یا سفید بیل میں کالا بال ہو۔" (۲)

بسا اوقات حامل فقہ (علم) اس (فقہ و علم) کو اس تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے:

۱۵۳۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ کرے جس نے میرے فرامین سنے اور انہیں یاد کیا پس بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ حامل فقہ فقیہ نہیں ہوتا اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ حامل فقہ اس

(۱) صحیح بخاری: ۶۲۶۰۔ صحیح مسلم: ۱۸۳۲

(۲) صحیح بخاری: ۲۱۶۳، صحیح مسلم: ۲۲۱، بیہقی فی الکبریٰ: ۵۳۱۰، مسند احمد: ۴۱۶۶، ابن حبان: ۷۴۵۸، شعیب الارنووط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

فقہ و علم کو ایسے شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے: تین باتیں ہیں جن پر کسی مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص علم، حکمرانوں سے خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستگی۔“ (۱)

ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا:

۱۵۴۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا: ”ظلم سے بچو، بے شک ظلم قیامت کے دن کئی تاریکیوں کا باعث ہوگا، فحش اور فحش گوئی سے بچو اور بخل سے بچو، تم سے پہلے لوگ بخل ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی، اس نے بخل و فجور (گناہوں) کا حکم دیا تو انہوں نے بخل و فجور کا ارتکاب کینا، ”پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں،“ اسی آدمی نے یا اس کے علاوہ کسی دوسرے آدمی نے عرض کیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اس چیز کو ترک کر دو جو تیرے رب کو ناپسند ہو، فرمایا: ہجرت دو قسم کی ہے: شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت، پس بادیہ نشین کی ہجرت یہ ہے کہ جب اسے دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، جب اسے حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے، اور شہری کی ہجرت ان دونوں میں سے بڑی آزمائش والی اور بڑے اجر والی ہے۔“ (۲)

مشرکوں کے طریقے کے خلاف ہماری راہنمائی کی گئی ہے:

۱۵۵۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”امابعد! مشرک اور بتوں کے پجاری یہاں

(۱) مستدرک حاکم: ۲۹۷، اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا، امام ذہبیؒ نے فرمایا: وہ صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے، ابوداؤد: ۳۶۶۰، ابن ماجہ: ۲۳۱، ۳۰۵۶، الشیخ الالبانی نے فرمایا: صحیح ہے۔ ترمذی: ۲۶۵۸، دارمی: ۲۲۷

(۲) مستدرک حاکم: ۲۶، مسند احمد: ۶۴۸۷، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے: اور مسند احمد: ۶۷۹۲ میں یہ زیادت ہے: وہی آدمی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہو تو اس نے کہا: اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا گھوڑا ہلاک کر دیا جائے اور اس کا خون بہا دیا جائے۔“ شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح ہے اس کے راوی ثقہ ہیں، اس کے راوی الصحیح ہی کے ہیں سوائے مسعودی کے، ابن حبان: ۵۱۶۷، نسائی فی الکبریٰ: ۱۱۵۸۳ اور طیاسی: ۲۲۷۲

سے غروب آفتاب کے وقت لوٹا کرتے تھے، جس وقت سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتا جس طرح مردوں کے عمامے ان کے سروں پر ہوتے ہیں، پس ہماری ان کے طریقے کے خلاف راہنمائی کی گئی وہ مشعر حرام سے طلوع آفتاب کے وقت لوٹا کرتے تھے جس وقت سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتا تھا جس طرح آدمیوں کے عمامے ان کے سروں پر ہوتے ہیں، پس ہماری ان کے طریقے کے خلاف راہنمائی کی گئی ہے۔" (۱)

جس میں امانت نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں:

۱۵۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے خطبے میں فرمایا:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ))

"جس میں امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں، اور جس میں عہد کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔" (۲)

مسلمانوں پر زینت دنیا کے حوالے سے خوف:

☆ کتاب میں اسی طرح نمبر شمار ۱۵۸ ہی ہے ۱۵۷ نہیں ہے۔

۱۵۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے فرمایا: "مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا ہے جو اللہ تمہارے لیے دنیا کی زینت اور اس کی بہار (مال و دولت) نکالے گا۔" ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہو سکتا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، ہم نے سمجھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پس اس سے کہا گیا: تمہارا کیا معاملہ ہے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی لیکن آپ نے تم سے بات نہیں کی؟ پس رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت

---

(۱) مستدرک حاکم: ۷-۳۰۹۷، بیہقی فی الکبریٰ: ۹۳۰۴، ابن ابی شیبہ: ۱۵۱۸۴، امام حاکمؒ نے فرمایا: یہ حدیث الشیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اسے نقل نہیں کیا، امام ذہبی نے فرمایا: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔

(۲) ابن حبان: ۱۹۴، شعیب الارنؤوط نے کہا: شواہد میں اس کی اسناد حسن ہے) مسند احمد: ۱۲۴۰۶، ۱۲۵۸۹، ۱۳۲۲۲، ابن خزیمہ: ۲۳۳۵، اعظمی نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے، بیہقی فی الکبریٰ: ۱۲۴۰۷، ابو یعلیٰ: ۲۸۶۳ اور حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔

ختم ہوئی تو آپ پسینہ صاف کرنے لگے، اور فرمایا: وہ سائل کہاں ہے؟ اور ہم نے سمجھا کہ آپ نے اس کی تعریف کی ہے، فرمایا: خیر کا نتیجہ شر نہیں ہوتا بے شک جو چھوٹی نہر کھیت سیراب کرنے والی) پر سبزہ اگتا ہے وہ مار ڈالتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے جسے کھا کر جانور کا پیٹ پھول جاتا ہے، کیا تم نے میانہ روی سے سبزہ کھانے والے کو نہیں دیکھا وہ کھاتا ہے حتیٰ کہ اس کی کوکھیں نکل آتی ہیں وہ سورج کے سامنے آکر پتلی لید اور پیشاب کرتا ہے، پھر (جگالی کر کے) چرنے چلا جاتا ہے، بے شک مال شیریں سر سبز و شاداب ہے، وہ مال دار مسلمان بہتر ہے جو صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اور وہ شخص جو اسے ناحق طور پر لیتا ہے اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن شکم سیر نہیں ہوتا اور وہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔" (۱)

میرے لیے اور میرے اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں:

۱۵۹۔ عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر تھے، آپ نے فرمایا: "سنو! میرے لیے اور میرے اہل بیت کے لیے صدقہ حلال نہیں، آپ نے اپنی اونٹنی کی پشت کے بالائی حصے سے ایک بال پکڑ کر فرمایا: اس برابر بھی نہیں یا اس کے وزن برابر بھی نہیں، اللہ اس پر لعنت فرمائے جو اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی اپنے آپ کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے، بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو، اور زانی کے لیے رجم کی سزا ہے، بے شک اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمایا ہے، اب وارث کے لیے وصیت کا کوئی حق نہیں۔" (۲)

بارہ خلیفوں تک دین غالب رہے گا اور وہ سب قریش میں سے ہوں گے:

۱۶۰۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ

(۱) ابن حبان: ۳۲۲۵، شعیب الارنؤوط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے، صحیح بخاری: ۱۳۹۲، صحیح مسلم: ۱۰۵۲

(۲) مسند احمد: ۱۷۶۹۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔

نے فرمایا: "یہ دین بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا" پھر آپ نے کچھ فرمایا لیکن لوگوں کے شور کی وجہ سے میں اسے سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے والد سے کہا: آپ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا ہے:

"(وہ سب بارہ خلفاء) قریش میں سے ہوں گے۔" (۱)

۱۶۱۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے ہوئے سنا: "یہ دین اپنے مخالفین پر ہمیشہ غالب رہے گا اس کی مخالفت کرنے والا اسے نقصان پہنچا سکے گا نہ اس سے الگ ہونے والا حتیٰ کہ میری امت میں سے بارہ امیر ہوں گے اور وہ سب قریش میں سے ہوں۔" پھر رسول اللہ ﷺ کا فرمان مجھ پر واضح نہ ہو سکا، میرے والد آپ کی اونٹنی کے قریب تھے، میں نے کہا: ابا جان! رسول اللہ ﷺ کا جو فرمان مجھ پر مخفی رہا وہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: "وہ سب (بارہ خلفاء) قریش میں سے ہوں گے۔" (۲)

اللہ جس شخص کو اس کی زبان اور اس کی شرم گاہ کے شر سے بچالے گا وہ جنّت میں داخل ہو گا:

۱۶۲۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پھر فرمایا: "لوگو! دو چیزیں ایسی ہیں اللہ نے جس شخص کو ان دونوں کے شر سے بچا لیا، وہ جنّت میں داخل ہو گا۔" انصار میں سے ایک آدمی کھڑے ہوئے تو انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ ہمیں بتائیں گے نہیں کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے پھر فرمایا: "وہ چیزیں ایسی ہیں کہ اللہ نے جس شخص کو ان دونوں کے شر سے بچا لیا تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔"

حتیٰ کہ جب تیسری بار ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ان کو بٹھا دیا، انہوں نے کہا: تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں کسی چیز کے متعلق بشارت دینا چاہتے ہیں جبکہ تم انہیں

(۱) مسند احمد: ۲۰۹۰۹، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد امام مُسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں، اور وہ الشیخین کے راوی ہیں سوائے داؤد کے، وہ صحیح مسلمؒ کے راوی ہیں) (صحیح بخاری: ۶۷۹۶، صحیح مسلم: ۱۸۲۱، ابوداؤد: ۴۲۷۹

(۲) مسند احمد: ۲۰۸۷۳، شعیب الارنوؤط نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے، اس کی یہ اسناد مجالد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

روک رہے ہو، فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بھروسہ کر بیٹھیں گے، فرمایا: ”دو چیزیں ایسی ہیں کہ اللہ نے جس شخص کو ان دونوں کے شر سے بچالیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا، ایک زبان اور دوسری شرم گاہ۔“ (۱)

امام کی سمع واطاعت:

۱۶۳۔ ام حصین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا: ”اگر کسی کان کٹے حبشی غلام کو تمہارا امیر بنادیا جائے تو“ جب تک تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے تو (اس کی بات) سنو اور اطاعت کرو۔“ (۲)

۱۶۴۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فجر کی نماز کے بعد انہیں ایسا بلیغ وعظ فرمایا کہ اس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل لرز گئے، ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو ایسے ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کا وعظ ہو پس آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ تقویٰ کا اختیار کرنے اور سمع واطاعت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں“۔ (۳)

۱۶۵۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک وعظ فرمایا اس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل لرز گئے، تو ہم نے عرض کیا، اللہ کے رسول! یہ تو رخصت کرنے والے کا وعظ معلوم ہوتا ہے، آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں چمک دار شریعت پر چھوڑا ہے اس کی راتیں بھی دن کی طرح (روشن) ہیں، میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا شخص ہی اس سے کجی اختیار کرے گا، اور تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ عنقریب بہت سا اختلاف دیکھے گا، پس تم پر لازم ہے کہ تم اسے اختیار کرو جسے تم میری سُنت میں سے پہچانتے ہو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی

---

(۱) مسند احمد: ۲۳۱۱۵، شعیب الارنؤوط نے کہا: آپ سے مرفوع صحیح لغیرہ ہے، اور یہ اسناد اس کے راوی تمیم کے علاوہ سب ثقہ ہیں۔

(۲) صحیح مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد، نسائی، ابن ابی عاصم فی السنہ: ۱۰۶۲، الشیخ الالبانیؒ نے ”ظلال الجنۃ“ میں فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۳) ابن ابی عاصم فی السنہ (۱۰۳۷) الشیخ الالبانیؒ ”ظلال الجنۃ“ میں فرمایا: حدیث صحیح ہے اس کے راوی ثقہ ہیں، اگر بقیہ کا عنعنہ نہ ہوتا، لیکن اس کی بھی متابعت کی گئی ہے۔

سُنت کو اختیار کرنا، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا، اور تم اطاعت اختیار کرنا خواہ کوئی حبشی غلام ہی امیر ہو، مومن تو نکیل ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح ہے اسے جہاں لے جایا جائے وہ چلا جاتا ہے۔"(۱)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اداءِ عبادات کا حکم:

۱۶۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا! "اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو، پانچوں نمازیں ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے حکمران کی اطاعت اختیار کرو تو اپنے رب کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔" راوی نے بیان کیا: میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے کب سنی تھی؟ انہوں نے کہا: میں نے اسے سنا جبکہ میں تیس برس کا تھا۔(۲)

غلاموں کی آزادی کے لیے مکاتبت کہ اتنے مال کی ادائیگی پر وہ آزاد ہو جائے گا:

۱۶۷۔ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے سنا: "جس نے اپنے غلام کی سو اُوقیہ پر مکاتبت کی پس اس نے نوے اوقیہ ادا کر دیے اور پھر وہ باقی ادا نہ کر سکا تو تب بھی وہ غلام ہے۔"(۳)

کالے کتے مار ڈالنے کا حکم:

۱۶۸۔ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ان افراد میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کے

---

(۱) ابن ماجہ: ۴۳، مستدرک حاکم: ۱/۹۶، مسند احمد: ۴/۱۲۶، ترمذی: ۲۶۷۶، ابو داؤد: ۴۶۰۷، الصحیحۃ: ۹۷۳

(۲) ترمذی: ۶۱۶، اور انہوں نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، الشیخ الالبانی نے کہا، روایت صحیح ہے۔

(۳) ترمذی: ۱۲۶۰، انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، نبی ﷺ کے اصحاب میں سے اکثر اور دیگر اہل علم حضرات کا اسی پر عمل ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے، ابن ماجہ: ۲۵۱۹، مسند احمد: ۶۶۶۶

چہرے سے درخت کی شاخیں اٹھاتے تھے جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے آپ نے فرمایا: "اگر کتے مخلوقات میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں انہیں مار ڈالنے کا حکم فرمادیتا، پس تم ہر کالے سیاہ کتے کو مار ڈالو اور جس گھر والے شکاری کتے یا کھیتی کی حفاظت یا بکریوں (مویشیوں) کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کوئی باندھتے ہیں تو ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط اجر کی کمی ہو جاتی ہے۔" (۱)

تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں:

۱۶۹۔ بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسن وحسین علیہما السلام سرخ قمیصیں زیب تن کیے ہوئے لڑکھڑاتے (چلتے، گرتے) ہوئے آئے تو آپ منبر سے نیچے اترے اور انہیں اٹھالیا، آپ نے فرمایا: "اللہ نے سچ فرمایا، تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں، میں نے ان دونوں کو قمیصیں پہنے ہوئے چلتے اور گرتے (لڑکھڑاتے) ہوئے دیکھا تو میں صبر نہ کرسکا حتیٰ کہ میں منبر سے نیچے اترا اور انہیں اٹھالیا۔" (۲)

سنو! کوئی دوسرے پر الزام نہ لگائے:

۱۷۰۔ ثعلبہ زہدم الیربوعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ انصار کے لوگوں کو خطاب فرمارہے تھے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ بنو ثعلبہ بن یربوع ہیں انہوں نے دور جاہلیت میں فلاں شخص کو قتل کر دیا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کی آواز بلند ہوگئی: "سنو کوئی کسی دوسرے پر الزام نہ لگائے۔" کسی جان کے گناہ کا وبال دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا۔ (یعنی اللہ کی عدالت میں) (۳)

---

(۱) ترمذی: ۱۴۸۹، اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ صحیح بخاری: ۲۱۹۷، صحیح مسلم: ۱۵۷۲) صحیح بخاری: (۵۱۶۵) کی روایت میں ہے: اس کے عمل (اجر) سے روزانہ دو قیراط کمی ہو جاتی ہے۔

(۲) نسائی: ۱۵۸۵، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ ابن ماجہ ۲۹۰۰، ابوداود: ۱۱۰۹، ترمذی: ۳۷۷۴، مسند احمد: ۲۳۰۴۵، ابن حبان: ۶۰۳۸ اور شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔

(۳) نسائی: ۴۸۳۳، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ مسند احمد: ۱۷۰۵، بیہقی فی الکبریٰ: ۱۵۶۷۸، طیاسی: ۱۲۵۷

جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے کی ممانعت:

۱۷۱۔ عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”میرے بعد عنقریب فتنے برپا ہوں گے، پس تم جسے جماعت سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے دیکھو یا تم دیکھو کہ وہ امت محمد ﷺ کے امر کو منتشر کرنا چاہتا ہے تو وہ جو بھی ہو اسے قتل کر دو، بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، بے شک شیطان جماعت سے الگ ہونے والے کے ساتھ دوڑتا ہے۔“ (۱)

آپ ﷺ کی خواب کے متعلق تفسیر جبکہ آپ منبر پر تھے:

۱۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا گویا کہ میری گردن مار دی گئی ہے اور میرا سر ساقط ہو گیا ہے، پس میں اس کے پیچھے چلا تو میں نے اسے پکڑ لیا تو میں دوبارہ اسی حالت میں ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں کھیلے تو وہ اسے لوگوں سے تو بیان نہ کرے۔“ (۲)

تحریم مکہ:

۱۷۳۔ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! بے شک اللہ نے مکہ کو اسی روز حرام قرار دے دیا تھا جس دن اس نے زمین و آسمان پیدا فرمائے تھے، پس وہ قیامت کے دن تک حرام ہے، اس کا کانٹا کاٹا جائے گا نہ اس کا شکار بھگایا جائے گا اور صرف اعلان کرنے والا ہی اس کی گری ہوئی چیز اٹھائے گا۔“ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: سوائے اذخر (ایک قسم کی گھاس) کے کیونکہ وہ گھروں اور قبروں کے استعمال میں آتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوائے اذخر کے۔“ (۳)

---

(۱) نسائی: ۴۰۲۰، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح الاسناد ہے، صحیح مسلم: ۱۸۵۲، ابوداود: ۴۷۶۲، مسند احمد: ۱۸۳۲۱، ابن حبان: ۴۴۰۶

(۲) صحیح مسلم، ابن ماجہ، الشیخ الالبانیؒ نے صحیح ابن ماجہ: ۳۱۶۰ میں فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۳) صحیح بخاری، ابن ماجہ، الشیخ الالبانیؒ نے صحیح ابن ماجہ: ۲۵۲۴ میں بیان کیا: روایت حسن ہے۔ [الارواء: ۲۴۹/۴]

خطبہ حاجہ:

۱۷۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ لوگوں سے خطاب فرمایا کرتے تھے تو آپ اللہ کی حمد و ثنا بیان کیا کرتے تھے جیسا کہ وہ اس کا اہل ہے، پھر آپ فرماتے:

"جسے اللہ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، بدترین امور وہ ہیں جو دین میں نئے نئے جاری کیے جائیں، اور دین میں جاری کیا گیا ہر نیا کام بدعت ہے۔"(۱)

ابن ابی عاصم اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

"دین میں نئے نئے کام جاری کرنے سے بچو، کیونکہ دین میں نئے جاری کیے گئے کام سب سے بدترین ہیں، دنیا میں نکالا گیا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"(۲)

۱۷۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ (جمعہ میں) لوگوں سے خطاب کیا کرتے تھے، آپ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا بیان کرتے تھے۔(۳)

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ [وَنَسْتَغْفِرُهُ] وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا [وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا] مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

پھر آپ یہ آیات تلاوت فرماتے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝١٠٢﴾

---

(۱) ابن ابی عاصم نے اسے "السنہ" میں روایت کیا، الشیخ الالبانی نے "ظلال الجنہ" (۲۴) میں فرمایا: اس کی اسناد امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے، انہوں نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

(۲) الشیخ الالبانی نے "ظلال الجنۃ" (۲۵) میں فرمایا: صحیح ہے۔

(۳) صحیح مسلم: ۲/ ۵۹۳ اور ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے رجم کے بارے میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: نبی ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔" (صحیح مسلم: ۳/ ۳۲۱، ابو داود: ۴۴۳۱، ۴۴۳۲)

(آل عمران: ۱۰۲)

"ایمان دارو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم اس حال میں مرو کہ تم مسلمان ہو۔"

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النساء: ۱)

"لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اس سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں (کو توڑنے سے) سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔"

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

(الاحزاب: ۷۰-۷۱)

"ایمان دارو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کرو، وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر لے گا۔" (۱)

پھر فرماتے:

أما بعد: ((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) (۲)

اور ایک روایت میں ہے:

((وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) (۳)

(۱) ابوداود: ۲۱۱۸، ترمذی: ۱۱۰۵، نسائی: ۶/ ۸۹۔ اس کی سند صحیح ہے۔
(۲) مسند احمد: ۳/ ۳۱۹۔۳۷۱، صحیح مسلم: ۲/ ۵۹۲، ابن ماجہ: ۴۵، نسائی: ۳/ ۱۸۸، بیہقی ۳/ ۲۱۳
(۳) اس کی سند صحیح ہے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے، ابن وضاح نے اسے "البدع والنھی عنہا"

مسجد کے قبلہ کی جانب تھوکنے کی ممانعت:

۱۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے مسجد کے قبلے کی جانب بلغم لگا ہوا دیکھا، تو آپ نے لوگوں پر غصے کا اظہار فرمایا، پھر اسے صاف کر دیا، اور راوی نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ آپ نے زعفران منگوا کر اس پر لگایا اور فرمایا: ”بے شک اللہ عزوجل تم میں سے کسی کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے۔“ (۱)

نبی ﷺ پر صلاۃ کی فضیلت:

۱۷۷۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اب بندے پر ہے کہ وہ مجھ پر کم صلاۃ پڑھے یا زیادہ صلاۃ پڑھے۔ (۲)

سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم:

۱۷۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے: ”سانپوں کو مار ڈالو، دو دھاریوں والے اور دم کٹے سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل ساقط کر دیتے ہیں۔“

عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں ایک سانپ کو مار ڈالنے کے درپے تھا کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی، اسے نہ مارو، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے، انہوں نے کہا: آپ نے اس کے بعد گھروں والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ گھروں میں رہنے والے جن ہیں۔ (۳)

ص ۴۲ میں روایت کیا ہے، الشیخ الالبانی نے ”الارواء“ میں آپ ﷺ کے فرمان: ((وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ)) کے بارے میں فرمایا: وہ بیہقی میں ”الاسماء والصفات“ میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے، امام نسائیؒ نے بھی اسے روایت کیا ہے [إرواء الغلیل (۳/۷۳)]

(۱) صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداود: ۴۷۹، الفاظ حدیث ابوداود کے ہیں [صحیح الترغیب: ۲۸۰]

(۲) مسند احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور الالبانیؒ نے صحیح الترغیب (۱۶۶۹) میں کہا: حسن لغیرہ ہے۔

(۳) صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک، ابوداود، ترمذی [صحیح ترغیب: ۲۹۸۸]

عبادت میں اعتدال:

۱۷۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اس اثنا میں کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمار ہے تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، سائے میں جائے گا نہ کلام کرے گا اور روزہ رکھے گا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اسے حکم دو کہ کلام کرے، سائے میں جائے، بیٹھے اور اپنا روزہ مکمل کرے۔"[1]

حرمت شراب:

۱۸۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ شراب (کی حرمت) کے متعلق اشارے کنائے سے فرماتا ہے، ہو سکتا ہے کہ عنقریب اس کے متعلق کوئی حکم نازل فرما دے، پس جس کے پاس اس میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے فروخت کر دے اور اس سے فائدہ حاصل کرے، پس تھوڑی ہی مدت کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے، پس جو اس آیت کو سن لے اور اس کے پاس اس میں سے کچھ ہو تو وہ اسے پہلے نہ اسے فروخت کرے۔" راوی نے بیان کیا، پس جن لوگوں کے پاس تھی وہ اسے مدینہ کے راستوں میں لائے اور اسے بہا دیا۔[2]

دنیا شیریں سرسبز و شاداب ہے:

۱۸۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے قیامت کے قائم ہونے والے سارے واقعات کے متعلق ہمیں بتا دیا، پس جس نے اسے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا، آپ کے خطاب میں یہ بھی شامل تھا: "بے شک دنیا سرسبز و شاداب شیریں ہے، بے شک اللہ تمہیں اس میں خلافت عطا فرما کر دیکھنے والا ہے کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو، سنو، دنیا سے اور عورتوں (کے فتنے) سے بچو" اور آپ کے خطبے میں یہ بھی شامل تھا: "سنو! کسی شخص کو

---

(۱) صحیح بخاری

(۲) صحیح مسلم: ۴۰۴۳، ابو یعلیٰ: ۱۰۵۶

لوگوں کی ہیبت حق بات بیان کرنے سے نہ روکے جبکہ وہ اسے جانتا ہو۔"

راوی نے بیان کیا: پس ابو سعید رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے کئی اشیاء دیکھیں پس ہم ڈر گئے، اور آپ کے خطبے میں یہ بھی تھا: "سنو! قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے اس کی عہد شکنی کی مناسبت سے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا، اور حکمران کی عہد شکنی سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں، اس کا جھنڈا اس کے سرین کے پاس گاڑا جائے گا۔" (۱)

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ نہ دے:

۱۸۲۔ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: "عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔" (۲)

حدود میں کوئی سفارش نہیں:

۱۸۳۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں غزوہ فتح میں چوری کر لی، پس اس کی قوم کے لوگ جلدی سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ وہ ان سے سفارش کی درخواست کریں، عروہ نے بیان کیا: جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: "کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟" اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں، پس جب پچھلا پہر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ کی شان کے مطابق اس کی ثنا بیان کی، پھر فرمایا: اما بعد! تم سے پہلے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں سے معزز شہری چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب ان میں سے کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا تو وہ اس پر حد قائم کر دیتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر (فرض کیا) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتیں تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کے ہاتھ کے متعلق حکم فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پس اس کے بعد اس کی توبہ بہتر ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ

---

(۱) ترمذی، الشیخ الالبانیؒ نے صحیح الترغیب: ۲۷۵۱ میں فرمایا: یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔
(۲) نسائی: ۳۷۵۷، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن صحیح ہے، نسائی فی الکبریٰ: ۲۳۲۰

خاتون اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کا مسئلہ وضرورت رسول اللہ ﷺ تک پہنچادیا کرتی تھی۔[1]

فاسد حکمرانوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی ممانعت:

۱۸۴۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: "سنو! قریب ہے کہ مجھے بلاوا آجائے اور میں اس پر لبیک کہہ دوں، میرے بعد تمہارے حکمران آئیں گے ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوگا اور وہ علم و معرفت کی بنا پر عمل کریں گے ایسے حکمرانوں کی اطاعت ہی اطاعت ہے، پس اسی طرح کچھ وقت گزرے گا تو پھر ان کے بعد تمہارے حکمران ایسے آجائیں گے کہ ان کے قول و فعل میں تضاد ہوگا اور ان کا عمل علم و معرفت کی بنیاد پر نہیں ہوگا، پس جس نے ان سے سچی محبت کی، ان کو مدد فراہم کی اور ان کے ہاتھ مضبوط کیے تو ایسے لوگ ہلاک ہوگئے اور ہلاکت کا باعث بنے، ان کے ساتھ میل جول رکھو لیکن اپنے اعمال ان سے الگ رکھو، اور نیکو کار کی گواہی دو کہ وہ نیکو کار ہے، اور گناہگار کی گواہی دو کہ وہ گناہ گار ہے۔"[2]

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دفاع:

۱۸۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! علی (رضی اللہ عنہ) کی شکایت نہ کرو اللہ کی قسم! وہ اللہ کی راہ میں اس سے بہت بہتر ہیں کہ ان کی شکایت کی جائے۔"[3]

قول حق واجب ہے:

۱۸۶۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ

---

(۱) نسائی: ۴۹۰۳، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے، صحیح بخاری: ۵۰۵، صحیح مسلم: ۱۶۸۸

(۲) طبرانی فی الاوسط: ۱/۱۹۶، بیہقی فی الزھد الکبیر: ۱/۲۲، الشیخ الالبانی نے اس کی سند کو اپنی "الصحیحۃ ۵۷" میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) ابن اسحاق فی السیرۃ: ۵/۲۵۰۔ ابن ھشام، مسند احمد ۳/۱۸۶ الشیخ الالبانی نے اس کی اسناد کو "الصحیحۃ ۲۴۷۹" میں جید قرار دیا ہے۔

نے اپنے خطبے میں فرمایا: "سنو! آدمی کو لوگوں کی ہیبت حق بات کرنے سے منع نہ کرے جبکہ اسے علم ہو (کہ وہ حق ہے)" پس ابو سعید رضی اللہ عنہ رو پڑے، اور فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے تو کئی اشیاء دیکھیں پس ہم تو ڈر گئے۔ (۱)

دعوت توبہ:

۱۸۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "کیا کوئی عورت اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے حضور توبہ کرنے والی ہے؟" تین بار فرمایا: جبکہ وہ موجود تھی پس وہ کھڑی ہوئی نہ کلام کیا۔ (۲)

اصل حدیث کی اس طرح ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ مخزومیہ عورت عاریۃً کوئی چیزیں لیا کرتی تھی پھر وہ انہیں واپس نہیں کرتی تھی، پس نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ:

۱۸۸۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: میں نے اس سے پہلے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا: "اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔" راوی نے بیان کیا: پس رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں، پس ایک آدمی نے کہا: میرا والد کون ہے؟ فرمایا: "فلاں" پس یہ آیت نازل ہوئی: "تم ایسی چیزوں کے متعلق نہ پوچھو اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو وہ تمہیں ناگوار گزریں۔" (المائدہ:۱۰۱) (۳)

وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں وہ باطل ہے:

۱۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں تو انہوں نے کہا: میرے مالکوں نے مجھ سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے اور یہ ادائیگی ایک اوقیہ فی سال کے حساب سے نو

---

(۱) ابن ماجہ، اور الشیخ الالبانی نے اسے صحیح ابن ماجہ: ۳۲۷۷ میں صحیح قرار دیا ہے اور "الروض" (۱۰۰۱)، "الصحیحہ" (۱۶۸)

(۲) ابوداود: ۴۳۹۵، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

(۳) صحیح بخاری: ۴۳۴۵، صحیح مسلم: ۲۳۰۹

سال میں ہوگی، پس آپ میری مدد فرمائیں، پس میں نے انہیں کہا: اگر تمہارے مالک چاہیں تو میں انہیں یہ رقم یک مشت ادا کر دیتی ہوں اور تمہیں آزاد کر دوں گی اور ولاء میری ہوگی، (اگر یہ شرط منظور ہو تو) میں کرتی ہو، پس انہوں نے اپنے مالکوں سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا ایک صورت ہے کہ ولاء ہماری ہوگی، پس وہ میرے پاس آئیں اور اس کا ذکر کیا، انہوں نے کہا: میں نے انہیں جھڑکا، تو انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! پس جب انہوں نے کہا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے سن لیا، آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے آپ کو بتادیا، آپ نے فرمایا: ”اسے خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی شرط ان کے لیے قائم کر لے، کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کا ہے، پس میں نے ایسے ہی کیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: پھر رسول اللہ ﷺ نے پچھلے پہر خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”اما بعد، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شروط قائم کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں؟ جو شرط اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہے خواہ وہ سو شرطیں ہوں، اللہ کی کتاب حق ہے اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے، تم میں سے کسی آدمی کا کیا خیال ہے کہ وہ کہتا ہے، فلاں شخص کو آزاد کر و اور ولاء میرا ہوگا، ولاء تو اس کا ہے جس نے آزاد کیا ہے۔“(۱)

زنا سے نفرت انگیزی:

۱۹۰۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جس وقت انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا وہ پستہ قد مضبوط اعصاب والے قوی شخص تھے ان پر چادر بھی نہیں تھی (صرف ازار تھا) پس انہوں نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی کہ انہوں نے زنا کیا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم نے (بوس و کنار کیا ہو)؟“ انہوں نے عرض کیا، نہیں اللہ کی قسم اس بد نصیب نے زنا کیا ہے، پس انہیں رجم کیا، پھر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: ”سنو، جب ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے وہ بکرے کی طرح آواز نکالتا ہے (جس طرح بکرا بکری سے جفتی کے وقت ایک مخصوص آواز نکالتا ہے) ان میں سے کوئی (پیچھے رہ جانے والا) زنا کرتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے ان

(۱) صحیح مسلم: ۱۵۰۴

میں سے کسی پر قابو پالیا تو میں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔" (۱)

شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی پوجا کی جائے:

۱۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر اس کی پوجا کی جائے، لیکن وہ اس پر راضی ہے کہ اس (پوجا) کے علاوہ تمہارے ان اعمال میں اس کی اطاعت کی جائے جنہیں تم معمولی جانتے ہو، پس بچو، لوگو! میں نے تم میں جو چھوڑا ہے اگر تم نے اس کے ساتھ تمسک اختیار کیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کے مال میں سے صرف اتنا ہی حلال ہے جو وہ خوش دلی سے اسے عطا کرتا ہے، تم ظلم نہ کرو اور میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔" (۲)

بخل سے انتباہ:

۱۹۲۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "بخل سے بچو، تم سے پہلے لوگ بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئے، اس نے انہیں بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا، اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور اس نے انہیں گناہوں کا حکم دیا تو انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔" (۳)

(۱) صحیح مسلم: ۱۳۹۲
(۲) مستدرک حاکم: ۳۱۸، انہوں نے صحیح قرار دیا اور امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کی موافقت کی ہے اور فرمایا: اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ صحیح مسلم: ۱۸۱۲، مختصراً، مسند احمد: ۸۷۹۶، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔
(۳) ابوداود: ۱۶۹۸، الشیخ الالبانی نے کہا: صحیح ہے۔ مستدرک حاکم: ۱۵۱۶، اور کہا: صحیح الاسناد۔

دنیا پر مقابلہ بازی سے انتباہ / دنیا کے مال و متاع میں رغبت کرنے سے انتباہ:

۱۹۳۔ عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو آخری خطبہ فرمایا تو پہلے آپ نے شہداء کے لیے دعا فرمائی پھر منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: ”میں (حوض کوثر پر) تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں اب اپنی اس جگہ سے اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں، اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، پس مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہے کہ تم اس پر باہم مقابلہ بازی کرو گے۔“ اس میں شدید رغبت کرنے لگو گے۔ (۱)

یہ میرا بیٹا سردار ہے:

۱۹۴۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا جبکہ حسن رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے: ”میرا بیٹا سردار ہے ان شاء اللہ اس کے ذریعے مُسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔“ (۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنّت میں جو رومال ہیں وہ اس (ریشم) سے بہتر ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو:

۱۹۵۔ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ نے بیان کیا: جس وقت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لائے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، پس میں نے انہیں سلام کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم کون ہو؟

میں نے کہا: میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں، انہوں نے فرمایا: سعد رضی اللہ عنہ بڑے عظیم انسان تھے، پھر وہ بہت زیادہ روئے، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اُکیدر دومہ کی طرف ایک لشکر بھیجا، اس نے آپ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بھیجا جس میں سونے کی تاروں کی

(۱) صحیح بخاری: ۷۹، ۱۲، صحیح مسلم: ۲۲۹۶، ابن حبان: ۳۲۲۴

(۲) صحیح بخاری: ۳۶۲۹، ۳۷۴۶، ۲۷۰۴، مسند احمد: ۲۰۴۰۸، نسائی: ۱۴۱۰

بنتی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا پھر منبر پر کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے کوئی کلام نہ فرمایا اور نیچے اتر آئے، لوگ اس جبّے کو اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے، تو آپ نے فرمایا: "کیا تم اس پر تعجّب کرتے ہو، سعد (بن معاذ رضی اللہ عنہ) کے جنّت میں جو رومال ہیں وہ اس سے زیادہ بہتر ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو۔" (۱)

عورت کا اپنے شوہر کی وفات پر سوگ منانا:

۱۹۶۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ شوہر کے علاوہ کسی اور میت پر تین دن سے زائد سوگ منائے جبکہ اس (شوہر کی وفات) پر سوگ کی مدت چار ماہ اور دس دن ہے۔" (۲)

مردوں پر سونے (Gold) کی حرمت:

۱۹۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، آپ اسے پہنا کرتے تھے اور اس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب کرتے تھے، پس لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر آپ منبر پر بیٹھے تو اسے اتار دیا، اور فرمایا: "میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا، اور اس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب کیا کرتا تھا، پس آپ نے اسے پھینک دیا، پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! میں اسے آئندہ کبھی بھی نہیں پہنوں گا۔" تب لوگوں (صحابہ کرام) نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (۳)

سانڈے کے گوشت کی اباحت:

۱۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے جب آپ سے سانڈے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں اسے کھاتا ہوں نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔" (۴)

---

(۱) نسائی: ۵۳۰۲، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: حسن صحیح ہے۔ نسائی فی الکبری: ۹۶۱۷
(۲) نسائی: ۳۵۲۷، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔
(۳) صحیح بخاری: ۵۵۲۷، صحیح مسلم: ۲۰۹۱، نسائی: ۵۲۹۰، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔
(۴) نسائی: ۴۳۱۴، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے، ترمذی: ۱۷۹۰، مسند احمد: ۵۰۲۶، شعیب الارنؤوط

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

۱۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے آپ کے چہرے سے پہچان لیا کہ آپ کے ساتھ کوئی چیز پیش آئی ہے، پس آپ نے وضو کیا اور کسی سے کلام نہ فرمایا، میں حجرے کے ساتھ لگ کر غور سے سننے لگی کہ آپ کیا فرماتے ہیں، پس آپ منبر پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ”لوگو! اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو اس سے پہلے کہ تم دعائیں کرو اور میں تمہاری دعائیں قبول نہ کروں، تم مجھ سے مانگو اور میں تمہیں عطا نہ کروں، تم مجھ سے مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں، پس آپ نے مزید کچھ نہ فرمایا حتی کہ آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔ (۱)

مسلمانوں کے عیوب تلاش کرنے کی ممانعت:

۲۰۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو بلند آواز سے فرمایا: ”اے لوگو! جو زبان سے تو مسلمان ہوئے ہو جبکہ ایمان دل تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو ایذا پہنچاؤ نہ ان کے عیوب تلاش کرو، کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرتا ہے تو اللہ اس کے عیب کا پیچھا کرتا ہے، اور اللہ جس کے عیب کا پیچھا کرتا ہے تو وہ اسے رسوا کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔“ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: تیری کیا عظمت ہے اور تیری حرمت کتنی بڑی ہے لیکن اللہ کے ہاں مومن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

ترمذی: ابن حبان، البتہ انہوں نے اس میں یہ بیان کیا: اے لوگو! جو زبان سے تو مسلمان ہوئے ہو جبکہ ایمان دلوں میں داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کو ایذا پہنچاؤ نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ ان کی لغزشیں تلاش کرو۔“ (۲)

اللہ سے عفو و عافیت طلب کرو:

۲۰۱۔ رفاعہ نے بیان کیا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے: تو فرمایا:

نے فرمایا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

(۱) ابن ماجہ، ابن حبان اور الالبانیؒ صحیح الترغیب: ۲۳۲۵ میں فرمایا: روایت حسن لغیرہ ہے۔

(۲)۔ الشیخ الالبانیؒ نے صحیح الترغیب: ۲۳۳۹ میں فرمایا: یہ حسن صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے تو آپ رو پڑے تو فرمایا: "اللہ سے عفو و عافیت طلب کرو، کیونکہ کسی شخص کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔"(۱)

نماز کی فضیلت اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب:

۲۰۳۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو فرمایا: "بشارت ہو، بشارت ہو، جو پانچ نمازیں پڑھے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے میں سے چاہے داخل ہو جائے۔" المطلب نے کہا: میں نے ایک آدمی کو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے سنا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ان (کبیرہ گناہوں) کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، والدین کی نافرمانی، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق قتل، پاک دامن خواتین پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، میدان کارزار سے فرار ہونا اور سود کھانا۔"(۲)

طلاق کا حق اسے حاصل ہے جو پنڈلی پکڑتا ہے:

۲۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے مالک نے اپنی لونڈی سے میری شادی کرائی اب وہ میرے درمیان اور اس کے درمیان جدائی ڈالنا چاہتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو فرمایا: "لوگو! طلاق کا حق اسے حاصل ہے جس نے پنڈلی پکڑی ہے۔ (چونکہ عورت کی پنڈلی کو شوہر ہی ہاتھ لگا سکتا ہے لہٰذا طلاق دینے کا اختیار بھی اسی کے پاس ہے)(۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت:

۲۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب میری براءت کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، آپ نے ذکر کیا اور قرآن کی آیات نازل فرمائیں، پس جب آپ

(۱) ترمذی، نسائی، منذری نے کہا: اس کی ایک اسناد صحیح ہے۔ الشیخ الالبانی نے صحیح الترغیب: (۳۳۸۷) میں فرمایا: حسن صحیح ہے۔

(۲) الطبرانی: الشیخ الالبانیؒ نے صحیح الترغیب: ۱۳۴۰ میں فرمایا: یہ روایت حسن ہے۔

(۳) ابن ماجہ: ۲۰۸۱، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن ہے۔ بیہقی فی الکبریٰ: ۱۴۸۹۳

منبر سے نیچے اترے تو دو آمیوں اور ایک عورت کے متعلق حکم فرمایا تو ان پر حد نافذ کی گئی۔ (۱)

انصار کے متعلق وصیت:

۲۰۶۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ابو بکر و عباس رضی اللہ عنہم انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ رو رہے تھے، فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اپنے ساتھ نبی ﷺ کی مجلس کو یاد کیا۔ پس ان دونوں میں سے ایک نبی ﷺ کے پاس گئے اور اس کے متعلق آپ کو بتایا، تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے اپنے سر پر دھاری دار چادر باندھی ہوئی تھی، آپ منبر پر چڑھے اور پھر اس دن کے بعد آپ منبر پر نہیں چڑھے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”میں انصار کے متعلق تمہیں وصیت کرتا ہوں، وہ میرے مخلص ساتھی اور میرے ہم راز ہیں وہ اپنی ذمے داری ادا کر چکے اب تو ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں، پس ان کے نیکو کاروں کی طرف سے قبول کرو اور ان کے گناہ گاروں سے در گزر کرو۔“ (۲)

حیاء و پردہ پر ترغیب:

۲۰۷۔ یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلے میدان میں غسل کرتے ہوئے دیکھا پس آپ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اور فرمایا: ”اللہ عزو جل حیا دار پردہ پوشی کرنے والا ہے وہ حیاء اور پردہ کو پسند کرتا ہے، پس جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرے۔“ (۳)

جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں:

۲۰۸۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا: ”جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں (دو باغ)

---

(۱) ترمذی: ۳۱۸۱، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت حسن ہے، ابو داود: ۴۴۴۷

(۲) صحیح بخاری: ۳۵۰۹، مسند احمد: ۲۲۰۰۱

(۳) ابو داود، نسائی اور ایک روایت میں ہے: فرمایا: ”بے شک اللہ پاک دامن ہے، پس جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو کسی چیز کے ذریعے پردہ کرے۔“ (الشیخ الالبانیؒ نے ”مشکاۃ المصابیح“ (۴۴۷) میں فرمایا: روایت حسن ہے۔

ہیں۔" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! خواہ وہ زنا کرے اور خواہ چوری کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار فرمایا: "جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں (دو باغ) ہیں۔" میں نے دوسری بار کہا: اللہ کے رسول! خواہ وہ زنا کرے اور خواہ چوری کرے۔ نبی ﷺ نے تیسری بار فرمایا: "جو شخص اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا تو اس کے لیے دو جنتیں (دو باغ) ہیں۔" میں نے تیسری بار کہا: اللہ کے رسول! خواہ وہ زنا کرے اور خواہ وہ چوری کرے۔ آپ نے فرمایا: "ہاں، خواہ ابو درداء کو ناگوار گزرے۔"(۱)

سود اور شراب کی تجارت کرنا حرام ہے:

۲۰۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب سود کی حرمت کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو آپ نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا، پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔(۲)

فتح مکہ کے دن خطبہ:

۲۱۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: "جس کا کوئی قتل ہو جائے تو اس (وارث) کو دو میں سے ایک چیز کا اختیار حاصل ہے، یا تو وہ دیت لے لے یا قصاص۔" پس اہل یمن میں سے ابو شاہ نامی شخص کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! مجھے لکھ دیں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میرے لیے لکھ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔"(۳)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک رکھا، جبکہ اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر غلبہ عطا فرمایا: سنو، وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا، نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال کیا گیا، سنو، یہ اس وقت حرام ہے، اس کا شکار بھگایا جائے گا، نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے گا اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی البتہ اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔"

---

(۱) مسند احمد ۸۶۶۸۔ شعیب ارنؤوط نے کہا اس کی سند صحیح ہے اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے سُلیمان بن داؤد کے اور اس سے سنن والوں نے روایت لی ہے۔

(۲) صحیح بخاری: ۴۴۷، صحیح مسلم: ۱۵۸۰، نسائی: ۴۶۶۵، اور الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

(۳) ابو داود: ۴۵۰۵، مسند احمد اور ابو داود نے بیان کیا: ((اکتبوا لی)) "میرے لیے لکھو، یعنی نبی ﷺ کا خطبہ لکھو۔ الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔ ترمذی: ۱۴۰۵، نسائی: ۴۷۸۵، ابن ماجہ: ۲۶۲۴

عورت اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتی:

۲۱۱۔ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں فرمایا: ”عورت اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتی، جبکہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہے۔“(۱)

جس کی زمین ہو وہ اسے کاشت کرے:

۲۱۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”جس کی زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے یا اسے کاشت کے لیے کسی دوسرے کو دے دے اور وہ اسے اجرت پر نہ دے۔“(۲)

تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو:

۲۱۳۔ ابو زہیر ثقفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے نباوہ کے مقام پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ تم جنتیوں کو جہنمیوں میں سے پہچان سکو۔“ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس طرح؟ آپ نے فرمایا: ”اچھی تعریف اور بری تعریف کے ساتھ، تم ایک دوسرے پر اللہ کے گواہ ہو۔“(۳)

دنیا سے انتباہ:

۲۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مسجد الخیف میں ہمیں خطبہ ارشاد

(۱) ابن ماجہ: ۲۳۷۹، الشیخ الالبانیؒ نے صحیح ابن ماجہ: ۱۹۳۴) میں فرمایا: صحیح ہے، دیکھیں: ”الصحیحہ“: ۷۷۵، ۸۲۵، التعلیق الترغیب: ۲/۴۵

(۲) نسائی: ۳۸۷۷، الشیخ الالبانی نے فرمایا: صحیح لغیرہ: ابن ماجہ: ۲۴۴۵، صحیح بخاری: ۲۲۱۵ میں یہ الفاظ ہیں: وہ یعنی: صحابہ کرام۔ تہائی، چوتھائی اور نصف پر کاشت کیا کرتے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کی زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے یا اسے عطیہ کے طور پر دے دے، پس اگر وہ ایسے نہ کرے تو پھر اپنی زمین کو اپنے پاس رکھے۔“

(۳) ابن ماجہ: ۴۲۱۱، الشیخ الالبانی نے صحیح ابن ماجہ: ۳۴۰۰ میں اور الطحاویہ: ۴۸۹ کی تخریج میں فرمایا: روایت حسن ہے۔

فرمایا: آپ نے اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد بیان کی اور اس کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا: ”جس کا مقصد دنیا ہو جائے تو اللہ اس کے معاملات کو منتشر کر دیتا ہے اور فقر و محتاجی ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتی ہے، جبکہ دنیا تو اسے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں ہے۔“ (۱)

تمہارے ساتھی کو اس کے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے:

۲۱۵۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”کیا بنو فلاں میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے؟“ تو کسی نے بھی آپ کو جواب نہ دیا: پھر فرمایا: ”کیا بنو فلاں میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے۔“ تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا، پھر فرمایا: کیا بنو فلاں میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے؟“ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ہوں، آپ نے فرمایا: ”پہلی دو مرتبہ جواب دینے سے کس چیز نے تمہیں منع کیا؟ میں تو تمہارے ساتھ خیر خواہی کا ہی ارادہ رکھتا ہوں، بے شک تمہارا ساتھی قرض کی وجہ سے (جنّت میں جانے سے) روک دیا گیا ہے، پس میں نے اسے دیکھا کہ اس نے اس کی طرف سے ادا کر دیا حتی کہ کوئی اس سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر رہا۔“ (۲)

ایک روایت میں یہ اضافہ نقل کیا: ”پس اگر تم چاہو تو اس کی طرف سے ادا کر دو اور اگر چاہو تو اسے اللہ کے عذاب کے حوالے کر دو۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اس کا قرض میرے ذمے ہے پس اس نے اسے ادا کیا۔ (۳)

سود سے انتباہ:

۲۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو سود کے معاملے اور اس کی سنگینی کا ذکر کیا اور فرمایا: آدمی کا ایک درہم سود وصول کرنا اللہ کے ہاں آدمی کے چھتیس بار زنا کرنے سے بھی زیادہ سنگین ہے، اور مسلمان شخص کی عزت (خراب کرنا) سب سے بڑھ کر سود ہے۔“ (۴)

---

(۱) طبرانی، الشیخ الالبانی نے صحیح الترغیب: ۷۰۸۱ میں کہا: صحیح لغیرہ ہے۔

(۲) ابوداود: ۳۳۴۱

(۳) الشیخ الالبانی نے صحیح الترغیب (۱۸۱۰) میں کہا: (روایت صحیح ہے)

(۴) ابن ابی الدنیا نے اسے کتاب ”ذم الغیبۃ“ میں روایت کیا، اور امام بیہقی نے روایت کیا، الشیخ الالبانیؒ نے صحیح الترغیب: ۱۸۵۶ میں فرمایا: صحیح لغیرہ ہے۔

ریاء سے انتباہ:

۲۱۷۔ بنو کاہل کے ایک آدمی ابو علی نے بیان کیا: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: لوگو! اس شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ خفی ہے، پس عبداللہ بن حزن اور قیس بن المضارب نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: اللہ کی قسم! آپ نے جو کہا ہے اس پر ہمیں دلیل پیش کریں یا پھر ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے ہمیں اجازت ملے یا اجازت نہ ملے، انہوں نے فرمایا: بلکہ میں نے جو کہا ہے، میں اس پر دلیل پیش کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”لوگو! اس شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ خفی ہے۔“ پس جس کے لیے اللہ نے چاہا کہ وہ بات کرے اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اس سے کس طرح بچیں جبکہ وہ چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ خفی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کہو: اے اللہ! ہم اس سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں جسے ہم جانتے ہیں، اور جسے ہم نہیں جانتے اس سے ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں۔“(۱)

ہر نشہ آور چیز حرام ہے:

۲۱۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آیت خمر (شراب کے متعلق آیت) ذکر کی تو ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ”مزر“ کے متعلق بتائیں؟ آپ نے فرمایا: ”مزر کیا چیز ہے؟“ اس نے عرض کیا: یمن میں پیدا ہونے والا غلہ (مکئی) ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ نشہ آور ہے؟“ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“(۲)

سارے لوگ آدم علیہ السّلام کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم علیہ السّلام کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے:

۲۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن لوگوں کو خطبہ

(۱) مسند احمد، طبرانی، اور الشیخ الالبانی نے ”صحیح الترغیب“ (۳۶) میں کہا: حسن لغیرہ ہے۔
(۲) نسائی: ۵۶۰۵، الشیخ الالبانی نے فرمایا: صحیح الاسناد ہے۔

ارشاد فرمایا، تو فرمایا: "لوگو! اللہ نے تم سے دورِ جاہلیت کا نسلی فخر و غرور ختم کر دیا ہے، پس سارے لوگ دو طرح کے ہیں، نیک پرہیز گار اللہ کے ہاں معزز اور فاجر بد نصیب اللہ کے ہاں بے توقیر، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات: ۱۳)

"لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا، اور ہم نے تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم پہچان کر سکو بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔"(۱)

رسول ﷺ کی افضیلت:

۲۲۰۔ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی طرف آئے گویا کہ انہوں نے کوئی چیز سنی ہو پس نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا: "میں کون ہوں؟" انہوں نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا: "میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں (ﷺ)، اللہ نے خلق تخلیق فرمائی تو اس نے مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا، پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا، پھر ان کو قبیلوں میں بنا دیا، تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اس سے خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان میں بنایا، پس میں ذات (نفس) و خاندان کے حوالے سے ان سب سے بہتر ہوں۔"(۲)

جماعت رحمت ہے اور فرقہ عذاب ہے:

۲۲۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "جماعت رحمت ہے جبکہ فرقہ عذاب ہے۔"(۳)

---

(۱) ترمذی: ۳۲۷۰، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

(۲) ترمذی روایت صحیح ہے۔

(۳) ابن ابی عاصم فی السنہ: ۸۹۵، اور الشیخ الالبانی نے کہا: روایت حسن ہے۔

میں ہر مسلمان کا اس کی ذات سے زیادہ حق دار ہوں:

۲۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی، اور آپ کا غصہ تیز ہو جاتا تھا، گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور فرما رہے ہوں: وہ تم پر صبح کے وقت حملہ آور ہونے والا ہے اور وہ تم پر شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے، اور آپ فرماتے: مجھے اور قیامت کو ان دونوں کی طرح (ایک ساتھ) بھیجا گیا ہے، اور آپ اپنی دونوں انگلیوں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے تھے۔

اور فرماتے تھے:

اما بعد! ((فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة))، پھر فرماتے: ”میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ حق دار ہوں، جو کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے اہل (گھر والوں) کا ہے، اور جو کوئی قرض یا بچے چھوڑ کر مرے تو اس کی ادائیگی اور ان کی کفالت میرے ذمے ہے۔“(۱)

رسول ﷺ ہدیہ (تحفہ) قبول فرماتے ہیں:

۲۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: بنو فزارہ کے ایک آدمی نے غابہ سے ملنے والے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی، تو آپ نے بدلے میں کچھ اسے لوٹا دیا، تو وہ (تھوڑا عوض ملنے پر) ناراض ہو گیا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ”عرب کے کچھ آدمیوں میں سے کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے تو میرے پاس جو موجود ہوتا ہے میں اس میں سے بدلے میں کچھ اسے دے دیتا ہوں تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ کی قسم! اب کے بعد میں کسی قرشی (قریشی) یا کسی انصاری یا کسی ثقفی یا کسی دوسی کے علاوہ کسی اور عرب سے ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔“(۲)

---

(۱) صحیح مسلم، ابن ماجہ

(۲) ترمذی: ۳۹۴۶، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے، بیہقی فی الکبری: ۱۱۸۰۱، ابو یعلی: ۶۵۷۹، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں، امام بخاری نے اسے الادب المفرد: ۵۹۶ میں روایت کیا۔

تکبّر سے ممانعت:

۲۲۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ منبر پر تھے: "الجبار اپنے آسمانوں اور اپنی زمین کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لے گا اور مٹھی بند کر لے گا پس وہ اسے کھولے گا اور بند کرے گا پھر فرمائے گا: میں الجبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، تو جبار کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟ راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں بائیں ہچکولے کھانے لگے حتیٰ کہ میں نے منبر کو نیچے سے سرکتے ہوئے دیکھا اور حتیٰ کہ میں کہنے لگا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نیچے نہ گرا دے۔"(۱)

امام مسلمؒ نے اسی مانند روایت کیا ہے اور مسند احمد: ۵۴۱۴ میں ہے کہ نبی ﷺ نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی:

> وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ (الزمر: ۶۷)

مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے سے اجتناب کرو:

۲۲۵۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: "مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے سے اجتناب کرو، پس جو میری طرف بات منسوب کرے تو وہ حق یا سچ ہی منسوب کرے، اور جو میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو کہ میں نے نہ کہی ہو تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"(۲)

متعہ کی شادی روز قیامت تک کے لیے حرام ہے:

۲۲۶۔ سبرہ الجہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ہم اپنا عمرہ کر چکے تو آپ نے فرمایا: "ان عورتوں سے متعہ کرو۔" انہوں نے کہا: اس وقت ہمارے ہاں متعہ سے مراد وقت مقرر کے لیے شادی کرنا تھا۔ پس ہم نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر

(۱) ابن ماجہ: ۴۲۶۵، ابن ابی عاصم فی السنہ اور الشیخ الالبانی نے صحیح ابن ماجہ: ۳۴۴۹ اور الظلال: ۵۴۶ میں کہا: روایت صحیح ہے۔

(۲) ابن ماجہ: ۳۵، الشیخ الالبانی نے صحیح ابن ماجہ: ۳۳ اور "الصحیحہ": ۱۷۵۳ میں کہا: روایت حسن ہے۔

کیا تو آپ نے فرمایا: یہ کرو، پس میں اور میرا چچازاد وہاں سے روانہ ہوئے، میرے پاس ایک چادر تھی اور اس کی چادر میری چادر سے زیادہ اچھی تھی، جبکہ میں اس سے زیادہ نوجوان تھا، پس ہم ایک عورت کے پاس گئے، تو ہم نے اسے اس کی پیش کش کی، اسے میری جوانی پسند تھی جبکہ اس کی چادر، اس نے کہا: چادر، چادر جیسی ہی ہے، پس میں نے اس سے شادی کرلی، میرے اور اس کے درمیان دس دن کی معیاد مقرر ہوئی تھی، میں نے یہ راتیں اس کے پاس گزاریں، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ حطیم اور دروازے کے درمیان کھڑے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمارہے تھے اور آپ فرمارہے تھے: "لوگو! میں نے تمہیں ان عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، سنو، اللہ نے اسے قیامت کے دن تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے، پس جس کے پاس ان میں سے کوئی (عورت) ہو تو وہ اسے چھوڑ دے، اور تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔"(۱)

صدق کے بارے میں ترغیب اور کذب کے بارے میں ترہیب:

۲۲۷۔ اوسط بن عامر البجلی نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پہلے سال ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ کے آنسو نکل آئے، تین بار ایسے ہوا، پھر آپ نے فرمایا: "لوگو! اللہ سے عافیت طلب کرو، کیونکہ عافیت کے بعد یقین کے مثل کسی کو کوئی چیز عطا نہیں کی گئی، اور کفر کے بعد شک سے زیادہ سنگین کوئی چیز نہیں دی گئی، تم صدق کو اختیار کرو، کیونکہ صدق نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ان دونوں کا انجام جنّت ہے، جھوٹ سے بچو کیونکہ وہ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے، اور ان دونون کا انجام جہنم ہے۔"(۲)

مسند احمد (۳۴) میں جو روایت ہے اس میں یہ زیادت ہے: "باہم قطع تعلقی کرو نہ بغض رکھو اور نہ ہی حسد کرو، ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو اور اللہ عزوجل نے جیسا کہ تمہیں حکم فرمایا ہے بھائی بھائی بن جاؤ۔" شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

اور ابن حبان: ۳۳۹۰ میں یہ زیادت ہے: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد

(۱) صحیح مسلم: ۱۴۰۶، نسائی: ۳۳۶۸، مسند احمد: ۱۵۳۸ اور ابن حبان: ۴۱۴۷ شعیب الارنؤوط نے آخری دو کے بارے میں فرمایا: ان کی اسناد امام مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔

(۲) ابن حبان: ۹۵۲، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد قوی ہے۔

(ﷺ) کی جان ہے! کسی بندے کو صبر سے زیادہ وسیع کوئی اور چیز نہیں دی گئی۔" (۱)

جو بے نیازی چاہتا ہے اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے:

۲۲۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں آپ سے سوال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، پس میں نے آپ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص بے نیازی چاہتا ہے اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، جو سوال کرنے سے بچنا چاہتا ہے اللہ اسے بچا لیتا ہے، جو ہم سے سوال کرتا ہے ہم اسے عطا کر دیتے ہیں۔" انہوں نے کہا: میں واپس آ گیا اور آپ سے سوال نہ کیا، پس میں آج انصار میں سے سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ (۲)

ایک روایت میں یہ زیادت ہے: "جو لوگوں سے سوال کرتا ہے جبکہ اس کے پاس پانچ اوقیہ ہیں تو اس نے چمٹ کر سوال کیا۔" (۳)

کوئی عورت محرم رشتے دار کے بغیر سفر نہ کرے:

۲۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "کوئی عورت محرم رشتے دار کے بغیر سفر نہ کرے، غیر محرم مرد اور عورت خلوت اختیار نہ کریں۔" (۴)

ہر نبی اپنی امت کی خیر پر راہنمائی کرتے ہیں:

۲۳۰۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں حدیث بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم میں سے کوئی تیر اندازی کا مقابلہ کر رہا تھا، کوئی چراگاہ میں تھا اور کوئی خیمہ درست کر رہا تھا کہ اعلان کیا گیا: نماز جمع کرنے والی ہے، پس ہم اکٹھے ہوئے، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں، آپ فرما رہے تھے: "مجھ سے پہلے جو بھی نبی تشریف لائے اللہ پر حق تھا کہ وہ اپنی امت کی ان امور پر راہنمائی فرمائیں جو ان

---

(۱) [حسن صحیح ہے]
(۲) ابن حبان: ۳۳۹۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔
(۳) مسند احمد: ۲۷۶۷ اور شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔
(۴) ابن حبان: ۵۵۸۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ صحیح بخاری: ۱۰۳۶، صحیح مسلم: ۱۳۳۸

کے لیے بہتر ہے، اور وہ انہیں اس چیز سے ڈرائیں جو وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کے لیے بری ہے، یہ جو امت ہے اس کے اول میں عافیت ہے، اس کا آخر آزمائش کا شکار ہو جائے گا، پس مومن کا فتنہ آئے گا تو وہ کہے گا: یہ میری ہلاکت کا سامان ہے، پھر فتنہ آئے گا وہ کہے گا: یہ میری ہلاکت کا سامان ہے، پھر وہ فتنہ جاتا رہے گا، پس تم میں سے جسے پسند ہو کہ وہ جہنم کی آگ سے بچا لیا جائے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں سے ایسا سلوک کرے جیسا وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے، پس جو کسی امام / حکمران کی بیعت کر لے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے اور اس سے قلبی محبت کرے تو جس قدر ہو سکے وہ اس کی اطاعت کرے۔" راوی نے بیان کیا: میں نے کہا: یہ آپ کے چچازاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم لوگوں کا مال آپس میں ناحق طور پر کھائیں اور اپنے خون بہائیں۔ جبکہ اللہ نے فرمایا ہے:

((لوگو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔)) اور فرمایا: ((اپنے آپ کو قتل نہ کرو)) (النساء: ۲۹) پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ اور پھر فرمایا: اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کرو۔ (۱)

شب قدر:

۲۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: "لوگو! مجھے شب قدر دکھائی گئی، پھر مجھے بھلا دی گئی، میں نے اپنے دونوں بازوؤں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، پس میں نے انھیں ناپسند کیا، میں نے ان میں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے ان دونوں کی ان دو جھوٹوں سے تفسیر بیان کی: یمن والا اور یمامہ والا۔" (۲)

---

(۱) ابن حبان: ۵۹۶۱، شعیب الارنؤوط نے کہا: امام مسلمؒ کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔ مسند احمد: ۶۷۹۳، شعیب ارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد امام مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔ اس کی راوی ثقہ ہیں اور الشیخین کے راوی ہیں، البتہ عبدالرحمن بن عبدرب کعبہ وہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

(۲) مسند احمد: ۱۱۸۳۴، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔ ابن ماجہ: ۳۹۲۲، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

دعاء ہی عبادت ہے:-

۲۳۲۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے: "دعاء ہی عبادت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ((وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ)) "تمہارے رب نے کہا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"(۱)

تم اپنے میں "رقوب" کسے شمار کرتے ہو؟

۲۳۳۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے میں "رقوب" کسے شمار کرتے ہو؟" ہم نے عرض کیا: جس کا کوئی بچہ بچتا نہ ہو (پیدا ہو کر مر جاتا ہو) آپ نے فرمایا: "یہ (رقوب) نہیں، لیکن وہ آدمی (رقوب) ہے جس نے اپنی اولاد میں سے کوئی بچہ آگے نہ بھیجا ہو (جو فوت نہ ہوا ہو)" آپ نے فرمایا: "تم اپنے میں پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟" ہم نے عرض کیا: جسے بندے تہ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: "اس طرح نہیں ہے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔"(۲)

حادثہ افک:

۲۳۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے علم بھی نہیں تھا، تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے شہادت بیان کی، پھر اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "اما بعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنی اہلیہ میں کسی قسم کی کوئی برائی نہیں جانتا، اور انہوں نے اس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے کہ اللہ کی قسم! میں اس کے متعلق بھی کوئی برائی نہیں جانتا وہ میری موجودگی ہی میں میرے گھر آتا ہے اور جب میں سفر پر ہوتا ہوں تو وہ بھی میرے ساتھ ہی سفر پر ہوتا ہے۔ (جب میں مدینہ میں نہیں ہوتا تو وہ

---

(۱) ابو داود: ۱۴۷۹، ترمذی: ۲۹۶۹، ابن ماجہ: ۳۸۲۸، الشیخ الالبانیؒ نے کہا: روایت صحیح ہے۔ مسند احمد: ۱۸۴۵۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: سند صحیح ہے۔

(۲) صحیح مسلم: ۲۶۰۸، مسند احمد: ۲۳۱۶۴

بھی نہیں ہوتا)۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کا اندازِ عبادت:

۲۳۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اس میں سہولت پر عمل کیا، آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اس کی خبر پہنچی تو گویا کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا اور اس پر عمل نہ کیا، پس آپ کو اس کے متعلق خبر ملی تو آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: "ان لوگوں کو کیا ہوا کہ انہیں میری طرف سے ایک کام کی خبر ملی میں نے اس میں سہولت پر عمل کیا تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور اس پر عمل نہ کیا۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کے متعلق ان سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔" (۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں کے لیے دعاء:

۲۳۶۔ ابن زغب ایادی نے بیان کیا: عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ نے میرے ہاں قیام کیا، تو انہوں نے مجھے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پاپیادہ روانہ کیا تاکہ ہم (جہاد میں) مال غنیمت حاصل کریں، پس ہم کوئی چیز حاصل کیے بغیر واپس لوٹے، آپ نے ہمارے چہروں پر مشقت کے آثار پہچان لیے، پس آپ ہمارے درمیان خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "اے اللہ! تو انہیں میرے حوالے نہ کر کہ میں ان کی دل جوئی سے عاجز آجاؤں، انہیں ان کے نفس کے حوالے بھی نہ کر کہ وہ خود بھی عاجز آجائیں، اور انہیں ایسے لوگوں کے سپرد بھی نہ کر جو ان پر اپنے آپ کو ترجیح دیں۔" پھر آپ نے اپنا دستِ شفقت میرے سر پر رکھا اور فرمایا: "ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارضِ مقدس (شام) منتقل ہوگئی ہے تو پھر زلزلے اور غم ورنج قریب آگئے، اس دن قیامت لوگوں کے اس سے بھی زیادہ قریب آجائے گی جیسا کہ میرا یہ ہاتھ تمہارے سر پر ہے۔" (۳)

تواضع پر ترغیب:

۲۳۷۔ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم میں خطبہ ارشاد

---

(۱) صحیح بخاری: ۴۴۷۹، ترمذی: ۳۱۸۰، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔
(۲) صحیح مسلم: ۲۳۵۶، بیہقی فی الکبری: ۵۱۹۸، ابویعلی: ۴۹۱۰، مسند احمد: ۲۴۲۲۶
(۳) ابوداود: ۲۵۳۵، الشیخ الالبانیؒ نے فرمایا: روایت صحیح ہے۔

فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان امور کی تعلیم دوں جنہیں تم نہیں جانتے...... پھر اس میں یہ اضافہ فرمایا: ”اللہ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی دوسرے پر فخر کرے نہ کوئی کسی دوسرے پر سرکشی کرے۔“(۱)

سونے اور چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت:

۲۳۸۔ عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ایک کسان / دیہاتی سے پانی طلب کیا، تو وہ چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، انہوں نے وہ اسے دے مارا، پس ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بات کرنے سے ڈر گئے، جب ان کا غصہ ختم ہوا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کا تمہیں عذر پیش کرتا ہوں کہ میں اسے پہلے سے بتا چکا تھا کہ وہ اس میں مجھے پانی نہ پلائے، پھر کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”تم چاندی اور سونے کے برتن میں، پیو نہ ریشم اور دیباج کا لباس پہنو، کیونکہ وہ ان کے لیے اس دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔“(۲)

کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے پانی سے کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے:

۲۳۹۔ رویفع بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا جس وقت حنین کو فتح کیا تھا، پس آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: تو فرمایا:” اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے پانی سے کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے، مال غنیمت کو فروخت کرنا حلال نہیں حتیٰ کہ وہ تقسیم ہو جائے، یہ کہ وہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کوئی کپڑا نہ پہنے حتیٰ کہ جب وہ اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے اس میں لوٹا دے، اور وہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کسی سواری پر سوار نہ ہو کہ جب وہ اسے لاغر کر دے تو وہ

---

(۱) صحیح مسلم: ۴۸۶۵
(۲) صحیح بخاری: ۵۱۱۰، صحیح مسلم: ۲۰۶۷، ابو داود: ۳۷۲۳، ترمذی: ۱۸۷۸، نسائی: ۵۳۰۱، دارمی: ۲۱۳۰، مسند احمد: ۲۳۴۴۹ اور ابن حبان: ۵۳۳۹ شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

اسے اس میں لوٹا دے۔"(1)

قتل سے ممانعت:

۶۴۰۔ عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر پانی والوں کے پاس پہنچے تو پانی والوں میں سے ایک آدمی سامنے آیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے اس پر حملہ کر دیا تو اس نے کہا: میں مسلمان ہوں، پس اس نے اسے قتل کر دیا، جب وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے اس کے متعلق آپ کو بتایا، رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "امابعد: مسلمان کو کیا ہوا کہ وہ ایسے آدمی کو قتل کرتا ہے جو کہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں،" اس آدمی نے کہا: اس نے تو بچنے کے لیے یہ کہا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر فرمایا: "اللہ اسے پسند نہیں فرماتا جو کسی مسلمان کو قتل کرتا ہے۔" تین بار فرمایا۔(2)

جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے ہو:

۶۴۱۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جہنم کی آگ سے بچو۔" پھر آپ نے اعراض کیا اور چہرہ مبارک پھیر لیا، حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں، پھر فرمایا: "جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے ہو، پس اگر تم (وہ بھی) نہ پاؤ تو پھر اچھی بات کے ذریعے (جہنم کی آگ سے بچو)۔"(3)

نبی ﷺ کو پہنچنے والی تکلیف و مصیبت:

۶۴۲۔ طلحہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب آدمی مدینہ آتا تو اس کا وہاں کوئی واقف کار نہ

---

(1) مسند احمد: ۱۷۰۳۱، شعیب الارنؤوط نے کہا: اپنے طرق و شواہد کے ساتھ صحیح ہے، جبکہ یہ اسناد ابو مرزوق التجیبی اور رویفع بن ثابت حنش الصنعانی کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے)ابو داود: ۲۷۰۸، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن صحیح ہے۔ ابن حبان: ۴۸۵۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔

(2) مسند احمد: ۱۷۰۵۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ طبرانی فی المعجم الکبیر: ۵۶۲،۹۸۱

(3) صحیح بخاری: ۱۳۵۱، صحیح مسلم: ۱۰۱۶، نسائی: ۲۵۵۲، دارمی: ۱۶۵۷، مسند احمد: ۴۲۶۵

ہوتا تو وہ صفہ پر قیام کرتا، انہوں نے بیان کیا: میں بھی صفہ پر قیام کرنے والوں میں سے تھا، پس میں نے ایک آدمی کو اپنا ساتھی بنالیا وہ روزانہ رسول اللہ ﷺ سے ایک مد کھجور ہمارے پاس لاتا اور اسے دو آدمیوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ پس آپ نے ایک دن نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو ہم میں سے ایک آدمی نے آپ کو آواز دے کر عرض کیا: اللہ کے رسول! کھجور نے تو (گرمی کی وجہ سے) ہمارے پیٹ جلا دیئے ہیں۔ پس نبی ﷺ اپنے منبر کی طرف گئے اس پر چڑھے اور پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر آپ نے ان مصائب کا ذکر کیا جو آپ کو اپنی قوم سے پیش آئے، حتی کہ میں اور میرا وہ ساتھی دس سے کچھ زائد دن رہے تو ان دنوں میں جھاؤ کے درخت کا پھل ہی کھاتے رہے، پس ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس گئے ان کا زیادہ تر کھانا کھجور ہی تھا، انہوں نے ہمارے ساتھ غم گساری کی، اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے لیے گوشت روٹی پاتا تو تمہیں ضرور کھلاتا لیکن شاید کہ تم ایسا زمانہ پاؤ گے لوگ اس میں (غلاف) کعبہ کی طرح (منقش) لباس پہنیں گے اور رات دن ان پر جام کا دور چلے گا۔ (۱)

رحمت پر ترغیب:

۲۴۳۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو اپنے منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کرو اللہ تمہیں معاف کرے گا۔ سنی ان سنی کر دینے والوں کے لیے تباہی ہے، اصرار کرنے والوں کے لیے تباہی ہے جو جانتے بوجھتے اپنے عمل پر اصرار کرتے ہیں“۔ (۲)

نبی ﷺ کی بعض عرب قبائل کے لیے دعا:

۲۴۴۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ”قبیلہ غفار کی اللہ نے مغفرت فرمادی، قبیلہ اسلم کو اللہ نے سلامت رکھا جبکہ قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے

---

(۱) ابن حبان: ۶۶۸۴، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ مسند احمد: ۱۶۰۳۱، طبرانی فی الکبیر: ۸۱۶۰، مستدرک حاکم: ۸۶۴۸، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(۲) مسند احمد: ۷۰۴۱، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے امام بخاریؒ نے الادب المفرد: ۳۸۰ میں بیان کیا اور الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

رسول کی نافرمانی کی۔“(۱)

مسلمانوں نے کام کم کیا اور اجر زیادہ پایا:

۲۴۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہوئے سنا: ”گزشتہ امتوں کے مقابلے میں تمہارا وجود ایسا ہے جیسے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے، اہل تورات کو تورات دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا، حتی کہ دن آدھا ہو گیا پھر وہ عاجز آ گئے، تو انھیں ایک ایک قیراط دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا حتی کہ نماز عصر ہو گئی، پھر وہ عاجز آ گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا تورات والوں نے کہا: ہمارے پروردگار! یہ ہم سے عمل میں کم ہیں اور اجر میں زیادہ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارا اجر دینے میں کوئی کمی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں دوں۔“(۲)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے دفاع:

۲۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا، پس لوگوں نے ان کی امارت / سرداری پر طعن کیا، تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اگر تم ان کی امارت پر طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے ان کے والد (زید رضی اللہ عنہ) کی امارت پر بھی طعن کیا تھا، اللہ کی قسم! وہ امارت کے لیے سزاوار تھے اور وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز تھے، اور ان کے بعد یہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔“(۳)

کوئی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر اس کے پاس نہ ہو:

۲۴۷۔ عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے کچھ افراد اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے وہ اس وقت ان کی اہلیہ تھیں، جب انہوں نے دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور کہا: میں خیر ہی سمجھتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے اسے اس سے بری کر دیا ہے۔

(۱) صحیح بخاری: ۳۳۲۲، صحیح مسلم: ۲۵۱۸

(۲) صحیح بخاری: ۷۰۲۹، ترمذی: ۲۸۷۱، مسند احمد: ۴۵۰۸، ابن حبان: ۶۶۳۹

(۳) صحیح بخاری: ۳۵۲۴، صحیح مسلم: ۲۴۲۶، ترمذی: ۳۸۱۶

پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”اس دن کے بعد کوئی اکیلا شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کے پاس اس کا شوہر نہ ہو البتہ یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں۔“(۱)

رسول اللہ ﷺ کا رحم دنیا اور آخرت میں پہنچنے والا ہے:

۲۴۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ نے رحم کیا وہ ان کی قوم کے لیے نفع مند نہیں؟ کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میرا رحم دنیا اور آخرت میں پہنچنے والا ہے، لوگو! میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا جب تم آؤ گے، ایک آدمی کہے گا: اللہ کے رسول! میں فلاں بن فلاں ہوں، دوسرا کہے گا: میں فلاں بن فلاں ہوں، تو میں کہوں گا: ”جہاں تک نسب کا تعلق ہے تو میں اسے جانتا ہوں، لیکن تم نے میرے بعد دین میں نئے نئے کام جاری کر لیے تھے، اور تم الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔“(۲)

اللہ سے علم نافع کا سوال کرو:

۲۴۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ”اللہ سے نفع مند علم کا سوال کرو، اور ایسے علم سے جو کہ نفع مند نہ ہو اللہ کی پناہ طلب کرو۔“(۳)

پردے کا حکم:

۲۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک طشت میں پہلے پہلے پھل کی تازہ کھجوریں دے کر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے اسے آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے اس میں سے کچھ کھجوریں لیں پھر میرا ہاتھ پکڑا تو ہم باہر

---

(۱) صحیح مسلم: ۲۱۷۳، مسند احمد: ۶۵۹۵، ابن حبان: ۵۵۸۵

(۲) ابو یعلیٰ: ۱۲۳۸، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے، مسند احمد: ۱۱۱۵۴، شعیب الارنووط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔ مستدرک حاکم: ۲۹۵۸، اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(۳) ابو یعلیٰ: ۱۹۸۰، ابن ماجہ: ۳۸۴۳، ”الزوائد“ میں کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اسامہ بن اللیثی الزنی کو امام مسلمؒ نے قابل احتجاج گردانا ہے۔ الشیخ الالبانی نے کہا: روایت حسن ہے۔

نکل آئے، آپ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے تازہ تازہ شادی کی تھی۔ آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس سے گزرے جبکہ ان کے پاس کچھ آدمی باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا مبارک باد دو، پس لوگوں نے آپ کو مبارک باد دی تو انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، پس آپ چلتے گئے حتیٰ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو ان کے پاس بھی کچھ آدمی دیکھے، پس آپ نے اسے ناپسند فرمایا: اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند فرماتے تھے تو یہ آپ کے چہرے پر نظر آجاتی تھی، انہوں نے بیان کیا: پس میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہیں بتایا، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو ایسے ہی ہے جیسے آپ کے بیٹے نے یہ بتایا ہے تو پھر کوئی نیا حکم آجائے گا، پس جب پچھلا پہر ہوا تو نبی ﷺ تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

(الاحزاب: ۵۳)

"ایمان دارو! نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر یہ کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے۔"

تب آپ نے پردے کا حکم فرمایا۔[1]

وہ جانور جنہیں مار ڈالنا جائز ہے:

۲۵۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک آدمی نے عرض کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے، اللہ کے رسول! کن جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: "کوا، چیل اور کاٹ کھانے والا کتا۔" جریر نے بیان کیا: ایوب نے کہا: میں نے نافع سے کہا: تو سانپ؟ انہوں نے کہا: اس (کے مار ڈالنے) میں تو کسی دو کا بھی اختلاف نہیں۔[2]

رسول اللہ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

۲۵۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کیا اللہ عزوجل سوتا ہے پس اللہ نے

(۱) ابو یعلیٰ: ۳۶۶۶ حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔ الطبرانی فی الاوسط: ۱۸۵۳

(۲) ابو یعلیٰ: ۵۸۱۰، سند صحیح ہے۔

ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اس نے تین راتیں انہیں جگائے رکھا، پھر انہیں دو بوتلیں دیں، ہر ہاتھ میں ایک بوتل، اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں، پس وہ سونے لگے اور قریب تھا کہ دونوں ہاتھ مل جاتے، پھر وہ جاگ گئے، ایک کو دوسری سے دور رکھا، حتیٰ کہ وہ سو گئے، پس دونوں ہاتھ ٹکرائے تو وہ دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں۔

فرمایا: اللہ نے ان کے لیے مثال بیان کی کہ اللہ عزوجل اگر سوتا ہوتا تو آسمان اور زمین قائم نہ رہتے۔"(۱)

مسجد میں جانے سے پہلے لہسن کھانے کی کراہت:

۲۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سانڈے کے متعلق دریافت کیا جبکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا: "میں اسے کھاتا ہوں نہ اس سے منع کرتا ہوں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "جو اس درخت (لہسن) میں سے کھائے تو وہ مسجد میں نہ آئے۔"(۲)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی:

۲۵۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: "جمعہ میں ایک گھڑی ہے، اور آپ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا گویا کہ آپ اسے کم کر کے بتا رہے تھے کہ مسلمان شخص اس میں اللہ سے جو جو چیز بھی مانگتا ہے وہ اسے وہی عطا فرما دیتا ہے۔"(۳)

سب سے اچھا شعر جو عرب کے لوگوں نے کہا:

۲۵۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے منبر پر فرمایا:

---

(۱) ابو یعلیٰ: ۶۶۶۹، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۲) مسند احمد: ۴۶۱۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ صحیح بخاری: ۸۱۵، صحیح مسلم: ۵۶۲، ۵۶۵ میں ہے۔ لوگو! اللہ نے میرے لیے جس چیز کو حلال کیا ہے میں اسے حرام کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ لیکن وہ ایک ایسا درخت ہے کہ میں اس کی بو ناپسند کرتا ہوں۔

(۳) صحیح بخاری: ۸۹۳، صحیح مسلم: ۸۵۲، مسند احمد: ۷۷۵۶، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد الشیخین کی شرط پر صحیح ہے) ابو داود (۱۰۴۸) میں ہے: "اسے عصر کے بعد (دن کی) آخری گھڑی میں تلاش کرو۔" الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔

"سب سے اچھا شعر جو عرب کے لوگوں نے کہا ہے وہ یہ ہے:

((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ))

"سنو، اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔"

فرمایا: قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت اسلام قبول کر لیتا۔ (۱)

سونے کے بدلے میں سونا اور چاندی کے بدلے میں چاندی:

۲۵۶۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو بار منبر پر فرماتے ہوئے سنا: "سونے کے بدلے میں سونا اور چاندی کے بدلے میں چاندی وزن میں برابر برابر۔" (۲)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے حتیٰ کہ تم اپنی پسندیدہ چیز میں سے خرچ کرو:

۲۵۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ منبر پر تھے: انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یہ جو آیت: ((لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ)) نازل ہوئی ہے آپ کیا سمجھتے ہیں، میری بیر حاء والی زمین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، میں اس کے ذریعے اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بہت خوب بہت خوب بیر حاء نفع مند مال ہے، پس باغ کو ان کے رشتے داروں میں تقسیم کر دیا۔ (۳)

---

(۱) مسند احمد: ۹۰۷۲ شعیب الارنؤوط نے کہا: یہ اسناد ضعیف ہے۔ صحیح بخاری: ۲۲۵۶ میں ہے۔ بہترین کلام جو عرب لوگوں نے کیا ہے وہ لبید کا کلام ہے۔ یعنی: لبید بن ربیعہ قریب تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیتا لیکن وہ مسلمان نہیں ہوا۔

(۲) مسند احمد: ۱۸۹۹، شعیب الارنؤوط نے کہا: حدیث صحیح لغیرہ ہے، یہ اسناد حسن ہے، صحیح بخاری: ۲۰۶۶، صحیح مسلم: ۱۵۹۰، صحیحین کی روایت اس کے معنی کی وضاحت کرتی ہے: "سونے کو سونے کے عوض برابر برابر فروخت کرو، چاندی کو چاندی کے بدلے میں برابر فروخت کرو، جبکہ سونے کو چاندی کے بدلے میں اور چاندی کو سونے کے بدلے میں جس طرح چاہو فروخت کرو۔" (جنس کا جنس سے تبادلہ کی صورت میں وزن میں برابری کے ساتھ ساتھ نقد و نقدی لینا دینا بھی ضروری ہے: تونسوی)

(۳) صحیح بخاری: ۲۶۰۷، مسند احمد: ۳/ ۱۳۷، شعیب الارنؤوط نے کہا: الشیخین کی شرط پر اس کی اسناد صحیح ہے۔

میں کچھ لوگوں کو (مال) دیتا ہوں اور کچھ کو نہیں دیتا:

۲۵۸۔ عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی چیز آئی تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہ دیا، آپ نے جن لوگوں کو نہیں دیا تھا ان کے حوالے سے آپ کو خبر ملی کہ وہ ناراض ہوئے ہیں، پس آپ منبر پر چڑھے تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "میں کچھ لوگوں کو دیتا ہوں اور کچھ کو نہیں دیتا اور جسے میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ جسے میں دیتا ہوں۔ میں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی ہے دیتا ہوں۔ اور جن کے دلوں میں تونگری اور خیر ہے میں ان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، عمرو بن تغلب بھی ان لوگوں میں سے ہے۔" انہوں نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: مجھے یہ پسند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ مل جاتے۔ (۱)

نبی ﷺ انصار کی مدح فرماتے ہیں:

۲۵۹۔ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر انصار کے متعلق فرماتے ہوئے سنا: "سنو! لوگ میرے نزدیک اس لباس کی طرح ہیں جو لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے جبکہ انصار اس لباس کے مانند ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہتا ہیں (یعنی وہ میرے راز دار ہیں) اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا، اگر ہجرت (فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بننا پسند کرتا، پس جو انصار کا سردار بنے تو وہ ان کے نیکو کاروں سے اچھا سلوک کرے اور ان کے گناہ گاروں سے درگزر کرے، اور جس نے انہیں پریشان کیا تو اس نے اسے پریشان کیا جو ان دو کے درمیان ہے اور آپ ﷺ نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا۔ (۲)

اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں:

۲۶۰۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے

---

(۱) صحیح بخاری: ۷۰۹۷، مسند احمد: ۲۰۶۹۱، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد امام بخاریؒ کی شرط پر صحیح ہے۔

(۲) مسند احمد: ۲۲۶۶۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: صحیح لغیرہ ہے۔ صحیح بخاری: ۳۵۶۸، صحیح مسلم: ۲۵۱۰

سنا: ''اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت مند کوئی چیز نہیں۔''(۱)

قیمتیں بڑھ جانے کے بعد خطبہ:

۲۶۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی جو کہ کھجوروں کے تیس اونٹ لے کر آیا، پس اس نے نبی ﷺ کے مد کے ذریعے قیمت مقرر کی، ان دنوں لوگوں کے پاس کھانے کے لیے صرف یہی تھا جبکہ وہ اس سے پہلے بھوک کا شکار تھے اور ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے قیمتوں کے بڑھ جانے کی شکایت کی، پس آپ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''میں اس سے پہلے اللہ سے ملاقات نہ کروں کہ میں کسی کو کسی دوسرے کے مال سے اس کی خوش دلی کے بغیر دلا دوں، بیع تو باہمی رضامندی سے ہوتی ہے، لیکن تمہاری بیوع میں کچھ باتیں ہیں تمہیں بیان کرتا ہوں: '' باہم کینہ رکھو نہ قیمت بڑھانے کے لیے بولی دو اور نہ ہی باہم حسد کرو۔ کوئی آدمی کسی دوسرے کی قیمت پر قیمت نہ لگائے، شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، اور بیع تو باہمی رضامندی سے ہے۔ اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''(۲)

عورت اور یتیم کے مال پر زیادتی کرنے کی حرمت:

۲۶۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ منبر پر فرمایا کرتے تھے: ''میں دو ضعیفوں: یتیم اور عورت کے مال (کو ضائع کرنے) کے بارے میں سختی سے ڈانٹتا ہوں۔''(۳)

سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کا حکم:

۲۶۳۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے

---

(۱) مسند احمد: ۲۰۱۴/۲، صحیح بخاری (۴۳۶۱) میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں، اس لیے اس نے تمام ظاہری و باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔'' اور اسی طرح صحیح مسلم: ۲۷۶۰ میں ہے۔

(۲) ابن حبان: ۴۹۶۷، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد قوی ہے، ابو یعلیٰ: ۱۳۵۴، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۳) ابن حبان: ۵۵۶۵، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔ ابن ماجہ: ۳۶۷۸، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت حسن ہے۔

تو لوگ تیزی کے ساتھ آپ کی طرف گئے، یہ بات مشہور ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں، پس میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تھا کہ میں آپ کا دیدار کروں، پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ مبارک کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں، اور آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا: "لوگو! آپس میں کثرت کے ساتھ سلام کرو، کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز (تہجد) پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔"(۱)

بیشک اللہ طیب (پاک) ہے اور وہ صرف پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے:

۲۶۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! بے شک اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اللہ نے جس چیز کا رسولوں کو حکم فرمایا اسی چیز کا مومنوں کو حکم فرمایا، فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾
(المومنون: ۵۱)

"اے رسولوں کی جماعت رسولو! پاکیزہ کھاؤ اور صالح عمل بجالاؤ، بے شک تم جو عمل کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں۔"

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (البقرہ: ۱۷۲)

"ایمان دارو! ہم نے تم کو جو دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔"

اور آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو دور دراز کا سفر کرتا ہے، بال پراگندہ اور پاؤں گرد آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: میرے پروردگار، جبکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اسے جو غذا دی گئی وہ بھی حرام تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو گی۔"(۲)

(۱) ترمذی: ۲۴۸۵، فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن ماجہ: ۱۳۳۴۔۳۲۵۱
(۲) صحیح مسلم: ۱۰۱۵، ترمذی: ۲۹۸۹، فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت حسن ہے الدارمی ۲۷۱۷، حسین سلیم اسد نے کہا اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ مسند احمد ۸۳۳۰،

فتح مکہ کے دن خطبہ:

۲۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ”لوگو! اللہ نے زمانہ جاہلیت کا نسلی تفاخر ختم کر دیا ہے، پس لوگ دو طرح کے ہیں، نیک متقی اللہ کے ہاں معزز ہے، فاجر بد نصیب اللہ کے ہاں حقیر ہے، سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، اللہ نے فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ (الحجرات: ۱۳)

”لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا: ہم نے تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم پہچان سکو، بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔“ (۱)

اللہ کو یاد کرو:

۲۶۶۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تھی تو آپ کھڑے ہو کر فرماتے تھے: ”لوگو! اللہ کو یاد کرو، پہلا صور کا پھونکنا آپہنچا، اس کے بعد ہی دوسرا پھونکنا ہے، موت اپنی تمام چیزوں کے ساتھ آگئی ہے۔“ اُبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے صلاۃ پڑھتا ہوں پس میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ (پر صلوۃ) کے لیے مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو۔“ میں نے کہا: چوتھائی: آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کر لو تو وہ بہتر ہے۔“ میں نے کہا: نصف کر لوں، آپ نے فرمایا: ”اگر تم زیادہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ میں نے کہا: دو تہائی، آپ نے فرمایا: ”جتنا تم چاہو پس اگر تم زیادہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا: میں اپنی ساری دعا آپ کے لیے مقرر کر دیتا ہوں، آپ نے فرمایا: ”تب تمہارے سارے

شعیب ارنوؤط نے کہا اس کی سند حسن ہے۔

(۲) ترمذی: ۲۴۷۰، فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ الشیخ الالبانی نے کہا: یہ روایت صحیح ہے۔

رنج و غم ختم ہو جائیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ (۱)

چلے جاؤ اللہ نے مجھے بچا لیا ہے:

۲۶۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: نبی ﷺ کی حفاظت کے لیے پہرہ دیا جاتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی ((وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ)) ”اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔“ پس رسول اللہ ﷺ نے خیمے سے سر مبارک نکال کر فرمایا: ”لوگو! چلے جاؤ اللہ نے مجھے بچا لیا ہے۔“ (۲)

ہر گھر پر ہر سال قربانی کرنا ہے:

۲۶۸۔ مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا، پس میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال قربانی کرنا اور عتیرہ کرنا واجب ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ وہ جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔“ (۳)

اور فرمایا: عتیرہ منسوخ ہے اور یہ روایت منسوخ ہے۔ میں نے کہا: ”عتیرہ سے مراد رجب کے مہینے میں ایک بکری ذبح کرنا ہے۔“ (۴)

سکینت و وقار اختیار کرو:

۲۶۹۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں وقوف کیا، تو فرمایا: ”یہ عرفات ہے، اور یہ وقوف کی جگہ ہے، اور عرفات سارے کا سارے وقوف کی جگہ ہے، پھر جس وقت سورج غروب ہوا تو آپ وہاں سے لوٹے، اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا، اور آپ اپنے ہاتھ سے اپنی سکینت و وقار والی حالت پر چلتے ہوئے لوگوں کو اشارہ فرمانے لگے، جبکہ لوگ سواریوں کو مارتے ہوئے دائیں بائیں جا رہے تھے، آپ نے ان کی طرف

(۱) ترمذی: ۲۴۵۷، فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، بیہقی فی الکبریٰ (۱۷۵۰۸) طبرانی فی الصغیر (۴۱۸)

(۲) ترمذی: ۳۰۴۶، اور انہوں نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، الشیخ الالبانی نے فرمایا: روایت حسن ہے۔ مستدرک حاکم: ۳۲۲۱ اور فرمایا: حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(۳) ترمذی: ۱۵۱۸، اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے، ابو داود: ۲۷۸۸

(۴) نسائی: ۴۲۲۴، ابن ماجہ: ۳۱۲۵، مسند احمد: ۱۷۹۲۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: روایت حسن لغیرہ ہے۔

توجہ فرما کر فرمایا: ”لوگو! سکینت ووقار اختیار کرو۔“ (۱)

بنو عبد مناف سے خطاب:

۲۷۰۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بنو عبد مناف! تم کسی کو منع نہ کرنا خواہ وہ دن یا رات کے کسی بھی وقت طواف کرے اور نماز پڑھے۔“ (۲)

تاجروں کو صدقہ کرنے کا حکم:

۲۷۱۔ قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں سماسرہ (بروکر، کمیشن ایجنٹ) کہا جاتا تھا، آپ نے فرمایا: ”تاجروں کی جماعت! شیطان اور گناہ بیع میں اکٹھے ہو جاتے ہیں، پس تم اپنی بیع کے ساتھ صدقہ کو شامل کر لیا کرو۔“ (۳)

صاحب استطاعت نوجوانوں کو شادی کرنے کی ترغیب:

۲۷۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، ہم نوجوان تھے کسی چیز کے مالک نہ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نوجوانو! تم شادی کرو، (کیونکہ یہ نظر کو جھکاتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے) کیونکہ وہ باعث شرم و حیا اور باعث عفت و عصمت ہے، پس تم میں سے جو شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے، کیونکہ وہ اس کی شہوت کو توڑنے والا ہے۔“ (۴)

---

(۱) ترمذی: ۸۸۵، اور فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: حسن ہے، مسند احمد: ۱۳۴۷، اور شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے، ابو یعلیٰ: ۳۱۲، حسین سلیم اسد نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۲) ترمذی: ۸۶۸، فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ ابو داود: ۱۸۹۴، نسائی، مسند احمد (۱۶۷۸۲)، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے ابن خزیمہ ۱۲۸۰، اعظمی نے کہا اس کی سند صحیح ہے، الحاکم ۱۶۴۳ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۳) ترمذی: ۱۲۰۸، اور فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے) الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے، مسند احمد: ۱۶۱۸۳، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں جو کہ الشیخین کے راوی ہیں۔

(۴) ترمذی: ۱۰۸۱، فرمایا: حسن صحیح ہے، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔ صحیح بخاری: ۱۸۰۶، النسائی ۲۲۴۰ وغیرہ

قریش کے خاندانوں کے لیے خطبہ:

۲۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ((وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)) (الشعراء:۲۱۴) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں" تو نبی ﷺ آواز دیتے ہیں: اے بنو فہر!، اے بنو عدی!، قریش کے خاندانوں کو قرابت کے لحاظ سے آواز دینے لگے۔[1]

۲۷۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بنو عبد مناف! اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لو۔ بنو عبد المطلب! اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لو، ام زبیر بن العوام رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی!، محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیں، میں اللہ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔"

صحیح بخاری: ۳۳۳۶ اور ۴۴۹۲ کی روایت کے مطابق ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے، آپ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں پیش آمدہ سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں، اس پر ابو لہب نے کہا: (نعوذ باللہ) تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم نے اس لیے ہمیں جمع کیا تھا؟ تب سورۃ اللھب (تبت یدا أبي لهب و تب)) نازل ہوئی۔

۲۷۵۔ صحیح مسلم: ۲۰۷ کی روایت میں ہے: اللہ کے نبی ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر کی طرف چلے اور سب سے بلند پتھر پر چڑھ گئے، پھر آواز دی: بنو عبد مناف! میں آگاہ کرنے والا ہوں، میری مثال اور تمہاری مثال اس آدمی کے مانند ہے جس نے دشمن کو دیکھا، پس وہ اپنے گھر والوں کو بچانے کے لیے چلا، لیکن اسے اندیشہ ہوا کہ وہ اس سے پہلے ان تک نہ پہنچ جائے، تو وہ بلند آواز سے پکارنے لگا، یا صباحاہ! (عرب امر عظیم کے وقوع پر آگاہ کرنے کے لیے یہ کلمہ بولتے تھے)

۲۷۶۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے قریشیوں کو جمع کیا، پس وہ عام و خاص سب جمع ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: "بنو کعب بن لوی!، بنو مرہ بن کعب!، بنو عبد شمس! بنو عبد مناف!، بنو ہاشم!، بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالو، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اپنے آپ کو

---

(۱) صحیح بخاری: ۳۳۳۵

جہنم کی آگ سے بچا لینا، میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، البتہ تمہارے ساتھ صلہ رحمی کا رشتہ ہے میں اسے بحال رکھوں گا۔" (۱)

جہنمیوں کا کھانا:

۲۷۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان دارو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تم کو موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔" اگر زقوم (نذیر) کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو وہ (زمین) زمین والوں کے لیے کار آمد نہ رہے، ان کی معیشت (گزارہ) خراب ہو جائے، تو ان کا کیا حال ہو گا جن کا کھانا ہی یہی ہو گا؟ (۲)

اللہ نے تمہیں جو مال غنیمت دیا ہے اس میں سے میرے لیے پانچواں حصہ حلال ہے:

۲۷۸۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کی دشمن سے مڈبھیڑ ہو گئی، جب اللہ نے انہیں شکست دے دی تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا پیچھا کیا وہ انہیں قتل کرتے تھے، ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے گرد حصار قائم کر لی، ایک گروہ اسی فوج پر اور مال غنیمت اکٹھا کرنے پر مامور ہو گئی، پس جب اللہ نے دشمن سے بچا لیا اور وہ لوگ جو ان کا پیچھا کر رہے تھے، وہ واپس آئے تو انہوں نے کہا: مال غنیمت کے ہم حق دار ہیں ہم نے دشمن کا پیچھا کیا اور اللہ نے ہمارے ذریعے انہیں شکست دی، اور جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے گرد حصار قائم کیا تھا انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم ہم سے زیادہ حق دار نہیں، وہ ہمارا حق ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے گرد حصار قائم کیا تا کہ دشمن آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے، اور وہ جو لشکر پر اور مال غنیمت اکٹھا کرنے پر مامور تھے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم اس کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں، وہ ہمارا حق ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ((يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ)) "وہ آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں"۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے درمیان تقسیم فرمادیا، رسول اللہ ﷺ ابتدا میں مقابلہ کرنے والوں کو مال غنیمت کے علاوہ چوتھائی حصہ زیادہ دیتے تھے، اور جب وہ واپسی پر کوئی مقابلہ کرتے

(۱) نسائی: ۳۶۴۴، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے۔
(۲) ابن حبان: ۷۴۷۰، شعیب الارنؤوط نے کہا: روایت صحیح ہے۔ [موارد الظمآن: ۲۶۱۱]

تو اس مقابلے میں حصے لینے والوں کو مال غنیمت کے حصے کے علاوہ تہائی حصہ زیادہ دیتے تھے، اور راوی نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن اونٹ کے پہلو سے ایک بال پکڑ کر فرمایا: "لوگو! اللہ تمہیں جو مال غنیمت عطا فرماتا ہے اس میں سے میرے لیے پانچواں حصہ ہے، اور وہ پانچواں حصہ بھی تمہیں لوٹا دیا جاتا ہے، پس سوئی اور دھاگے تک جمع کرا دو، خیانت کرنے سے بچو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اہل (خیانت کرنے والے) پر عار کا باعث ہوگی، تم پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا فرض ہے، کیونکہ وہ ابواب جنت میں سے ایک باب ہے، اللہ اس کے ذریعے رنج و غم دور فرما دیتا ہے۔"(1)

میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں:

۲۷۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: اے ہم میں سے بہترین!، ہم میں سے بہترین کے بیٹے!، ہمارے سردار!، اور ہمارے سردار کے بیٹے!، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! جیسا تم کہا کرتے ہو وہی کہو، شیطان تمہیں جذباتی نہ بنا دے، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"(2)

بنو بیاضہ سے خطاب:

۲۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بنو بیاضہ! ابو ہند کی شادی کرا دو اور اس کی طرف پیغام نکاح بھی بھیجو (یعنی اس کے ساتھ رشتوں کا لین دین کرو)" اور وہ پچھنے لگایا کرتے تھے۔(3)

ایک روایت میں ہے: "انصار کی جماعت! ابو ہند کی شادی کراؤ (اسے رشتہ دو) اور اس کی طرف شادی کرو (اس سے رشتہ لو بھی)" اور فرمایا: "تمہارے طریقہ علاج میں اگر کسی چیز میں کوئی خیر ہے تو وہ پچھنے لگوانا ہے۔"(4)

---

(1) ابن حبان: ۴۸۵۵، شعیب الارنؤوط نے کہا: روایت حسن ہے [موارد الظمآن: ۱۶۹۳]

(2) ابن حبان: (۶۲۴۰) شعیب ارنؤوط نے کہا موارد الظمآن (۲۱۲۸) روایت صحیح ہے)

(3) ابن حبان: ۴۰۶۷، شعیب الارنؤوط نے کہا: روایت حسن ہے [موارد الظمآن (۱۲۴۹)]

(4) ابن حبان: ۶۰۷۸، شعیب الارنؤوط نے اسے موارد الظمآن: ۱۳۹۹ میں حسن قرار دیا ہے۔

اللہ سبحانہ اپنے نبی ﷺ سے قریش کے سب و شتم کو دور فرماتا ہے:

۲۸۱۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے بندو! دیکھو اللہ کس طرح مجھ سے ان کے یعنی: قریش۔کے سب و شتم کو دور کرتا ہے،" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس طرح؟ فرمایا: "وہ مذمم کو سب و شتم کرتے ہیں جبکہ میں محمد (ﷺ) ہوں،وہ مذمم کو لعن طعن کرتے ہیں جبکہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔"(۱)

قریش کی جماعت! مجھے ذبح کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہے:

۲۸۲۔عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے قریشیوں کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہو مگر ایک دن میں نے انہیں دیکھا جبکہ وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، تو عقبہ بن ابی معیط آپ کی طرف گیا اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال کر آپ کو کھینچا حتیٰ کہ آپ ﷺ گھٹنوں کے بل گر پڑے،اور لوگ شور مچانے لگے،انہوں نے سمجھا کہ آپ وفات پا گئے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو پیچھے سے آپ کے دونوں کندھوں سے پکڑا،اور فرمانے لگے: کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے، پھر وہ نبی ﷺ سے الگ ہو گئے،رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: قریش کی جماعت! سنو اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے تمہاری طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہے،اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا: تو ابوجہل نے آپ سے کہا: محمد (ﷺ)! آپ لاعلم تو نہ تھے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو ان میں سے ہے۔"(۲)

یہود سے خطاب اور انہیں دعوت اسلام:

۲۸۳۔عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی ﷺ ایک دن چلے جبکہ میں آپ

(۱) ابن حبان: ۶۵۰۳،شعیب الارنوؤط نے کہا: روایت صحیح ہے۔موارد الظمآن: ۲۱۰۴
(۲) ابن حبان: ۶۵۶۹،شعیب الارنوؤط نے موارد الظمآن: ۱۶۸۵ میں کہا: روایت حسن ہے۔

کے ساتھ تھا حتیٰ کہ ہم یہودیوں کی عید کے دن مدینہ میں ان کے کنیسہ میں چلے گئے، انہوں نے ہمارے ان کے پاس جانے کو ناپسند کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”یہود کی جماعت! مجھے بارہ افراد دکھاؤ جو گواہی دیتے ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو اللہ کا یہودیوں پر جو غصہ تھا تو اللہ آسمان کی چھت تلے بسنے والے ہر یہودی سے اپنا غصہ ختم فرما دے گا۔“ پس ان میں سے کسی ایک نے جواب نہ دیا، آپ نے پھر بات دہرائی تو ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا، پھر تیسری بار فرمایا تو بھی کسی نے جواب نہ دیا، آپ نے فرمایا: ”تم نے انکار کیا ہے، اللہ کی قسم! میں حاشر، عاقب اور مقفی ہوں، تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ، پھر آپ واپس تشریف لے آئے اور میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔[1]

حدیث کے آخر پر ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر وہاں سے آپ کے ساتھ تشریف لے آئے، یہودی جو کہ ان کے اسلام لانے سے پہلے ان کی تعریف کر رہے تھے اب ان کے اعلان اسلام کے ساتھ ہی ان کی تکذیب کرنے لگے۔

اللہ نے غیبت کے علاوہ ہر حرج تم سے موقوف کر دیا:

۲۸۴۔ اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم نبی ﷺ کے پاس تھے گویا کہ ہمارے سروں پر گدھ ہوں، ہم میں سے کوئی کلام نہیں کرتا تھا کہ اعراب میں سے کچھ لوگ آئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! فلاں مسئلے کے بارے میں ہمیں فتویٰ دیں، فلاں مسئلے کے بارے میں ہمیں فتویٰ دیں، آپ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ نے تم سے سارے حرج موقوف کر دیے ہیں سوائے اس شخص کے جس نے اپنے بھائی کی غیبت وغیرہ کر کے عزت خراب کرنے کی کوشش کی ہو، پس یہ وہ شخص ہے جس نے ممنوع کام کا ارتکاب کیا اور وہ ہلاک ہوا۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا ہم علاج معالجہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اللہ نے ایک بیماری کے علاوہ جو بھی بیماری اتاری ہے اس کی دوا بھی اتاری ہے۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! وہ ایک بیماری کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بڑھاپا۔“ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! لوگوں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

”اللہ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو ان میں سے سب سے اچھے

---

(۱) ابن حبان: ۷۱۶۲، شعیب الارنؤوط نے موارد الظمآن: ۲۱۰۶ میں کہا: روایت صحیح ہے۔

اخلاق والا ہے۔“[1]

انصار کا تعارف اور ان کا بلند مقام:

۲۸۶۔ عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انصار کی جماعت! کیا میں نے تمہیں گم راہ نہیں پایا اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، تم متفرق و منتشر تھے تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں باہم ملا دیا، تم محتاج تھے تو اللہ نے میری وجہ سے تمہیں مال دار بنا دیا؟ کیا تم اس پر خوش نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم نبی (ﷺ) کے ساتھ اپنے گھروں کو جاؤ؟ اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، انصار میرے رازدار ہیں جبکہ لوگ اس سے کم درجے کے ہیں، میرے بعد تم عنقریب دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، پس صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھے حوض پر آملو۔“[2]

۲۸۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انصار کی جماعت! تم اپنے اموال اپنے پاس روک کر رکھو، اسے عمریٰ نہ کرو، اس لیے کہ جس نے کسی چیز کو اپنی زندگی میں عمریٰ کیا تو وہ اس کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اس کی ہے (جس کو عمریٰ کی گئی)۔“[3]

فقراء کے لیے خوشخبری:

۲۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”فقراء کی جماعت! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ مومن فقراء اپنے مال داروں سے نصف دن: پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“[4]

پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کا زمانہ پاؤ

۲۸۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مہاجرین کی جماعت! پانچ

---

(۱) ابن حبان: ۹۴۸۶، شعیب الارنؤوط نے کہا روایت صحیح ہے [موارد الظمآن: (۱۹۲۴)

(۲) صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد: [صحیح الجامع: ۷۹۷۰]

(۳) نسائی، امام الالبانی نے ”الجامع“ (۷۹۷۱) میں صحیح قرار دیا ہے ارواء ۱۶۰۷

(۴) ابن ماجہ: الشیخ الالبانی نے ”صحیح الجامع“ ۷۹۷۶ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

خصلتیں ہیں جب تم ان کے ذریعے آزمائے جاؤ اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کا زمانہ پاؤ: جب کسی قوم میں علانیہ فحاشی ہونے لگے تو پھر ان میں طاعون پھیل جاتا ہے اور ایسی بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں، جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو وہ قحط سالی، مشکلات اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہو جاتے ہیں، جب وہ زکوۃ ادا نہیں کرتے تو پھر بارش روک دی جاتی ہے اگر جانور نہ ہوں تو ان پر بارش نہ ہو، جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتے ہیں تو ان پر بیرونی دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں وہ ان کی ملکیتی چیزوں پر قابض ہو جاتے ہیں، اور جب ان کے حکمران اللہ عزوجل کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ ان کی آپس میں لڑائی پیدا کر دیتا ہے۔"(۱)

تعاون پر ترغیب:

۲۹۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مہاجرین اور انصار کی جماعت! تمہارے کچھ ایسے بھائی بھی ہیں جن کے پاس مال ہے نہ کنبہ خاندان، پس تم میں سے کوئی دو یا تین افراد کو اپنے ساتھ ملا لے۔"(۲)

جان لو کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے:

۲۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "یہود کی جماعت! اسلام قبول کر لو سلامتی میں رہو گے، جان لو کہ ساری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے، پس تمہیں اس سرزمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں، پس تم میں سے جو اپنے مال میں سے کچھ بیچنا چاہے تو وہ اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ ساری زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔"(۳)

تم کسی بہرے اور غائب شخصیت کو نہیں پکارتے:

۲۹۲۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، (اپنی جانوں پر نرمی اختیار کرو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکارتے، بلکہ تم تو اس

---

(۱) ابن ماجہ، مستدرک حاکم، اور الشیخ الالبانی نے اسے صحیح الجامع (۷۹۷۸) میں صحیح قرار دیا ہے الصحیحہ ۱۰۶

(۲) ابو داود، مستدرک حاکم، اور الشیخ الالبانی نے اسے صحیح الجامع (۷۹۷۹) اور "الصحیحہ" (۳۰۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری، صحیح مسلم: ۴۵۹۱، ابو داود: [صحیح الجامع (۷۹۸۶)]

ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا قریب ہے، اور تمہارے ساتھ ہے۔"(۱)

جو عمل کرو ٹھیک طور سے کرو، حد سے نہ بڑھو بلکہ اس کے قریب رہو اور خوش رہو:

۲۹۳۔ حکم بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! میں جن امور کے بجالانے کا تمہیں حکم دیتا ہوں تم ان سب کے بجالانے کی طاقت نہیں رکھ سکتے، لیکن تم ٹھیک طور سے عمل کرو، حد سے نہ بڑھو بلکہ قریب رہو اور خوش رہو۔ (سیدھی راہ اختیار کرو نیک اعمال کر کے اللہ کا قرب حاصل کرو اور رحمتِ الٰہی کے سبب جنّت کی خوشخبری لو اور دو)(۲)

دعوت توبہ:

۲۹۴۔ اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اپنے رب کے حضور توبہ کرو اللہ کی قسم! میں روزانہ سو بار اللہ عزوجل کے حضور توبہ کرتا ہوں۔"(۳)

میری چادر لوٹادو:

۲۹۵۔ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! میری چادر لوٹادو، اللہ کی قسم! اگر تہامہ کے درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کردوں پھر تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ پاؤ گے، لوگو! اس مال غنیمت میں سے خمس (پانچویں حصے) کے علاوہ اس بال برابر بھی میرا کوئی حصہ نہیں، اور وہ خمس بھی تمہیں ہی لوٹا دیا جاتا ہے، پس سوئی دھاگے تک جمع کرادو، کیونکہ خیانت قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے عار و نار (عار اور جہنم) کا باعث ہوگی۔"(۴)

---

(۱) صحیح بخاری: ۲۹۹۲، صحیح مسلم، ابوداود [صحیح الجامع: ۷۸۳۶]
(۲) مسند احمد، ابوداود اور الشیخ الالبانی نے اسے "صحیح الجامع" (۷۸۷۱) میں حسن قرار دیا۔
(۳) مسند احمد، صحیح مسلم [صحیح الجامع: ۷۸۸۱]
(۴) مسند احمد، ابوداود، اور الشیخ الالبانی نے "صحیح الجامع" (۷۸۸۳) اور "الصحیحہ" (۱۹۷۳) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

تم سکینت و وقار کو اختیار کرو:

۲۹۶۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم سکینت و وقار اختیار کرو، کیونکہ اونٹ دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں۔''(۱)

میانہ روی اختیار کرو:

۲۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر دینے سے) نہیں اکتائے گا حتی کہ تم اکتا جاؤ گے۔''(۲)

۲۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم پر وہ اعمال بجالانا لازم ہے جن کی تم طاقت رکھتے ہو، بے شک اللہ نہیں اکتائے گا حتی کہ تم (عمل کرتے ہوئے) اکتا جاؤ گے، اللہ کو سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔''(۳)

نماز میں کسی بھول پر متبنہ کرنے کیلئے خواتین ہاتھ پر ہاتھ ماریں گی:

۲۹۹۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جس وقت نماز میں تمہیں کوئی بات پیش آجائے تو تمہیں کیا ہوتا ہے کہ تم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگتے ہو؟ ہاتھ پر ہاتھ صرف خواتین ماریں گی، جس شخص کو نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو وہ کہے؟ ''سبحان اللہ'' کیونکہ جس وقت کوئی ''سبحان اللہ'' سنتا ہے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔''(۴)

کیا تم مسجد کی طرف اپنے قدموں کا شمار نہیں کرتے؟

۳۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بنو سلمہ! کیا تم مسجد کی طرف اپنے قدموں کا شمار نہیں کرتے (کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے)۔''(۵)

۳۰۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) مسند احمد، نسائی: الشیخ الالبانی نے اسے ''صحیح الجامع'' (۷۸۸۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔
(۲) ابن ماجہ، الشیخ الالبانی نے صحیح الجامع (۷۸۸۶) میں حسن قرار دیا ہے۔ صحیح ابوداود: ۱۳۳۸
(۳) صحیح بخاری، صحیح مسلم [صحیح الجامع ۷۸۸۷]
(۴) صحیح بخاری، [صحیح الجامع: ۷۸۸۷]
(۵) مسند احمد: صحیح مسلم [صحیح الجامع:۷۸۹۷]

"بنو سلمہ! اپنے گھروں / محلوں میں رہو (تم جو چل کر مسجد کی طرف آتے ہو تو) تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔"(۱)

(حاجیوں کو) پانی پلانے کا منصب بنو عبد المطلب کے لیے ہے:

۳۰۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بنو عبد المطلب! حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب تمہارے لیے ہے اگر اس معاملے میں لوگ تم پر غالب نہ آجائے تو میں بھی (زم زم کے کنویں سے) پانی کھینچتا۔"(۲)

ہر جان کو اپنے مقدر کا رزق حاصل کر لینے کے بعد ہی موت آتی ہے:

۳۰۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اللہ سے ڈرو اور طلب رزق میں اعتدال کو ملحوظ رکھو، کیونکہ کسی شخص کو اپنے مقدر کا رزق حاصل کر لینے کے بعد ہی موت آتی ہے، خواہ وہ اس کے حصول میں مؤخر ہو، پس اللہ سے ڈرو اور طلب رزق میں اعتدال کو ملحوظ رکھو، حلال لو اور حرام چھوڑ دو۔"(۳)

سچے خواب مبشرات نبوت میں سے ہیں:

۳۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! مبشرات نبوت میں سے صرف سچے خواب باقی بچے ہیں جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے کوئی دوسرا دیکھے، سنو، مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھوں، رہا رکوع تو اس میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو، اور رہے سجود تو ان میں خوب دعا کرو کیونکہ اس وقت تمہاری دعاؤں کی مقبولیت کا زیادہ امکان ہے۔"(۴)

دین میں غلو کرنے سے بچو:

۳۰۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کی صبح جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر تھے فرمایا:

---

(۱) مسند احمد، صحیح مسلم [صحیح الجامع (۷۸۹۸)]
(۲) مسند احمد، ترمذی، اور الشیخ الالبانیؒ نے "صحیح الجامع" (۷۸۹۹) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔
(۳) ابن ماجہ، اور الشیخ الالبانی نے صحیح الجامع (۲۷۴۲) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔
(۴) مسند احمد، صحیح مسلم، ابوداود: ۸۷۶، نسائی، ابن ماجہ ["صحیح الجامع": ۲۷۴۶]

"میرے لیے کنکریاں چنو۔" پس میں نے آپ کے لیے سات کنکریاں اٹھائیں، وہ انگلی پر رکھ کر پھینکنے والی کنکری کے مثل تھیں، پس آپ انہیں اپنے ہاتھ میں ملنے لگے اور فرمانے لگے: "ان کے مثل سے رمی کرو، پھر فرمایا:

"لوگو! دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ دین میں غلو نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔"(۱)

اس کے لیے تیاری کرو

۳۰۶۔ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پس آپ قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے حتی کہ مٹی تر ہو گئی، پھر فرمایا:

"میرے بھائیو! اس کے لیے تیاری کرو۔"(۲)

اللہ نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے:

۳۰۷۔ ابو ایوب الانصاری، جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس آیت ((فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ)) (التوبہ: ۱۰۸)

"اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی اختیار کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے" کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار کی جماعت! اللہ نے تمہاری طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے، پس تمہاری طہارت کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: ہم نماز کے لیے وضوء کرتے ہیں، جنابت کی صورت میں غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: پس یہی وہ ہے، پس تم اس پر قائم رہو۔"(۳)

---

(۱) ابن ماجہ، الشیخ الالبانی نے "صحیح ابن ماجہ" (۲۴۷۳) اور "الصحیحہ" (۱۲۸۳) نیز "ظلال الجنہ" (۹۸) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ابن ماجہ اور الشیخ الالبانی ؒ نے اسے صحیح ابن ماجہ ۳۴۰۲ میں حسن قرار دیا ہے۔

(۳) ابن ماجہ، الشیخ الالبانی نے صحیح ابن ماجہ (۲۹۰)، صحیح ابو داود (۳۴)، المشکاۃ (۳۶۹) اور "الروض" (۷۵۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

میں نے اپنی رات غفلت میں (سو کر) نہیں گزاری:

۳۰۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: لوگ رمضان میں مسجد میں الگ الگ نماز پڑھا کرتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے آپ کے لیے چٹائی بچھادی تو آپ نے اس پر نماز پڑھی، پھر وہی قصہ بیان کیا اس میں ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اللہ کی قسم! الحمد للہ میں نے اپنی رات غفلت میں (سو کر) گزاری ہے نہ تمہارا حال مجھ پر مخفی رہا ہے۔"(۱)

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے نماز تراویح اس اندیشے کے پیش نظر نہیں پڑھی کہ وہ مسلمانوں پر فرض نہ ہو جائے۔

عمل صحیح طور پر کرو، خوش ہو جاؤ اور جس قدر استطاعت سے ہو عمل کرو:

۳۰۹۔ شعیب بن زریق الطائفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ لاٹھی یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ہلکے پھلکے پاکیزہ بابرکت کلمات کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "لوگو! تم ہر حکم بجالانے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن عمل صحیح طور پر کرو اور خوش ہو جاؤ۔"(۲)

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی فضیلت:

۳۱۰۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ایک حجرہ بنوایا۔ پس رسول اللہ ﷺ رات کے وقت تشریف لائے اور اس میں نماز پڑھتے تھے، پس وہ یعنی: صحابہ کرام بھی آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، وہ ہر رات آپ کے پاس آتے تھے حتیٰ کہ جب ایک رات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے تو وہ کھنکھارے، آوازیں بلند کیں، اور آپ کے دروازے کو کنکریاں ماریں، پس رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"لوگو! تمہارا جو مسلسل عمل رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ تم پر فرض کر دی جائے گی پس تم اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو، کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نفل نماز

---

(۱) ابوداود: ۱۳۷۴۔ الشیخ الالبانی نے کہا: حسن صحیح ہے۔

(۲) ابوداود: ۱۰۹۶۔ الشیخ الالبانی نے کہا: روایت حسن ہے۔

گھر میں پڑھنا افضل ہے۔"(۱)

حکمرانوں کے تحائف کا حکم:

۳۱۱۔ عدی بن عمیرہ الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! تم میں سے جس شخص کو ہماری طرف سے کسی جگہ کا حکمران مقرر کیا جائے پھر وہ اس میں سے کوئی سوئی یا اس سے کوئی بڑی چیز ہم سے چھپالے تو وہ خیانت ہے، پس وہ قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا۔" پس انصار میں سے سیاہ سانولے رنگ کا ایک آدمی کھڑا ہوا گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اپنے عمل (اس حکمرانی) سے معزول فرمادیں، آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو یہ اور یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: "میں یہ کہتا ہوں: "ہم جس شخص کو کسی ذمے داری پر مامور کریں تو وہ اس کی قلیل و کثیر چیز کو لا حاضر کرے، پس اسے اس میں سے جو دیا جائے وہ اسے لے لے، اور جس سے اسے روک دیا جائے وہ رک جائے۔"(۲)

برائی کو بدلنا واجب ہے:

۳۱۲۔ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ نے فرمایا: "لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کی وہ تفسیر بیان کرتے ہو جو اللہ کی مراد نہیں، "فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ: ۱۰۵)

"ایمان دارو! تم اپنے ذمہ دار ہو اگر تم ہدایت پر ہو تو پھر کوئی گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

لوگ جب برائی دیکھتے ہیں تو اسے بدلتے نہیں قریب ہے کہ وہ سب اس کی لپیٹ میں آجائیں۔"(۳)

(۱) صحیح بخاری، ابوداود: ۱۴۴۷، مسند احمد، ابو عوانہ صحیح الجامع (۲۷۴۹)
(۲) ابوداود: ۳۵۸۱، الشیخ الالبانی نے کہا: روایت صحیح ہے التعلیق الرغیب (۲/۲۷۶)
(۳) صحیح: [ابن حبان: ۳۰۵]

رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبہ:

۳۱۳۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شہداء احد کے لیے دعا کی، پھر مڑے اور منبر پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "لوگو! میں تمہارا پیش خیمہ ہوں، میں تم پر گواہ ہوں، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے رات کو زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، اور مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ہے کہ تم اس میں مقابلہ بازی کرو گے۔"

پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور آپ اپنے گھر سے باہر تشریف نہ لائے حتیٰ کہ اللہ جل و علا نے آپ کی روح قبض کرلی، اور یہ آپ کا آخری خطبہ ثابت ہوا حتیٰ کہ اللہ جل و علا نے آپ کی روح قبض فرمالی۔ (۱)

شَب قدر کو ستائیسویں یا پچیسویں شَب میں تلاش کرو:

۳۱۴۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے شَب قدر کی تلاش میں رمضان کا درمیانی عشرہ اعتکاف کیا، پس جب وہ راتیں گزر گئیں تو آپ کے حکم پر خیمے کو کھول دیا گیا، پھر آپ کو معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ پس آپ لوگوں کی طرف تشریف لائے تو فرمایا: "لوگو! مجھے شَب قدر بتادی گئی تھی، میں اس کے متعلق تمہیں بتانے کے لیے نکلا تھا کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے اور ان کے ساتھ شیطان بھی تھا، پس وہ مجھے بھلادی گئی) پس اسے ستائیسویں اور پچیسویں شَب میں تلاش کرو۔" (۲)

خوب اچھی طرح تکلّف کے ساتھ کلام کرنا شیطان کی طرف سے ہے:

۳۱۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: دو مشرقی خطیبوں نے کلام کیا، پھر وہ دونوں بیٹھ گئے، تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خطیب کھڑے ہوئے تو انہوں نے گفتگو فرمائی، پس انہیں ان کے کلام سے تعجب ہوا، تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا:

"لوگو! اپنی معمول کی سی بات کرو، پر تکلّف گفتگو شیطان کی طرف سے ہے اور بعض

---

(۱) صحیح: ابن حبان: ۶۵۶۱

(۲) صحیح مسلم: ۲۷۷۴، ابن حبان: ۳۶۷۹

بیان جادو اثر رکھتی ہیں۔"[1]

قلیب والوں سے خطاب:

۳۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کے متعلق حکم فرمایا تو انہیں گھسیٹ کر قلیب (کنویں) میں پھینک دیا گیا، پھر آپ تشریف لائے حتیٰ کہ ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: "قلیب والو! تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کہ کیا تم نے اسے سچا پالیا ہے؟ میرے رب نے میرے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا میں نے تو اسے سچا پالیا ہے۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مردوں سے کلام فرما رہے ہیں؟ فرمایا انہوں نے جان لیا کہ میں نے ان سے سچا وعدہ کیا تھا؟ پس جب ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو دیکھا کہ اسے قلیب کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر ناگواری کو پہچان لیا، آپ نے فرمایا: "گویا کہ تم اس منظر کو دیکھ کر ناگواری محسوس کر رہے ہو۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا والد سردار بردبار شخص تھا، مجھے امید تھی کہ اللہ اسے اسلام کے لیے ہدایت دے دیتا، لیکن جب میں نے اسے اس صورت حال میں مبتلا دیکھا ہے تو اس منظر نے مجھے رنجیدہ کر دیا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعاء خیر فرمائی۔[2]

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت:

۳۱۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ والو! قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھاؤ۔" انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ ان کے بچے اور خادم ہیں، تو آپ نے فرمایا: "کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔"[3]

تم اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں کیوں نہ آئے:

۳۱۸۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مدینہ میں لوگ نبی ﷺ کے ساتھ گھبرا گئے، تو وہ منتشر ہو گئے، میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی

(۱) صحیح : ابن حبان (۵۶۸۸)
(۲) حسن، ابن حبان: ۷۰۴۶
(۳) صحیح مسلم، ابن حبان: ۵۸۹۸

تلوار لی اور گوٹھ مار کر مسجد میں بیٹھ گئے، جب میں نے یہ صورت دیکھی تو میں نے اس طرح کیا جس طرح انہوں نے کیا تھا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے مجھے اور سالم کو دیکھا تو آپ لوگوں کے پاس گئے اور آپ نے فرمایا: "لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں کیوں نہ آئے؟ تم نے اس طرح کیوں نہ کیا جس طرح ان دو مومن بندوں نے کیا۔"(۱)

تم پر ایسے حکمران ہوں گے وہ نماز کو تاخیر سے پڑھیں گے:

۳۱۹۔ اسود نے بیان کیا: میں اور علقمہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، تو انہوں نے ہمیں کہا: کیا انہوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، انہوں نے فرمایا: اٹھو، نماز پڑھو، پس ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو انہوں نے ہم میں سے ایک کو اپنی دائیں جانب کر لیا اور ایک کو اپنی بائیں جانب، انہوں نے اذان و اقامت کے بغیر نماز پڑھائی، پس جب انہوں نے رکوع کیا تو انہوں نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر انہیں گھٹنوں کے درمیان کر لیا، پس جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اور فرمایا: "لوگو! تم پر عنقریب ایسے حکمران ہوں گے جو نماز کو تاخیر سے پڑھیں گے اور اسے اتنا مؤخر کریں گے جس طرح مردہ آخری سانسوں کو پہنچ جاتا ہے، (یعنی نماز کو بالکل آخری وقت پر پڑھیں گے)، پس تم میں سے جو ایسی صورت پائے تو وہ نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لے اور اپنی نماز کو ان کے ساتھ نفل بنا لے۔"(۲)

خیانت / چوری سے ڈانٹ کہ خیانت کرنے والا قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز لے کر آئے گا:

۳۲۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو خیانت کا ذکر کیا اور اس کی سنگینی بیان کی، پھر فرمایا: "لوگو! میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے آئے اور وہ اونٹ آواز نکال رہا ہو، وہ کہے گا: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں دین کے احکام پہنچا دیے تھے، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال

(۱) صحیح: ابن حبان: ۷۰۵۰
(۲) صحیح مسلم، ابن حبان: ۱۸۷۱

میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور وہ ممیا رہی ہو۔ تو وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں دین پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، وہ کہے: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں: میں کہوں گا: میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں دین پہنچا دیا تھا، تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کوئی جان ہو اور وہ چیخ رہی ہو، وہ کہے گا: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، میں کہوں گا: میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں احکام پہنچا دیے تھے، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کاغذ کے پرزے اڑ رہے ہوں، وہ کہے گا: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں: تو میں کہوں گا: میں تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں دین پہنچا دیا تھا، میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر سونا چاندی ہو تو وہ کہے گا: اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیں، تو میں کہوں گا: بس تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا کہ میں نے دین پہنچا دیا تھا۔"(۱)

تاجروں سے خطاب:

۳۲۱۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بقیع کی طرف گئے وہاں لوگ خرید و فروخت کر رہے تھے، آپ نے آواز دی: "تاجروں کی جماعت! بات سنو،" انہوں نے آپ کی طرف توجہ کی اور آپ نے فرمایا: "تاجر قیامت کے دن فاجر کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے، مگر وہ جو متقی، نیک اور سچا ہو۔"(۲)

جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے نماز پڑھ لے:

۳۲۲۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک رات طریق مکہ میں آخری رات پڑاؤ ڈالا اور بلال رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا کہ وہ انہیں نماز کے لیے اٹھائیں گے، پس بلال رضی اللہ عنہ سو گئے اور وہ سب سو گئے حتیٰ کہ وہ بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا،

---

(۱) صحیح: ابن حبان: ۴۸۲۸

(۲) صحیح: ابن حبان: ۴۸۹۰، دیکھیں: صحیحہ: ۱۴۲۰۔۱۴۲۱

پس وہ بیدار ہوئے تو گھبرا گئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ سوار ہوں حتی کہ اس وادی سے نکل جاؤ، اور فرمایا: ”اس وادی میں شیطان ہے، پس وہ سوار ہوئے حتی کہ وہ اس وادی سے نکل گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ اتریں اور وضوء کریں، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نماز کے لیے اذان دیں یا اقامت کہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی، پھر ان کی طرف رخ فرمایا تو ان کی گھبراہٹ دیکھی، آپ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ نے ہماری روحیں قبض کیں، اگر وہ چاہتا تو انہیں وقت پر ہماری طرف لوٹا دیتا، پس جب تم میں سے کوئی نیند یا بھول کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے پھر جب بیدار ہو تو اسے اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اسے اس کے وقت پر پڑھا کرتا تھا۔“(۱)

جمعہ کے دن خوشبو لگانا:

۳۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل عراق کے دو آدمی ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے جمعہ کے دن غسل کے متعلق دریافت کیا، کیا وہ واجب ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں فرمایا: جس نے غسل کیا تو وہ بہتر اور پاکیزہ تر ہے، میں تمہیں بتاؤں گا کہ غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی، رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ ضرورت مند ادنیٰ لباس پہنے ہوئے آئے وہ اپنی پشتوں پر کھجوریں لاتے تھے، (مال برداری کا کام کرتے تھے)، مسجد تنگ اور چھت زیادہ اونچی نہیں تھی، پس رسول اللہ ﷺ سخت گرمی کے دن جمعہ کے روز تشریف لائے، منبر چھوٹا تھا، اس کی تین سیڑھیاں تھیں، پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: ادنیٰ لباس میں لوگ پسینے سے شرابور ہو گئے، تو پسینے اور اُون کی بو پھیل گئی حتی کہ وہ ایک دوسرے کے لیے ایذا کا باعث بن گئے، اور ان کی بو رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی جبکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا: ”لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہو تو غسل کرو اور تم میں سے جو خوشبو یا تیل پائے تو وہ اس کا استعمال کرے۔“(۲)

---

(۱) موطا مالک ص ۱۹، بیہقی فی دلائل النبوۃ: ۴/ ۲۷۳، روایت مرسل ہے کتاب الایمان (۴/ ۵۲۶۔ ۵۲۳) قال ابوالعباس الدانی حدیث حسن انشاء اللہ

(۲) ابن خزیمہ، اعظمی نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے، مسند احمد: ۲۴۱۹، شعیب الارنوؤط نے کہا: اس کی اسناد جید ہے حاکم (۱۰۳۸) اور کہا یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

ریاء سے ممانعت:

۳۲۴۔ عباد بن تمیم نے اپنے چچا عبد اللہ بن زید بن عاصم سے مرفوعاً روایت کیا: اے عربوں کی رونے والیو! اے عربوں کی رونے والیو! (تین بار فرمایا) مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ جس چیز کا اندیشہ ہے وہ ریا اور پوشیدہ خواہش۔" (۱)

۳۲۵۔ محمود بن لبید نے بیان کیا: نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: "لوگو! شرک سرائر سے بچو۔" انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! شرک سرائر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو لوگوں کو دکھانے کے لیے خوب اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔ پس یہ شرک سرائر ہے۔" (۲)

مسلمانوں کا عام آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے:

۳۲۶۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص بن ربیع سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی، پس انہوں نے انہیں اجازت دے دی، وہ آپ کے پاس پہنچ گئی، پھر ابو العاص بھی مدینہ پہنچ گئے، انہوں نے ان (زینب رضی اللہ عنہا) کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے والد سے میرے لیے امان طلب کریں، پس وہ نکل آئیں اور اپنے حجرے کے دروازے سے اپنا سر نکال کر دیکھا جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے فرمایا: لوگو! میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب ہوں، میں نے ابو العاص (اپنے شوہر) کو پناہ دے دی ہے، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "لوگو! مجھے اس کا پتہ نہ تھا حتیٰ کہ تم نے اسے سن لیا، سنو مسلمانوں کا عام آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔" (۳)

اللہ کے مال سے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لو:

۳۲۷۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اللہ کے مال سے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لو، اگر تم میں سے کوئی اپنا مال لوگوں کو دینے میں بخل کرے تو وہ اپنے

(۱) الصحیحۃ: ۵۰۸

(۲) ابن خزیمہ: ۹۳۷، بیہقی فی الکبریٰ: ۳۴۰۰، ابن ابو شیبہ: ۸۴۰۳ روایت صحیح ہے۔

(۳) الصحیحۃ: ۲۸۱۹

آپ سے ابتدا کرتے ہوئے اپنی ذات پر صدقہ کرے اور کھائے، اور اللہ عزوجل نے جو اسے عطا فرمایا ہے اس میں سے حاصل کرے۔"(۱)

میں تمہارے لیے باعث رحمت اور باعث تسکین ہوں:

۳۲۸۔ ابو صالح نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! میں تو تمہارے لیے باعث رحمت اور باعث تسکین ہوں۔(۲)

اللہ نے مجھے جو مقام عطا فرمایا ہے میرے اس مقام سے مجھے نہ بڑھاؤ:

۳۲۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: محمد (ﷺ)! ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے، اور ہم میں سے بہترین شخصیت کے بیٹے!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! تم اپنا تقویٰ اختیار کرو، شیطان تمہیں برانگیختہ نہ کر دے، میں محمد بن عبد اللہ اور اللہ کا رسول ہوں، اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے اس مقام سے بلند کر دو جس پر اللہ عزوجل نے مجھے فائز فرمایا ہے۔"(۳)

۳۳۰۔ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا: ہم علی بن حسین کے پاس تھے تو کوفہ سے کچھ لوگ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: عراق والو! ہم سے اسلام کی محبت کے حوالے سے محبت کرو، میں نے اپنے والد (حسین رضی اللہ عنہ) کو بیان کرتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! مجھے میرے مقام سے نہ بڑھاؤ، اللہ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے عبد (بندہ) بنایا۔ میں نے سعید بن مسیبؒ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اس کے بعد جو اس نے انہیں نبی بنایا۔(۴)

بیویوں کو پہلے سے اطلاع کیے بغیر رات کے وقت ان کے پاس آنے کی ممانعت:

۳۳۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے تو

(۱) الصحیحۃ: ۲۷۱، ۳۷۷
(۲) الصحیحۃ: ۴۹۰
(۳) الصحیحۃ: ۱۰۹۷
(۴) الصحیحۃ: ۲۵۵۰

فرمایا: "لوگو! رات کے وقت بیویوں کے پاس جاؤ نہ بے خبری میں ان کے پاس جاؤ۔" (۱)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے:

۳۳۲۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، آدمی کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جس نے حصول دنیا یا کسی عورت سے شادی کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے۔ جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔" (۲)

رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کو ان کے اموال اور ان کے قیدی واپس لوٹاتے ہیں:

۳۳۳۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جب ہوازن کا وفد آیا تو آپ کھڑے ہوئے تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے اموال اور ان کے قیدی انہیں لوٹا دیں، آپ نے فرمایا: "میرے پاس جو ہیں آپ انہیں دیکھ ہی رہے ہیں (میں اکیلا نہیں ہوں) اور مجھے بات وہی پسند ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو، پس دو میں سے ایک کا انتخاب کر لو، یا مال یا قیدی، میں نے تو ان (کی تقسیم میں ان) کا انتظار کیا، پس جب انہیں واضح ہو گیا کہ نبی ﷺ انہیں صرف ایک چیز ہی لوٹائیں گے، تو انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کی واپسی کا انتخاب کرتے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تو اللہ کی اس کی شان کے مطابق ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

"اما بعد: تمہارے بھائی نادم ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں، میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ میں ان کے قیدی انہیں لوٹا دو، پس تم میں سے جو خوش دلی سے ایسے کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسے کرے، اور جو اپنے حصے کو چھوڑنا نہ چاہے، ہم اسے اس کے بعد سب سے پہلی غنیمت میں سے جو اللہ

---

(۱) الصحیحۃ: ۳۰۵۸

(۲) صحیح بخاری: ۶۹۵۳، صحیح مسلم: ۱۹۰۷، ابوداود: ۲۲۰۱، ترمذی: ۱۶۴۷، نسائی (۱/ ۵۸)، ابن ماجہ: ۴۲۲۷، مسند احمد: ۱/ ۲۵۔ ۴۳

ہمیں دے گا اس کے حصے کا بدلہ اس کے حوالہ کر دیں گے، تو وہ ایسے کر لے۔“

لوگوں نے عرض کیا: ہم خوش دلی سے ایسے کرنے پر تیار ہیں۔

آپ نے فرمایا: ”ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی، پس تم واپس جاؤ حتی کہ تمہارے ذمہ داران ہمارے پاس آئیں اور تمہاری رائے سے ہمیں مطلع کریں، پس لوگ گئے۔ ان کے ذمہ داران نے ان سے گفتگو کی، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس واپس گئے، تو انہوں نے آپ کو بتایا کہ انہوں نے خوش دلی سے اجازت دی ہے۔

پس یہی وہ خبر ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی ہے۔ (۱)

ہر صاحب منصب سے خطاب:

۳۳۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نبی ﷺ منبر پر چڑھے، یہ آخری مجلس تھی، آپ اپنے کندھوں پر ایک بڑی چادر لپیٹے ہوئے تھے، اور سر پر کالی پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ”اما بعد! انصار کے یہ لوگ کم ہوتے جائیں گے، جبکہ لوگ بڑھتے جائیں گے، پس جو کوئی امت محمد ﷺ کا کہیں حاکم بنے اور وہ اس (اپنی حکومت) میں کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہو یا کسی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو وہ ان کے نیکو کاروں کو قبول کرے اور ان کے گناہ گاروں سے درگزر کرے۔“ (۲)

عمل کرو پس جو جس کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کیلئے آسان کیا جائے گا:

۳۳۵۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے میں تھے، پس نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے، آپ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ نے سر جھکا لیا اور چھڑی کے ساتھ زمین کریدنے لگے، پھر فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایسی جان نہیں جس کا ٹھکانا جنت اور جہنم میں نہ لکھا گیا ہو، اور یہ بھی کہ وہ بدنصیب ہوگی یا خوش نصیب۔

ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنی لکھت (تقدیر) پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل ترک کر دیں، پس ہم میں سے جو سعادت مندوں میں سے ہوا تو وہ سعادت مندوں کے

---

(۱) صحیح بخاری: ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، مسند احمد: ۳/۳۲۷

(۲) صحیح بخاری: ۹۲۷، ۳۶۲۸، ۳۸۰۰، مسند احمد: ۱/۲۸۹

سے عمل کرے گا، اور ہم میں سے جو بد نصیبوں میں سے ہوا تو وہ بد نصیبوں والے عمل کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، عمل کرو، جو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کر دیا جائے گا جو سعادت مندوں میں سے ہے تو اس کے لیے سعادت مندوں کا عمل آسان کر دیا جائے گا، اور جو بد نصیبوں میں سے ہو گا تو اس کے لیے بد نصیبوں کا عمل آسان کر دیا جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

((فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ))

”جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھے دین کو سچا مانا۔“[1]

الحمد للہ ”صحیح خطب الرسول ﷺ“ کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ اللہ رب العزت اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اس کے مؤلف، مترجم، ناشر، اور تمام قارئین و معاونین کی خطاؤں سے درگزر فرما کر حسنات میں اضافے کا باعث بنائے۔

ربنا تقبل منا إنك انت السميع العليم

وصلی اللہ علی النبی

ابو انس محمد سرور گوہر
(ابو بکر ٹاؤن کھڈیاں خاص، قصور)
۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
۲۸ فروری ۲۰۱۰ء

(۱) صحیح بخاری: ۱۳۶۲، ۴۹۵۴، صحیح مسلم: ۲۶۴۷، مسند احمد: ۱/ ۱۳۷_۱۵۷

صحیح خطباتِ رسول ﷺ
دار الکتب السلفیة
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123
اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
dk.salafiyyah@gmail.com